کُتبِ رجال و تاریخ کا تعارف

اس کتاب میں فنِ اسماء الرجال اور تاریخ پر لکھی گئی گیارہ عنوانات کے تحت کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔

1. ثقہ راویوں پر لکھی گئی گیارہ کتابیں
2. ضعیف رُوات پر لکھی گئی پندرہ کتابیں
3. ثقہ اور ضعف دونوں قسم کے رُوات پر لکھی گئی پندرہ کتابیں
4. کسی متعین کتاب کے رجال پر لکھی گئی چوبیس کتابیں
5. صحاحِ ستہ کے رجال پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں
6. رواۃ سے متعلق کسی ایک شخصیت کی آراء پر لکھی گئیں اکیس کتابیں
7. کسی ایک متعین شہر کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں
8. تاریخ وفیاتِ رواۃ کی معرفت پر لکھی گئی تینتیس کتابیں
9. راویوں کے طبقات پر لکھی گئی چودہ کتابیں
10. فقہاءِ اربعہ کے مقلدین کے تراجم پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں
11. تاریخ اور تراجم پر لکھی گئی ساٹھ کتابیں۔

کتبِ رجال وتاریخ کا تعارف

اس کتاب میں فنِ اسماء الرجال اور تاریخ پر لکھی گئی گیارہ عنوانات کے تحت کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے،
(۱) ثقہ راویوں پر لکھی گئی گیارہ کتابیں۔(۲) ضعیف رُوات پر لکھی گئی پندرہ کتابیں۔(۳) ثقہ اور ضعف دونوں قسم کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں۔(۴) کسی متعین کتاب کے رجال پر لکھی گئی چوبیس کتابیں۔ (۵) صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں۔(۶) رواۃ سے متعلق کسی ایک شخصیت کی آراء پر لکھی گئیں اکیس کتابیں۔(۷) کسی ایک متعین شہر کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں۔(۸) تاریخ وفیاتِ رواۃ کی معرفت پر لکھی گئی تینتیس کتابیں۔(۹) راویوں کے طبقات پر لکھی گئی چودہ کتابیں۔(۱۰) فقہاء اربعہ کے مقلدین کے تراجم پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں۔(۱۱) تاریخ اور تراجم پر لکھی گئی ساٹھ کتابیں۔

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

ناشر

مکتبۃ المتین کراچی

نام کتاب	کتبِ رجال وتاریخ کا تعارف
مؤلف	مولانا محمد نعمان صاحب زید مجدہ
ضخامت	267 صفحات
تعداد	500
طبع اول	۲۹ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ 2024ء
ناشر	مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
اوقات رابطہ	ظہر تا مغرب (0332-2557675)

اسٹاکسٹ

مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

0311-2645500

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)

021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)

0334-8414660,0313-1991422

آن لائن حاصل کرنے کے لیے رابطہ نمبر

0316-2554257 0309-2216519

فہرست

۴......کسی متعین کتاب کے رجال پر لکھی گئی چوبیس کتابیں

۶ ......رواۃ سے متعلق کسی ایک شخصیت کی آراء پر لکھی گئیں اکیس کتابیں

۷......کسی ایک متعین شہر کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

۸......تاریخ وفیاتِ رواۃ کی معرفت پر لکھی گئی تینتیس کتابیں

۹......راویوں کے طبقات پر لکھی گئی چودہ کتابیں

۱۰......فقہاء اربعہ کے مقلدین کے تراجم پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں

احناف کے تراجم پر لکھی گئی کتابیں

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

عرضِ مؤلف

راقم الحروف کی بفضل اللہ تعالی تعارف کتب کے سلسلے میں اب تک تین کتابیں طبع ہوئیں:

۱۔ کتبِ حدیث کا تعارف

۲۔ کتبِ فقہ، اصولِ فقہ اور اردو فتاوی کا تعارف

۳۔ کتبِ سیرت کا تعارف

یہ اس سلسلے کی چھوتی کتاب ہے ''کتب رجال وتاریخ کا تعارف'' اس میں درج ذیل گیارہ عنوانات پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے:

۱......ثقہ راویوں پر لکھی گئی گیارہ کتابیں

۲......ضعیف رُوات پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

۳......ثقہ اور ضعف دونوں قسم کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

۴......کسی متعین کتاب کے رجال پر لکھی گئی چوبیس کتابیں

۵......صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں

۶......رواۃ سے متعلق کسی ایک شخصیت کی آراء پر لکھی گئیں اکیس کتابیں

۷......کسی ایک متعین شہر کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

۸......تاریخ وفیاتِ رواۃ کی معرفت پر لکھی گئی تینتیس کتابیں

۹......راویوں کے طبقات پر لکھی گئی چودہ کتابیں

۱۰......فقہاء اربعہ کے مقلدین کے تراجم پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں

۱۱......تاریخ اور تراجم پر لکھی گئی ساٹھ کتابیں

نیز اگر ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا کوئی اختصار کیا گیا ہے، یا اُس پر ذیل لکھا گیا ہے، یا اُس کتاب کے مضامین کو منظوم کیا گیا ہے، یا اُس پر کوئی نقد ہوا ہے، یا اُس پر کوئی حاشیہ لکھا گیا گیا ہے تو اُس کا بھی ذکر کیا ہے۔ان شاء اللہ اُمید ہے کہ کتب تراجم وتاریخ پر لکھی گئی کتابوں کے تعارف سے فن اسماء الرجال سے مناسبت پیدا ہوگی، اور راوی کے حالات اور حکم بیان کرنے میں معاونت ہوگی۔ اگر اللہ رب العزت کی مدد شامل حال رہی تو ان شاء اللہ اس سلسلے کی پانچویں کتاب ''کتبِ عقائد کا تعارف''اور چھٹی کتاب ''کتبِ تفاسیر کا تعارف'' ہوگا، اِن دونوں عنوانات پر کام شروع ہے، قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ رب العالمین اس کام کو عافیت کے ساتھ پائے تکمیل تک پہنچائے۔آمین

راقم الحروف نے اِس کتاب میں مولانا عبدالماجد غوری صاحب مدظلہ کی کتاب''المیسّر فی علم الجرح والتعدیل'' سے کافی استفادہ کیا ہے، اللہ رب العزت مصنف کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے۔آمین

اس کاوِش میں راقم کے ساتھ مولانا محمد داود انور صاحب حفظ اللہ (فاضل جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن) کا کافی تعاون رہا، اللہ رب العزت ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے۔آمین

اللہ رب العزت اس کاوِش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور راقم کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ/ 7 اپریل 2024ء

0332-2557675

فن اسماء الرجال بڑی اہمیت اور خصوصیت کا حامل فن ہے، اس میں احادیث نقل کرنے والے رُوات کا مختلف پہلوں سے تذکرہ کیا جاتا ہے، یعنی جن راویوں نے احادیث کو بیان کیا ہیں اُن راویوں کی جرح وتعدیل، ان کے اساتذہ، تلامذہ اوران کے متعلق اہل علم کی آراء، ان کی زندگی کے اہم احوال، تاریخ پیدائش، سن وفات اور کوئی خاص واقعہ ہوتو اُسے بیان کیا جاتا ہے، اس فن پر مختلف عنوانات کے تحت کتابیں لکھی گئی ہیں، یہاں ان میں سے ہر ایک قسم پر لکھی گئی کتابوں کا الگ الگ تذکرہ ہوگا تاکہ اُس نوع کی اہمیت سامنے آئے اوراس فن پر کس حیثیت سے کام ہوا ہے اس کی تعیین اورتوضیح ہو۔ یہ احادیث مبارکہ کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اللہ رب العزت نے احادیث کی حفاظت کے خاطر روایت نقل کرنے والے رُوّات کے حالات کوبھی محفوظ رکھا، دیکھیں قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ رب العزت نے لی ہے اور اس قرآن کریم کی تشریح احادیث مبارکہ ہیں، اس اعتبار سے گویا احادیث کی حفاظت کی ذمہ داری بھی رب العالمین نے لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ایک راوی حدیث کے احوال ہم تک محفوظ ہوکر پہنچ گئے، نیز یہ صرف دین اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اُس کے پاس فن اسماء الرجال ہے، دیگر مذاہب میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے کہ ان کے پاس اپنے پیشوا کی ہر ہر بات کی سند ہو، چاہے وہ یہودیت ہو، عیسائیت ہو، مجوسیت ہو، یا ہندو مذہب ہو، لیکن الحمدللہ ہمارے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک فرمان پوری سند کے ساتھ کتابوں میں موجود ہے۔ فن اسماء الرجال پر لکھی گئی کتابوں میں پہلا عنوان ''کتب الثقات'' ہے، یعنی یہ وہ کتابیں ہیں جن میں صرف ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سلسلے میں جو کتابیں لکھی گئیں ہیں سن ہجری کی ترتیب کے ساتھ اُن کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۱......ثقہ راویوں پر لکھی گئی گیارہ کتابیں

۱......تاریخ الثقات

یہ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی تحریر کردہ کتاب ہے۔ان کی یہ کتاب "**معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث**" کے نام کے ساتھ بھی طبع ہے، یہ کتاب مصنف نے طبقات کی ترتیب پر مرتب کی ہے، مصنف کی ترتیب کردہ کتاب کا صرف دوسرا حصہ ملتا ہے، پہلا حصہ دستیاب نہیں ہے۔ علامہ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) کو یہ مکمل کتاب میسر ہوئی تھی تو انہوں نے اس کتاب کو حروفِ معجم کی ترتیب پر مرتب کیا، موجودہ جو نسخہ چھپا ہے وہ انہی کا مرتب شدہ ہے۔ پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس میں بعض اہم فوائد کا تذکرہ کیا ہے جو مصنف اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے، علامہ عجلی رحمہ اللہ کا مرتب کردہ جو نسخہ ہے وہ طبقات کی ترتیب پر تھا، جبکہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے انہیں حروفِ معجم کی ترتیب پر مرتب کیا۔علامہ عجلی رحمہ اللہ کا اس کتاب میں منہج ایجاز واختصار کے ساتھ رواۃ کا تذکرہ کرنا تھا، اس میں کل (۲۱۱۶) ثقہ راویوں کا تذکرہ ہے، لیکن یہ بات یادرہے کہ علامہ عجلی رحمہ اللہ رواۃ کی توثیق میں اہل علم کے درمیان متساہل ہیں، اس لئے کسی راوی کی توثیق میں صرف انہی کی رائے پر اعتماد نہیں کیا جائے گا جب تک دیگر محدثین سے اس کی تائید اور توثیق نہ ہو، نیز اس کتاب میں کی راوی کا آجانا اُس کے ثقہ ہونے کو مستلزم نہیں، اِس میں بہت سے غیر ثقہ رُوّات کا تذکرہ بھی آیا ہے۔

اس کتاب میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ راوی اور اس کے والد کا نام، اس کی کنیت اور

نسبت ذکر کرتے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو اہل علم میں سے کسی ایک کی رائے بھی بیان کر دیتے ہیں۔ یہ کتاب اس وقت ایک جلد میں ''مکتبة الدار'' مدینہ منورہ سے شیخ عبدالعلیم اور عبدالعظیم بستوی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۵ھ کو طبع ہوئی ہے۔

۲...... کتاب الثقات

یہ امام ابو حاتم محمد بن حبان رحمہ اللہ البستی (متوفی ۳۵۴) کی کتاب ہے۔ان کا نام ''ح'' کے کسرے کے ساتھ ہے، بعض اس کو حَبان یا حُبان پڑھتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔امام ابن حبان رحمہ اللہ ائمہ حفاظ میں سے ہیں، علم رجال اور حدیث پر تصنیف کرنے والوں میں شامل ہیں، یہ اپنے شہر کے قاضی بھی بنائے گئے اور تادم حیات اس عہدے پر قائم رہے۔ ❶

ان کی وفات ۳۵۴ھ میں ہوئی، اس کتاب کے شروع میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا تذکرہ کیا ہے، آپ کی پیدائش، نسب، وحی کا آغاز، بیعت عقبہ اولی، واقعہ معراج، ہجرت الی المدینہ، سن ہجری کا آغاز، اور پھر غزوات اور سرایا کو قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس کے بعد انہوں نے خلفائے راشدین کا تذکرہ کیا اور پھر عشرہ مبشرہ کا تذکرہ کیا۔ نیز دیگر صحابہ کا حروف تہجی کے ترتیب پر مختصر احوال لکھنے کے بعد عموماً لکھتے ہیں:

''لَهُ صُحْبَةٌ''

اس سے اشارہ ہوتا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ صحابی کا نام ونسب اور مختصر احوال ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ان سے جن تابعین نے روایات نقل کی ہیں اختصار کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں۔

---

❶ تطور کتابة السیرة النبویة: ج ۱ ص ۲۸۳

اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ تین سے چار سطروں میں راوی کے حالات کا تذکرہ کرتے ہیں، راوی کا نام ونسب، کنیت اور لقب، مشہور اساتذہ اور مشہور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں اور کہیں کہیں سن وفات بھی بیان کرتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے تبع تابعین کا تذکرہ کیا ہے اور چھٹی جلد میں تبع تابعین کے بعد آنے والے رجال کا تذکرہ کیا۔

یہ بات یاد رہے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں کئی ایسے مجہول راویوں کو بھی ذکر کیا ہے کہ جن کے حالات اس کتاب کے علاوہ کسی اور میں نہیں ملتے۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وہ راوی جس کے بارے میں انہیں جرح کا علم نہ ہو اگرچہ وہ مجہول ہو، اس کے حالات معلوم نہ ہوں تو بھی اُسے ذکر کرتے ہیں، یعنی ان کے ہاں ثقاہت کے لئے اس قدر شرط کافی ہے کہ اس پر جرح نہ کی گئی ہو:

ذكر فيه عددا كثيرا وخلقا عظيما من المجهولين الذين لايعرف هؤلاء غيره أحوالهم وطريقته فيه أنه يذكر من لم يعرفه بجرح وإن كان مجهولا لم يعرف حاله فينبغي أن يتنبه لهذا ويعرف أن توثيقه للرجل بمجرد ذكره في هذا الكتاب من أدنى درجات التوثيق وقد قال هو في أثنآء كلامه: والعدل من لم يعرف منه الجرح إذ الجرح ضد العدل فمن لم يعرف بجرح فهو عدل حتى يتبين ضده وهذه طريقته في التفرقة بين العدل وغيره ووافقه عليها بعضهم وخالفه الأكثرون على أنه قد ذكر في كتابه هذا خلقا كثيرا ثم أعاد ذكرهم في كتاب الضعفاء والمجروحين وبين ضعفهم وذلك من تناقضه وغفلته أو من تغير اجتهاده. ❶

ترجمہ: مصنف نے اس میں بہت بڑی تعداد ان مجہول رواۃ کی بھی ذکر کی ہے جن کا

❶ الرسالة المستطرفه لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: ص ۱۴۶، ۱۴۷

صرف نام اور حالات ہی معروف ہیں۔اس میں ابن حبان کا طرز یہ ہے کہ ہر وہ راوی جس کے بارے میں انہیں جرح کا ذکر نہیں ملتا وہ اُسے ثقات میں ذکر کردیتے ہیں اگرچہ وہ راوی مجہول الحال ہی ہو۔

چنانچہ اس کتاب کے بارے میں اس پہلو سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ ابن حبان کا کسی راوی کو محض اس کتاب میں ذکر کرنا یہ توثیق کا سبب سے ادنی درجہ ہے۔ابن حبان نے خود ایک جگہ یوں فرمایا ہے:

اور عادل راوی وہ ہے جس کے بارے میں جرح معروف نہ ہو کیونکہ جرح تعدیل کی ضد ہے۔چنانچہ جس کے بارے میں جرح معلوم نہیں وہ عادل ہی ہے جب تک کہ خلافِ عدالت کوئی بات ظاہر نہ ہو۔بعض محدثین نے ان کے اس طرز کی موافقت جبکہ بعض دیگر نے مخالفت کی ہے،اس کے علاوت ابن حبان نے یہ بھی کیا ہے کہ بہت سے حضرات کو پہلے ثقات میں ذکر کیا ہے۔پھر "**کتاب الضعفاء والمجروحین**" میں ان کا دوبارہ ذکر کر کے ان کا ضعف بھی واضح کیا ہے۔چنانچہ ان کی طرف سے یہ اختلاف یا تو تناقض وغفلت پر محمول ہوگا،یا پھر اُسے ان کی رائے کی تبدیلی کہا جائے گا۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ کی توثیق اہل علم کے ہاں زیادہ معتبر نہیں ہے، بلکہ وہ درجات توثیق میں دیگر محققین محدثین کی نسبت ادنی درجہ پر ہیں،اس وجہ سے کہ ان کے مزاج میں قدرے تساہل تھا،انہوں نے اس کتاب میں بہت سے ایسے رواۃ کا بھی تذکرہ کر دیا ہے کہ جو ضعیف ہیں اور کئی ایک ایسے بھی ہیں جو مجہول ہیں۔

انہوں نے اپنی دوسری تصنیف "**الضعفاء والمجروحین**" میں ضعیف رواۃ کا ذکر کیا ہے،اور ان میں بعض وہ رواۃ بھی ہیں جنہیں مصنف نے ثقات میں شمار کیا تھا،اس کتاب میں رواۃ کے ضعف کے ساتھ وجہ ضعف کا بھی ذکر ہے،اس لئے امام

ابن حبان رحمہ اللہ کی ’’**كتاب الثقات**‘‘ کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے، اور چونکہ یہ کتاب ان کے بعد کی تصنیف کردہ ہے اس لئے زیادہ اعتماد اس پر کرنا چاہیے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے ہاں کسی راوی کی ثقہ ہونے کے لئے پانچ شرائط ہیں:

(۱) أن يكون شيخه ثقة.

(۲)أن يكون تلميذه ثقة.

(۳)وأن لاينفرد برواية يخالف فيهاغيره.

(۴)أن لايكون مدلسا.

(۵)وأن لايكون مرسلا.

یہ شرائط ابن حبان رحمہ اللہ کے لگائی ہوئے ہیں جوانہوں نے اپنی اِسی کتاب کے شروع میں قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کی ہیں، ان سے پہلے یاان کے بعد کے محدثین نے ایسے شرائط نہیں بیان کی کہ اس کا استاذ بھی ثقہ ہو، راوی مدلس بھی نہ ہو ،روایت میں متفرد نہ ہو، ارسال نہ کرنے والا ہو۔

اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۱۶۰۰۸) ہے اور یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ۹ جلدوں میں استاذ عبدالخالق افغانی کی تحقیق کے ساتھ ’’**دائرة المعارف العثمانيه**‘‘ حیدآباددکن سے ۱۳۸۸ھ کو طبع ہے۔

۳......مشاهير علماء الأمصار

یہ بھی امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) کی کتاب ہے۔اس میں مصنف نے مختلف شہروں کے مشہور ثقہ رواۃ کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز اس میں مختلف علاقوں کے مشہور اہل علم جیسا کہ کتاب کے نام سے بھی بالکل واضح ہے مثلاً حجاز، عراق، شام،

مصر، یمن اور خراسان کے علماء کا تذکرہ کیا ہے۔

اس کتاب میں کل (۱۶۰۲) تراجم کا ذکر کیا ہے، اور یہ سب وہ ہیں جو موصوف کی تحقیق کے مطابق مختلف شہروں کے مشہور ثقہ علماء میں سے ہیں۔ یاد رہے کہ اس کتاب میں تمام ثقہ راویوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مشہور ثقہ علماء کا ذکر ہے۔ اس میں انہوں نے راویوں کو چار طبقات میں بیان کیا، پہلا طبقہ ہے صحابہ کرام کا، دوسرا طبقہ ہے تابعین کا، تیسرا طبقہ ہے تبع تابعین کا اور چوتھا طبقہ ہے تبع تابعین کے بعد آنے والے علماء کا۔ یہ کتاب نہایت اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہے اور اس میں نہایت مختصر احوال انہوں نے ذکر کیے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ اس میں مصنف نے اپنی تحقیق کے مطابق ثقہ علماء کا تذکرہ کیا ہے، اب یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دیگر کے ہاں بھی ثقہ ہوں، اس لئے بہت سے ایسے ہیں جن پر دیگر محققین علماء نے کلام کیا ہے لیکن ان کی تحقیق کے مطابق وہ ثقہ تھے۔ یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔ یہ کتاب "**دار النشر**" قاہرہ سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

۴......تاریخ أسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم

یہ علامہ عمر بن احمد البغدادی المعروف بابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی کتاب ہے۔ ان کا اصل نام عمر والد کا نام احمد، کنیت ابو حفص اور مشہور لقب ابن شاہین ہیں، موصوف اہل بغداد کے نامور عالم اور ناصح و واعظ تھے اور ان کا شمار حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ الاعلام میں ہے کہ ان کی تصانیف کی تعداد ۳۰۰ کے قریب ہے، ان میں سے ایک کتاب "**السنة**" کے نام سے ہے، جسے "**المسند**" بھی کہا جاتا ہے۔

"**تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنهم العلم، معجم الشیوخ، الأفراد**

کشف الممالک ، ناسخ الحدیث ومنسوخه، الترغیب فی فضائل الأعمال"ان کی علمی یادگار ہیں۔ ❶

ان کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، اس میں راوی کا نام ونسب، کنیت لقب، اور پھر ان کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ اور چند آئمہ جرح وتعدیل کی ان کے متعلق آراء کا ذکر ہے، ان کا ترجمہ عموماً دو سے تین سطروں میں ہوتا ہے۔ اس میں انہوں نے ایک (۱۶۶۰) ثقات کے نام بیان کئے ہیں، مثلاً امام نافع رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

كَانَ نَافِعٌ حَافِظًاثَبتًالَهُ شَأْنٌ رَوَي عَنْهُ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ. ❷

اسی طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أَبُوْ يُوْسُفَ أَوْثَقُ مِنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْحَدِيْثِ. ❸

لیکن اس کتاب کے حاشیہ نمبر ۹ میں ہے:

فِيْ هٰذَاالْكَلَامِ غُلُوٌّ لَايَرْضَاهُ أَبُوْيُوْسُفَ نَفْسُهُ بَلْ لَوْلَا الْإِمَامِ أَبِى حَنِيْفَةَ لَمَاارْتَفَعَ لِأَبِيْ يُوْسُفَ شَأْنٌ أَصْلًا.

محشی نے دس صفحات پر تفصیل سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق دلائل کے ساتھ نقل کی ہے، اہل علم کے لئے اس میں بڑی مفید معلومات ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں جن راویوں کا تذکرہ کیا ہے وہ ان کی تحقیق کے مطابق ثقہ ہیں، لیکن ضروری نہیں ہے کہ بعد والوں کے ہاں بھی وہ ثقہ ہوں، اس میں بہت

---

❶ الأعلام للزركلي: ج۵ ص ۴۰

❷ تاريخ اسماء الثقات: باب النون، ج ۱ ص ۲۴۰

❸ تاريخ اسماء الثقات :باب النون، ج ۱ ص ۲۴۰

سارے ایسے ہیں جو ثقہ نہیں بلکہ ضعیف ہیں، اس وجہ سے اس کتاب سے استفادہ تو کیا جائے لیکن راوی پر حکم لگانے میں کتاب کو مدار نہ بنایا جائے، بلکہ محققین علماء کی تحقیق کو دیکھا جائے، البتہ ان کا مقام توثیق میں امام عجلی رحمہ اللہ سے بڑھ کر ہے۔ یہ کتاب شیخ صبحی السامرائی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار السلفیہ'' کویت سے ایک جلد میں ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء طبع ہے۔

۵......تذکرۃ الحفاظ

یہ امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فن اسماء الرجال کے امام ہیں اور اس فن میں ان کی جلالت شان، مقام ومرتبہ سب کے ہاں مسلّم ہے، اللہ تعالیٰ نے اِنہیں اسم بمسمی بنایا تھا، جیسے نام سونا ہے ان کا کام بھی سونا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فن میں ان سے بہت سی خدمات لی، اُنہیں خدمات میں سے ایک یہ کتاب ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَالذَّهَبِيُّ مِمَّنْ قِيلَ فِيْ حَقِّهِ أَنَّهُ لَوْ أُقِيمَ عَلَى أَكَمَةٍ وَالرُّوَاةُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْرِفُ كُلًّا مِنْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ. [1]

امام ذہبی رحمہ اللہ کو اس فن پر اس قدر تبحر تھا کہ اگر ان کو ایک ٹیلہ پر کھڑا کر دیا جائے اور رواۃ کو ان کے سامنے لایا جائے تو یہ ہر ہر راوی کا نام ونسب ان کے متعلق اہل علم کی آراء، ولادت ووفات تصانیف اور ان کے مقام ومرتبہ کو بتلا سکتے ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات ان کے شاگرد علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے ''طبقات الشافعیة الکبری'' کی جلد نمبر ۹ ص ۱۰۰ تا ۱۲۳ میں لکھے ہیں۔

[1] فیض الباری: کتاب العلم، باب فضل العلم، ج ۱ ص ۲۶۳

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

هَذِهِ تَذْكِرَةٌ بِأَسْمَاءِ مُعَدِّلِي حَمَلَةِ الْعِلْمِ النَّبَوِيِّ، وَمَنْ يُرجَعُ إِلَى اِجْتِهَادِهِمْ فِي التَّوْثِيقِ وَالتَّضْعِيفِ وَالتَّصْحِيحِ وَالتَّزْيِيفِ. ❶

یعنی اس کتاب میں ان آئمہ کا تذکرہ کروں گا جن کی طرف روات کی توثیق وتضعیف میں رجوع کیا جاتا ہےاور جو اس فن کے آئمہ میں سے ہیں۔

ان کے مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)الرواة الثقات المتكلم فيهم بمالايوجب ردهم (۲)العبر في خبر من غبر (۳) العرش (۴)العلو للعلي الغفار (۵) الكبائر (۶) المعجم اللطيف (۷)المعجم المختص بالمحدثين (۸)المعين في طبقات المحدثين (۹)المغني في الضعفاء (۱۰)المقتني في سرد الكنى (۱۱)سير الاعلام النبلاء(۱۲) معجم الشيوخ الكبير (۱۳) معرفه القراء الكبائر على الطبقات والأعصار(۱۴)تاريخ الإسلام(۱۵) تذكره الحفاظ(زیرتعارف)

اس میں انہوں نے اُن مشہور حفاظ حدیث اورراویوں کا تذکرہ کیا ہے کہ جنہیں سینکڑوں ہزاروں اور بعض کولاکھوں حدیثیں یادتھیں اورراویوں کی توثیق اور جرح میں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے تھے،اوران کی رائے اہل علم کے ہاں مسلّم ہوتی تھی۔

اس کتاب کوامام ذہبی رحمہ اللہ نے (۲۱) طبقات پر تقسیم کیا ہے،صحابہ کے طبقہ سے لے کر اپنے دورتک تقریباً ساڑھے سات سوسال میں جتنے ائمہ اس قسم کے آئے ہیں ان کے مختصر حالات اس کتاب میں ذکر کئے ہیں۔اس میں کل تراجم کی تعداد (۱۲۱۲) ہے،اس کے پہلے طبقہ میں خلفائے راشدین کا ذکر ہے،اور پھراس کے بعد صحابہ میں

❶تذکرۃالحفاظ: ص ۲

جوعلم حدیث میں معروف تھے جیسے حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت اسماء رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کا تذکرہ کیا ہے، کتاب کے آخر میں اپنے شیخ امام مزی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔

اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب، کنیت اور لقب ذکر کرنے کے بعد ان کے مشہور اساتذہ، مشہور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ان کے متعلق کبار محدثین کی آراء بیان کرتے ہیں، اُن کا کوئی مشہور واقعہ، اخلاص وللّٰہیت، تقوی اور طہارت کو بیان کرتے ہیں، ان کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہیں، خاص طور پر سن وفات بھی بڑے اہتمام سے بیان کرتے ہیں، القابات کے سلسلہ میں نہایت معتدل انداز میں اور بڑے بچے تلے الفاظ میں ذکر کرتے ہیں، جس کی جو خصوصیت ہے وہی بیان کرتے ہیں، اس میں افراط وتفریط اور مبالغہ نہیں کرتے تھے۔ اِن کے القابات، اعمال واوصاف سے راوی کی حیثیت معلوم ہو جاتی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کی وجہ سے بعض اہل علم نے اس پر ذیل لکھے، جن میں معروف علامہ تقی الدین ابن فہد رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۱ھ) جنہوں نے ''**لحظ الألحاظ**'' کے نام سے ذیل لکھا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کتاب کا اختصار ''**طبقات الحفاظ**'' کے نام سے کیا، ترتیب وہی رکھی جو امام ذہبی رحمہ اللہ کی تھی، البتہ امام ذہبی رحمہ اللہ سے جو اہل علم چھوٹ گئے تھے یا آپ کے بعد جو اس فن کے مشہور لوگ آئے ہیں یعنی ۷۵۰ھ سے ۹۰۰ھ تک، اس ۱۵۰ سال کے عرصے میں جو معروف علماء گزرے ہیں ان کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۱۱۹۰) ہے، کئی ایک تراجم کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے حذف بھی کیا ہے، اس لئے تراجم کی تعداد کم ہے، اور انہوں نے عموماً دو سے تین سطروں میں آئمہ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ

کتاب ایک جلد میں ''دار الکتب العلمیة'' سے طبع ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۸ء کو ہے، نیز یہ کتاب شیخ عبدالرحمٰن بن یحیی المعلی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دائرۃ المعارف العثمانیہ'' حیدرآباد دکن سے بھی طبع ہے۔

فائدہ: یہاں ضمناً امام ذہبی رحمہ اللہ کے دو کتابوں کے نام عرض کرتا ہوں کہ جس میں انہوں نے صرف ثقہ راویوں کے نام ذکر کیے ہیں، یہ دونوں بڑی اہم کتابیں ہیں جو رسائل کی صورت میں طبع ہیں، اگر اِن کا مطالعہ کرلیا جائے تو بہت مفید ہوگا۔

۶......الرواة الثقات المتكلم فيهم بمالايوجب ردهم

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کا تحریر کردہ رسالہ ہے۔اس رسالہ میں انہوں نے اُن متکلّم فیہ رواۃ کا تذکرہ کیا ہے جو ثقہ ہیں اوران سے ائمہ استدلال کرتے ہیں، ان پر کئے گئے کلام کا اعتبار نہیں۔اس لئے کہ یہ کلام یا متعصبین کی جانب سے ہے، یا متشددین، یا معاصرین یا بغیر سببِ جرح کے ہے، اس لئے اس کی وجہ سے راوی کی روایت رَد نہیں ہوگی اوراس کی ثقاہت برقرار رہے گی۔اِس طرح اگر ہرایک نقد وجرح قبول کرلی جائے تو صحیحین کے رواۃ بھی محفوظ نہیں رہیں گے بلکہ بقول امام ذہبی رحمہ اللہ کے اس کی زَد میں صحابہ کرام، تابعین اورائمہ بھی آجائیں گے۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بعض اس طرح کے رواۃ اور محدثین جن کو لوگ مجروح سمجھ رہے ہیں حالانکہ وہ مجروح نہیں ہیں تو ان کے بارے میں پتہ چل جائے گا۔یہ رسالہ نہایت دلچسپ، جامع اور مفید ہے کہ انسان اس کو ایک نشست میں بھی پورا پڑھ سکتا ہے۔اس میں صرف راویوں کا نام ونسب، کنیت، لقب اور چند ایک اہل علم کی آراء کا ذکر ہے، اس میں کل (۷۲) تراجم ہیں۔یہ رسالہ ''دار البشائر الإسلاميه'' سے محمد ابراہیم موصلی کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ طبع ہے۔

۷......من تکلم فیه وهو موثق المعروف ذکر أسماء فیه وهو موثق

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحریر کردہ کتاب ہے۔امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس میں بھی ان رواۃ کا تذکرہ کیا ہیں جو قابل اعتماد ہیں،مگران کے بارے میں جرح کی گئی ہے، یہ ایک مفید کتاب ہے۔اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ راوی کا نام ونسب،کنیت،ان کے متعلق علماء کے جرح وتعدیل پر مبنی کلام اور پھر راوی کی صحت اور ضعف کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں،کبھی راوی کا حکم بیان کرتے ہیں اور کبھی نہیں کرتے ، اگر کوئی راوی دوسرے راوی کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو ان کے شیوخ میں سے کسی کا نام ذکر کر کے اشتباہ کو دور کرتے ہیں۔اس میں مصنف اہل بدعت راوی پر بھی تنبیہ کرتے ہیں،کبھی کبھی صحت اور ضعف کے اعتبار سے راوی کا درجہ حدیث ذکر کرتے ہیں۔

اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اگر اصحاب ستہ میں کسی نے کسی راوی سے روایت لی ہے تو رمز سے اشارہ بھی کر دیتے ہیں،مثلاً اگر بخاری میں روایت ہے تو ''خ'' لکھتے ہیں،مسلم کے لیے''م'' لکھتے ہیں،ترمذی کے لئے''ت'' لکھتے ہیں،ابوداود کے لئے ''د''اور ابن ماجہ کے لئے''ق'' اور سنن اربعہ کے لئے''علی''اور صحاح ستہ کے لئے ''ع'' کا رمز لکھتے ہیں،مصنف نے اس میں اختصار سے کام لیا ہے بعض راویوں کے حالات دو سے تین سطروں میں بیان کیا ہیں،اس میں تراجم کی کل تعداد (۴۰۱) ہے اور یہ حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ہے۔یہ کتاب ''**مکتبۃ المنار**''اردن سے شیخ محمد شکور بن محمود امریر المیادینی کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۶ھ کو طبع ہوئی ہے۔

فائدہ: یہ دو کتابیں الگ الگ ہیں،بعض احباب اِن کو ایک سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ دونوں الگ الگ رسالے ہیں۔

۸...... لحظ الألحاظ بذيل طبقات الحفاظ

امام محمد بن محمد بن محمد المعروف تقی الدین ابن فہد رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۱ھ) نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی "تذکرۃ الحفاظ" پر ذیل لکھا ہے، اس میں انہوں نے بیس تراجم ذکر کئے ہیں، بارہ تراجم خود لکھے ہیں اور آٹھ تراجم علامہ سید حسینی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھے ہیں۔ اس میں ۲۵، ۲۶ اور ۲۷ طبقے کا ذکر ہے۔ یہ ذیل "دار الکتب العلمية" سے طبع ہے۔

۹......الثقات عمن لم يقع فی الكتب الستة

یہ علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ مشہور حنفی عالم گزرے ہیں، علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) کے شاگرد ہیں، انہوں نے اپنی کتاب میں ان ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے جن کا کتب ستہ میں تذکرہ نہیں آیا، جیسا کہ کتاب کے نام سے معلوم ہو رہا ہے "**الثقات عمن لم يقع فی الكتب الستة**" مطلب وہ ثقہ راوی جن کا کتب ستہ میں تذکرہ نہیں آیا۔

مصنف نے دو کتابوں سے استفادہ کر کے اُن ثقہ راویوں کو الگ کیا ہے وہ دونوں مآخذ یہ ہیں۔

(۱) امام ابن حبان رحمہ اللہ کی "الثقات"۔

(۲) امام ابن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ) کی "الجرح و التعديل"۔

ان دو کتابوں سے علامہ قاسم رحمہ اللہ نے ان ثقہ راویوں کے حالات وتراجم نقل کئے ہیں جن کا تذکرہ امام مزی رحمہ اللہ نے "تهذيب الكمال" میں نہیں کیا اور جن کا ذکر صحاح ستہ کے راویوں میں نہیں ہے۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے آگے جا کر صراحت کی ہے کہ وہ اس میں صرف ان راویوں کا ذکر کریں گے جن کی باتیں حجت

ہیں۔اس میں حروف تہجی کی ترتیب پر(۱۰۱۹۱)راویوں کا تذکرہ ہے۔یہ بڑے کمال کی بات ہے کہ ایسے تمام راویوں کو الگ کرنا جو صحاح ستہ میں نہ ہو اور پھر ان کو ترتیب کے ساتھ یکجا کر دینا اور وہ بھی ایک دو نہیں بلکہ دس ہزار سے زائد راویوں کو الگ کرنا، یہ بڑی محنت اور بڑی جستجو، لگن اور عرق ریزی والا کام تھا،اس سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے علماء احناف کو بھی رجال پر بڑی بصیرت عطا فرمائی تھی۔شیخ صبحی نے اس کو ایک اہم کتاب بتاتے ہوئے اس کے وجود کی نشاندہی کی ہے، اور یہ بتایا ہے کہ استنبول کی ایک لائبریری ''کوپرلی'' میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے جس کا نمبر (۲۶۳، ۲۶۴) ہے۔❶

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری فرماتے ہیں اس کتاب کی پہلی اور دوسری جلد ''کوپرلی'' میں ہے، اور کچھ حصہ ''رباط'' کے خزانہ عامہ میں موجود ہے، جس کا نمبر (۳۲۱) ہے۔❷

اب یہ کتاب شیخ شادی بن محمد بن سالم کی تحقیق کے ساتھ ''**مرکز النعمان للبحوث والدراسات**'' سے ۱۴۳۳ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

۱۰......طبقات الحفاظ

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''**تذكرة الحفاظ**'' کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام ''**طبقات الحفاظ**'' رکھا، نیز امام ذہبی کے بعد جو آئمہ نقاد آئے ہیں ان کا بھی اضافہ کیا، امام ذہبی رحمہ اللہ نے (۲۱) طبقات کا تذکرہ کیا تھا، انہوں نے اس میں چار کا اضافہ کر دیا۔اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۱۱۹۰) ہے۔

---

❶ **تاريخ الثقات: مقدمه المحقق، ص ۱۷**

❷ **بحوث فی تاريخ السنة المشرقه: ص ۱۰۰**

اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ نہایت اختصار سے صرف نام ونسب مشہور اساتذہ، مشہور تلامذہ اور چند ایک اہل علم کی آراء تین سے چار سطروں میں لکھتے ہیں اور آخر میں سن وفات ذکر کرتے ہیں۔اس کتاب کا اختتام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ترجمہ پر ہوا ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں شیخ زکریا عمیرات کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الکتب العلمیہ'' سے طبع ہے۔

۱۱...... ذیل طبقات الحفاظ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''تذکرۃ الحفاظ'' پر ذیل لکھا ہے، اس میں (۴) طبقات کا ذکر ہے، بائیسویں طبقے میں (۱۵) تراجم کا، تیئیسویں طبقے میں (۱۱) تراجم کا، چوبیسویں طبقے میں (۹) تراجم کا اور پچیسویں طبقے میں (۱۱) تراجم کا ذکر ہے، کتاب کا آغاز امام ذہبی رحمہ اللہ کے ترجمے سے کیا ہے۔ یہ ذیل ایک جلد میں شیخ ذکریا عمیرات کی تحقیق کے ساتھ ''دار الکتب العلمیۃ'' سے طبع ہے۔

۲......ضعیف رُوّات پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

فن اسماء الرجال سے متعلق لکھی گئی کتابوں کے سلسلے کی ایک کڑی ضعیف راویوں پر لکھی گئی کتابیں بھی ہیں، ضعیف راویوں پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد ثقہ راویوں پر لکھی گئی کتابوں کے مقابلے میں زیادہ ہے، اِن کتابوں میں جہاں راوی کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے، وہاں اس کا سبب ضعف بھی مذکور ہوتا ہے۔راوی کے حالات، راوی کا نام ونسب، کنیت اور لقب، مشہور اساتذہ اور تلامذہ اور آئمہ محدثین کی ان کے بارے میں آراء خصوصاً آئمہ جرح وتعدیل کی آراء کو ذکر کیا جاتا ہے۔ نیز سبب ضعف کی وضاحت کے لیے راوی کی منکر روایات کو بطورِ استدلال ذکر کیا جاتا ہے،اس طرح کی کتابوں

میں عام طور پر ضعیف اور موضوع روایتیں بھی بکثرت نقل کی جاتی ہیں، گویا یہ کتابیں ضعیف رُوّات کے ساتھ ساتھ موضوع اور ضعیف روایات کی پہچان کے لیے بھی اصل مصادر ہیں، اس فن پر لکھی گئی معروف کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱......الضعفاء الکبیر

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی کتاب ہے۔ امام بخاری کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' بخاری شریف کے مصنف ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں نہایت اختصار کے ساتھ ایک سے دوسطروں میں ضعیف رواۃ کا تعارف کرایا ہے، مثلاً راوی کا نام اس کے والد کا نام، کنیت لقب یا نسبت، ایک سے دو مشہور اساتذہ یا مشہور تلامذہ کا تذکرہ کیا ہے، اور اختصار کے ساتھ راوی پر کلام بھی ذکر کیا ہے، اس میں کل (۷۰۰) تراجم کا تذکرہ ہے، لیکن چونکہ یہ فن کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے، اس لئے اس میں جامعیت اور تفصیلی معلومات نہیں ہیں۔ یہ کتاب استاد محمود ابراہیم زید کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار المعرفۃ'' بیروت سے ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو طبع ہوئی ہے۔

۲......الضعفاء الصغیر

اس کے مصنف بھی امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) ہیں۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے اور یہ ''کتاب الضعفاء'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے نہایت اختصار کے ساتھ تراجم ذکر کیے ہیں۔

اس میں اِن کا اسلوب یہ ہے کہ وہ حروفِ تہجی کی ترتیب پر صرف راوی کا نام، والد کا نام، کنیت، لقب، مشہور ایک دو اساتذہ اور تلامذہ اور ان کے بارے میں مختصر جرح ''ترکہ، متروک الحدیث، منکر الحدیث، تکلم فیہ'' کے الفاظ سے نقل

کرتے ہیں۔

اس رسالے میں کل (۴۱۸) تراجم کا تذکرہ ہے، چونکہ یہ بھی فن کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے اس لئے اس میں تفصیلی معلومات نہیں ہیں۔ یہ "**موسسة الرسالة**" سے سید صبحی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۵۸ء کو اور "**مکتبة ابن عباس**" سے ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء کو طبع ہوئی ہے۔

فائدہ: واضح رہے کہ اس کتاب میں باب النون کے تحت ترجمہ نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ میں یہ جرح منقول ہے کہ جب امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو پتہ چلا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے سجدہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا شکر ہے، اس آدمی کا انتقال ہوگیا جس نے اسلام کو کڑی کڑی کر کے توڑ دیا اور سفیان ثوری نے مزید کہا کہ اسلام میں اِن سے زیادہ منحوس پیدا نہیں ہوا۔ (العیاذ باللہ)

اَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَجَدَ قَالَ كَانَ يَنْقُضُ الْإِسْلَامَ عُرْوَةً عُرْوَةً. وَقَالَ: يَعْنِيْ الثُّوْرِيُ "مَاوَلَدَ فِي الْإِسْلَامِ اَشْئَمُ مِنْهُ. [1]

یہ جرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب "تاریخ صغیر" میں نعیم بن حماد کے حوالے سے نقل کی ہے، یہ دراصل نعیم بن حماد کی طرف سے امام صاحب کے حق میں الزام تراشی ہے، اس کی عادت تھی کہ یہ امام صاحب رحمہ اللہ کے خلاف من گھڑت واقعات اور موضوع روایات گھڑتا تھا اور غیر مستند باتوں کی نسبت آپ کی طرف کرتا تھا، اسی لیے اس کے بارے میں مشہور ہے:

كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ فِيْ تَقْوِيَةِ السُّنَّةِ وَحِكَايَاتٍ عَنِ الْعُلَمَاءِ فِيْ صُلْبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ كُلُّهَا كِذْبٌ. [2]

---

[1] كتاب الضعفاء، باب النون، ترجمة: النعمان بن ثابت: ص ۱۳۲

ترجمہ: یہ آدمی سنت کی تقویت کے لیے موضوع روایتیں گھڑتا اور علماء کی حکایتیں واقعات گھڑ لیتا، خاص طور پر اس نے امام صاحب کے بارے میں ایسی باتیں گھڑ کر بیان کی ہیں جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔

نعیم بن حماد کی اس عادت کا تذکرہ مندرجہ ذیل چھ کتابوں میں موجود ہے۔

(۱) علامہ ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) کی "**الکامل فی ضعفاء الرجال**" (ج۸ص۲۵۱)

(۲) علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی "**تاریخ مدینة دمشق**" (ج۶۲ص۱۶۸)

(۳) علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی "**الضعفاء والمتروکون**" (ج۳ ص۱۶۴)

(۴) امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی "**تہذیب الکمال**" (ج۲۹ص۴۷۶)

(۵) امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی "**المغنی فی الضعفاء**" (ج۲ص۷۰۰)

(۶) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی "**تہذیب التہذیب**" (ج۱۰ص۴۶۲)

ان چھ کتابوں میں بڑے بڑے محدثین نے خود لکھا کہ یہ موضوع روایتیں گھڑتا تھا اور اسی طرح امام صاحب کی طرف غیر مستند باتوں کی نسبت کرتا تھا، اس سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حوالے سے اس طرح کی بات بہت مستبعد ہے، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام صاحب کے بڑے مداح تھے، وہ امام صاحب کی تعریف کرتے تھے، آپ کے رسائل پڑھا کرتے تھے اور آپ کا تذکرہ بڑی محبت اور عقیدت سے کرتے تھے، راقم الحروف نے اس حوالہ سے کافی سارا مواد اپنی کتاب "امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثانہ مقام" میں ذکر کیا ہے، اور جہاں

سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ جرح ہے وہاں اس کے جوابات بالتفصیل نقل کئے ہیں، تفصیلی معلومات کے لیے اس کا مطالعہ کرلیا جائے۔رہی بات امام بخاری رحمہ اللہ کہ جوامام صاحب رحمہ اللہ سے کچھ نالاں نظر آتے ہیں تو اس کی وجہ بھی نعیم بن حماد کی شاگردی ہے،نعیم بن حماد امام بخاری کے استاذ تھے،امام بخاری نے اِن سے پڑھا اور جب استاذ کی زندگی میں تعصب اور حسد ہوتا ہے تو وہ بسا اوقات غیر محسوس طریقے سے شاگردوں میں بھی منتقل ہوجاتا ہے،یہی بات امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی پیش آئی اورانہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں ایسی من گھڑت جرح نقل کردی،علامہ ظفراحمد عثانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''قواعد فی علوم الحدیث'' کے صفحہ نمبر ۳۸۰ میں:

''سبب انحراف البخاری عن ابی حنیفة''

کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا امام صاحب سے جوانحراف ہوا اس کی وجہ نعیم بن حماد کی شاگردی ہے،وہ لکھتے ہیں:

صَحِبَ الْبُخَارِیُ اَیُضًا نُعَیُمَ بُنَ حَمَّادِ الَّذِیُ اِتَّهَمَ الدُّوُلَابِیٌّ بِوَضُعِ حِکَایَاتٍ فِیُ مَثَالِیُبِ اَبِیُ حَنِیُفَةَ کُلُّهَا زُوُرٌ کَمَا جَاءَ ذِکُرُهُ فِی التَّهُذِیُبِ وَالُمِیُزَانِ فَلَعَلَّ ذَالِکَ هُوَ مَنُشَأُ اِنُحِرَافِ الُبُخَارِیُ عَنُ اِمَامِ أَبِیُ حَنِیُفَةَ. ❶

ترجمہ:امام بخاری رحمہ اللہ نے نعیم بن حماد کی صحبت بھی اختیار کی،امام دولابی نے اِن پر طعن کیا ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق جھوٹی اور من گھڑت حکایات نقل کرتے تھے،اس بات کو(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تہذیب التہذیب'' (اورامام

❶ قواعد فی علوم الحدیث: سبب انحراف البخاری عن أبی حنیفه، ص ۳۸۰

ذہبی رحمہ اللہ) نے ''میران الإعتدال'' میں بھی ذکر کیا ہے، پس یہی امام بخاری کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے انحراف کا سبب بنا۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ شمس الدین جیسے ناقد الرجال ''امام اعظم'' کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَحَدُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ وَأَحَدُ الْأَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ وَأَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ، أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتْبُوعَةِ. [1]

یاد رہے امام صاحب پر جس کسی نے بھی جرح کی اس کے پاس کوئی سبب جرح نہیں ہے، وہ محض الزام لگائے گئے ہیں اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ آپ کے معاصرین میں معتدل علماء میں سے کسی نے آپ پر جرح نہیں کی، محققین علماء نے آپ کا تذکرہ بلند پایہ القابات کے ساتھ کیا ہے۔ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مقام ومرتبہ، جلالتِ شان، ائمہ محدثین کی نظر میں آپ کا بلند پایہ مقام، اور آپ پر کئے گئے نقد و جرح کے جوابات کے لئے راقم کی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام'' کا مطالعہ کریں۔

۳......الضعفاء (الشجرة فی أحوال الرجال)

یہ امام ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۹ھ) کی کتاب ہے، اور یہ ''الشجرة فی أحوال الرجال'' کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔ علامہ جوزجانی رحمہ اللہ نے اس میں مختصر عبارات کے ساتھ صرف ضعیف راویوں کے نام

[1] تاریخ اہل حدیث: ص۶۴

اور جرح ذکر کی ہے، لیکن چونکہ مصنف خاص طور پر کوفہ کے رواۃ پر جرح کرنے میں متعصب اور متشدد ہیں، اس وجہ سے ان کی جرح کوفہ کے رواۃ کے بارے میں معتبر نہیں ہوگی جب تک دیگر محدثین سے اس کی تائید اور توثیق نہ ہو، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَاَمَّا الْجَوْزُجَانِیُ فَقَدْ قُلْنَا غَیْرَ مَرَّةٍ .اِنَّ جَرْحَهُ لَایُقْبَلُ فِیْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ لِشِدَّةِ اِنْحِرَافِهِ.❶

ترجمہ: ہم نے کئی دفعہ یہ کہا ہے کہ ان کی جرح اہلِ کوفہ کے بارے میں قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ ان سے منحرف ہونے میں ان کی شدت بہت زیادہ ہے۔

اس میں انہوں نے (۳۸۸) رواۃ کا ترجمہ لکھا ہے۔ ان کی یہ کتاب اس حد تک مفید ہے کہ اس میں صرف راویوں کے نام کا پتہ چل جاتا ہے، لیکن چونکہ ان کے مزاج میں قدرِ تشدد ہے اس وجہ سے جب تک معتدل مزاج محدثین کی تصریحات نہ ہو تو ان پر حکم کا مدار نہیں رکھا جاسکتا۔ یہ کتاب مکتبہ "موسسة الرسالة" بیروت سے ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۵ء کو سید صبحی بدری السامرای کی تحقیق کے ساتھ طبع ہے۔

۴......الضعفاء والمتروکون

امام ابوزرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کی کتاب ہے۔ یہ حافظ الحدیث اور فن اسماء الرجال کے بڑے امام گزرے ہیں، انہوں نے بغداد کا سفر کیا اور وہاں احادیث کا علم پھیلایا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے تھے صحیح احادیث کی تعداد سات لاکھ سے کچھ زائد ہے اور یہ نوجوان چھ لاکھ احادیث کا حافظ ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

❶ ھدی الساری: الفصل التاسع، ص ۴۴۶

كُلُّ حَدِيْثٍ لَايَعْرِفُهُ اَبُوْزُرْعَةَالرَّازِیْ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ.❶

ترجمہ: ہروہ حدیث جس کا امام ابوزرعہ رازی کوعلم نہ ہواس کی کوئی اصل نہیں۔

اس کتاب میں ضعیف اورمتروک راویوں کے اسماء حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کئے گئے ہیں۔اس میں نہایت مختصرالفاظ میں جرح ذکر کی گئی ہے،راوی کا نام، ونسب کے بعد مختصر جرح ہے،اس میں زیادہ تفصیلی معلومات نہیں ہیں، بلکہ ایک سے ڈیڑھ سطر میں ترجمہ ہے۔اس میں مصنف نے کل (۸۲۵) تراجم کا تذکرہ کیا ہے۔

امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کی حدیث کے لیے خدمات پراس کتاب کا مطالعہ کریں ''أبو زرعة وجهوده فی السنة النبوية'' اس میں ابوزرعہ رحمہ اللہ کی تفصیلی حالات اورفن حدیث کی خدمت پران کی محنت کا تفصیلی تذکرہ ہے۔یہ کتاب ڈاکٹر سعدی الہاشمی کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۲ء کو ''مجلس علمی'' مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

۵......الضعفاء والمتروكون

یہ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب المعروف امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) کا ایک مختصر رسالہ ہے،جس میں انہوں نے حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق صرف ضعیف راویوں کے نام اوراپنی رائے کا اظہار کیا ہے،یہ رسالہ ہندوستان سے چالیس صفحات پرطبع ہےاوراس پرناشر کا نام نہیں۔

اس میں ان کا منہج یہ ہے کہ وہ ضعیف اورمتروک راوی کا نام بمع ولدیت ذکرکرتے ہیں اورمختلف الفاظ سے ان پر جرح کرتے ہیں۔اس میں انہوں نے کل (۷۰۶) رواۃ کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ان کا ترجمہ آدھی سے ایک سطر میں ہوتا ہے،مثلاً:

❶تاريخ بغداد: ترجمة: عبيدالله بن عبدالكريم بن يزيد، ج ۱۰ ص ۳۳۱

إِبْـرَاهِيْـمُ بْـنُ عَـطِيَّةِ مَتْرُوْكُ الْـحَـدِيْثِ. أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ بْنِ أَسْلَمَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. طَارِقُ بْن عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام نسائی رحمہ اللہ جرح کے باب میں متعنت ہیں اس لئے جب تک دیگر منصف مزاج محدثین سے اس کی تائید نہ ہو تو اُس پر بالکلیہ اعتماد نہ کیا جائے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

حَبِيْبُ الْـمُـعَلِّمِ مَتَّفِقٌ عَلَى تَوْثِيْقِهِ لَكِنْ تَعَنَّتَ فِيْهِ النِّسَائِيُ ...... اَلْحَسَنُ بْنُ الْصَبَّاحِ الْبَزَّارِ تَعَنَّتَ فِيْهِ النِّسَائِيُ. (۱)

۶......الضعفاء الکبیر

یہ امام ابوجعفر محمد بن عمر عقیلی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۲ھ) کی کتاب ہے۔ امام عقیلی رحمہ اللہ حافظ الحدیث اور فن اسماء الرجال کے مایہ ناز امام تھے، انہوں نے ۳۲۲ھ میں مکۃ المکرّمہ میں وفات پائی۔ امام عقیلی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر ضعیف رُوّات کا تذکرہ کیا ہے، اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے راوی کا نام ذکر کرتے ہیں، پھر ڈیڑھ سے دو سطر میں سند کے ساتھ آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال لاتے ہیں، اس کے بعد راوی کی سند کے ساتھ اس راوی کی کوئی روایت ذکر کرتے ہیں جس سے اُس کے ضعف پر دلالت ہو، اگر راوی کے متعلق کسی امام کا کلام مصنف کو نہ ملے تو وہ راوی کی حالت کے مطابق اپنی طرف سے کلام کرتے ہیں، یہ کتاب ایک علمی سرمایہ ہے جس سے ہمیں ضعیف رواۃ کے بارے میں ناقدین کے کلام کا پتہ چل جاتا ہے اور ان احادیث کا پتہ چلتا ہے جو اِن رُوّات سے مروی ہیں،

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع فی سیاق أسماء من طعن فیه من رجال هذاالکتاب، ج ۱ ص ۴۶۱

امام ذہبی رحمہ اللہ امام عقیلی رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لِلْعُقَيْلِي مُصَنَّفٌ مُفِيْدٌ فِيْ مَعْرِفَةِ الضُّعَفَاءِ. [1]

ترجمہ: امام عقیلی نے ضعیف رواۃ کی معرفت پر ایک مفید کتاب تصنیف کی ہے۔

یہ کتاب آپ کی ان گراں قدر تصانیف میں سے ہے جس کو فنی اعتبار سے پہلی اور جامع کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے، اس کتاب میں جملہ متکلّم فیہ راویوں کا تذکرہ مصنف نے اپنے علم کے مطابق کیا ہے، اس لیے اس میں موجود ہر راوی نفس الامر ضعیف نہیں بلکہ بعض راوی مختلف فیہ ہیں، بعض راوی ایسے ہیں جن پر بغیر سبب جرح کے تنقید کی گئی ہے، بعض رُوّات کی جرح میں مصنف متعنت ہیں، اس لئے دیگر محدثین کی آراء دیکھے بغیر کسی راوی پر حکم نہ لگایا جائے۔

اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۲۱۰۵) ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر مازن بن محمد السرساوی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "دار مجد الإسلام" سے ۱۴۲۹ھ میں طبع ہے۔

۷......المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين

امام ابو حاتم محمد بن حبان بستی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب میں ضعفاء اور متروکین کے ساتھ ان محدثین کا بھی تذکرہ کیا ہے جو نقل حدیث میں قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ یہ راوی کا نام ونسب، جرح اور سبب جرح بیان کرتے ہیں، اس راوی سے جو روایات منقول ہیں انہیں لکھ کر اس پر کلام بھی کرتے ہیں، اور حکم بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت کس درجہ کی ہے، مثلاً:

أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ شَيْخٍ كَأَنَّهُ كَانَ زِنْدِيقًا يَرْوِي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا غَضِبَ اِنْتَفَخَ عَلَى الْعَرْشِ حَتَّى

[1] ميزان الإعتدال: ج ۱ ص ۴

يُثقُلَ عَلَى حَمَلَتِهِ رَوىٰ عَنهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ كَانَ كَذَّابًالَايَحِلُّ ذِكْرُ مِثْلِ هَذَاالْحَدِيْثِ وَلَا كِتَابَتُهُ وَمَاأَرَاهُ إِلَّادَهُرِيًّا. ❶

اسی طرح عموماً ہر راوی کا تذکرہ کرتے ہیں یعنی راوی کا نام اس پر جرح اور اگر اس سے کوئی روایت مروی ہو تو اس کی نشاندہی اور اس پر حکم بیان کرتے ہیں۔ یہ کتاب اس اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ اس میں ان محدثین کا ذکر کیا ہے جو روایات لکھتے اور بیان کرتے ہیں لیکن وہ محدثین کے ہاں قابلِ اعتبار نہیں ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ ضعیف اور متروک رواۃ کا تذکرہ بھی ہے، جرح وتعدیل میں مصنف کا اپنا ایک نقطہ نظر ہے کہ جس راوی کے بارے میں کوئی جرح معلوم نہ ہو تو وہ عادل سمجھا جائے گا، اس لئے کہ جب جرح موجود نہیں ہے تو اس کی ضد عدالت ثابت ہوگی، ہمیں اس بات کا مکلّف نہیں بنایا گیا ہے کہ ہم مخفی باتوں کی تلاش میں پڑ جائیں، ہم ظاہر کے مکلّف ہیں اسی پر حکم لگائیں گے:

فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ بِجَرْحٍ فَهُوَ عَدْلٌ إِذَالَمْ يُبَيِّنْ ضِدُّه إِذْلَمْ يُكَلَّفِ النَّاسُ مِنَ النَّاسِ مَعْرِفَةَ مَاغَابَ عَنْهُمْ وَإِنَّمَا كُلِّفُوْاالْحُكْمَ بِالظَّاهِرِ مِنَ الْأَشْيَاءِ غَيْرِ الْمُغِيْبِ عَنْهُم. ❷

امام ابن حبان رحمہ اللہ کے نزدیک ایک شخص کی روایت سے جہالت عین ختم ہو جاتی ہے، یہی ان کے شیخ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا مذہب بھی ہے:

وَكَانَ عِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ اَنَّ جَهَالَةَ الْعَيْنِ تَرْتَفِعُ بِرِوَايَةٍ وَاحِدٍ مَشْهُوْرٍ وَهُوَ مَذْهَبُ شَيْخِهِ ابْنِ خُزَيْمَةَ. ❸

❶ المجروحين لابن حبان: باب الألف، ترجمة: أبواب بن عبدالسلام، ج ۱ ص ۱۶۵، الرقم: ۹۳

❷ كتاب الثقات: مقدمة المصنف، ج ۱ ص ۱۳

❸ لسان الميزان: مقدمة المصنف، ج ۱ ص ۱۴

جمہور کے ہاں جہالت عین دو حضرات کی روایت سے ختم ہوتی ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ کے ہاں راوی اگر مجہول العین نہ ہوتو وہ عادل سمجھا جائے گا، یہاں تک کہ اس پر جرح واضح ہوجائے، یہ ان کا نقطہ نظر عجیب ہے جو جمہور کے برخلاف ہے:

ذَهَبَ إِلَيْهِ ابْنُ حِبَّانِ مِنْ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَاانْتَفَّتْ جَهَالَةُ عَيْنِهٖ كَانَ عَلَى الْعَدَالَةِ اِلَى أَنْ يَّتبيَّنَ جَرْحُهُ مَذْهَبٌ عَجِيبٌ وَالْجَمْهُوْرُ عَلَى خِلَافِهٖ. ❶

امام ابن حبان رحمہ اللہ راوی کے ضعف کے بعد بسا اوقات اُس کی ایک آدھ روایت بھی ذکر کر لیتے ہیں، اس لئے اس کتاب میں موضوع روایات کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ''الموضوعات'' میں کافی حد تک روایات اس کتاب سے ذکر کی ہیں۔ کتاب اپنے موضوع پر مفید ہے، مندرجہ بالا اصولوں کی رعایت رکھتے ہوئے ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔

اس کتاب میں کل (۱۲۸۲) تراجم ہیں۔ یہ کتاب استاد عزیز القادری نقشبندی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''مطبعة عزيزية'' حیدرآباد دکن سے ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء میں طبع ہے۔ اس کے بعد اس کے متعدد نسخہ طبع ہوئے ہیں، مگر ان میں سب سے اچھی طباعت شیخ عبدالمجید سلفی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الصميعی'' ریاض کی ہے۔

فائدہ: ''**الرواة الذين ترجّم لهم ابن حبان فى المجروحين وأعادهم فى الثقات**'' یہ دکتور مبارک یوسف ہاجری کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں ان رواۃ کے تراجم کا ذکر ہے کہ جس پر امام ابن حبان رحمہ اللہ نے جرح کر کے ان کو مجروحین میں ذکر کیا، اور مصنف نے اِن راویوں کا ذکر ثقات میں بھی کیا ہے، اب پڑھنے والوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ راوی ثقہ ہے یا ضعیف کیونکہ دونوں کتابوں میں اس کا تذکرہ

❶ لسان الميزان: مقدمة المصنف، ج ۱ ص ۱۴

ہے، مصنف پہلے جرح والا قول نقل کرتے ہیں پھر ان کی کتاب ''**الثقات**'' سے ثقاہت والا قول نقل کرتے ہیں، پھر اس کے بعد دیگر ائمہ جرح وتعدیل کی آراء اس راوی کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ آیا یہ ثقہ ہے یا ضعیف۔ اس کتاب میں کل (۱۵۹) رواۃ کا ذکر ہے، پھر آخر میں فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ راوی مجروح ہے یا ثقہ ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کتاب ''**الثقات**'' اور ''**المجروحین من المحدثین**'' کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ نہایت ہی مفید ہے۔ ۳۹۶ صفحات پر مشتمل یہ مقالہ ''جامعہ کویت'' سے طبع ہے۔

۸...... الکامل فی ضعفاء الرجال

امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی بن عبد اللہ جرجانی المعروف امام ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب مصنف کے دور تک کی تمام کتابوں میں سب سے جامع کتاب ہے، اس کتاب کے بارے میں کئی ایک اہل علم نے توثیقی کلمات کہے ہیں، امام دارقطنی رحمہ اللہ سے جب یہ کہا گیا کہ آپ ضعیف رواۃ کے احوال پر کوئی کتاب تصنیف کریں، تو انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس امام ابن عدی رحمہ اللہ کی کتاب نہیں ہے؟ تو سائل نے کہا: موجود ہے، تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا ''**فِيهِ كِفَايَةٌ لَا يُزَادُ عَلَيْهِ**''، امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ''**وَأَمَّا فِي الْعِلَلِ وَالرِّجَالِ فَحَافِظٌ لَا يُجَارِىٰ**''❶

علامہ سخاوی رحمہ اللہ امام ابن عدی رحمہ اللہ کی ''**الکامل**'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَكْمَلُ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ قَبْلَهُ وَأَجَلُّهَا وَلٰكِنَّهُ تَوَسَّعَ لِذِكْرِهِ كُلُّ مَنْ

❶ طبقات الشافعية الكبرى: ج۳ ص۳۱۶

تُكُلِّم فِيهِ وَإِنْ كَانَ ثِقَةً. ❶

ترجمہ: یہ اس سے پہلے لکھی گئی تمام کتابوں میں مکمل اور عمدہ کتاب ہے، لیکن اس میں توسع سے کام لیتے ہوئے ہر اُس راوی کا ذکر کیا گیا ہے جس پر کلام کیا گیا ہے اگر چہ وہ ثقہ ہو۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكِتَابُهُ الْكَامِلُ طَابَقَ اِسْمَهُ مَعْنَاهُ وَوَافَقَ لَفْظُهُ فَحْوَاهُ مِنْ عَيْنِهِ اِنْتَجَعَ الْمُنْتَجِعُوْنَ وَبِشَهَادَتِهِ حَكَمَ الْمُحَكِّمُوْنَ وَإِلَى مَا يَقُوْلُ رَجَعَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ وَالْمُتَأَخِّرُوْنَ. ❷

ترجمہ: یہ کتاب اسم بامسمّٰی ہے یعنی جیسا نام کامل ہے ویسے روات کے احوال میں بھی یہ کامل ہے، اس کے الفاظ کلام کے عین مطابق ہیں، اسی چشمہ سے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا اور انہیں کی گواہی پر فیصلہ کرنے والوں نے فیصلہ کیا، اور ان کے قول کی طرف متقدمین متاخرین اہلِ علم نے رجوع کیا۔

اس کتاب میں امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ہر اس شخص کا تذکرہ کیا ہے جس پر جرح کی گئی ہو اگر چہ وہ معمولی جرح ہی کیوں نہ ہو، راوی کتنا ہی ثقہ ہو اگر اس پر کلام کیا گیا ہے تو مصنف نے اس کا تذکرہ اپنی اس کتاب میں کیا ہے، اس لئے اس میں کئی ایسے روات کا تذکرہ بھی آ گیا جو صحیحین کے راوی ہیں، اور کئی ثقہ اور جلیل القدر اہل علم کا تذکرہ بھی اس میں آیا ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ ''میزان الإعتدال'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

---

❶ فتح المغيث: ج۳ ص۳۴۸

❷ طبقات الشافعية الكبرى: ج۳ ص۳۱۵

وَفِيهِ مَنْ تُكُلِّمُ فِيهِ مَعَ ثِقَتِهِ وَجَلَالَتِهِ بِأَدْنَى لَيْنٍ، وَبِأَقَلِّ تَجْرِيحٍ،فَلَوْلَا أَنَّ ابْنَ عَدِيٍّ أَوْغَيْرَهُ مِنْ مُؤَلِّفِي كُتُبِ الْجَرْحِ ذَكَرُوْاذَالِكَ الشَّخْصِ لَمَا ذَكَرْتُهُ لِثِقَتِهِ ...... لَاأَنِّي ذَكَرْتُهُ لِضُعْفٍ فِيهِ عِنْدِيْ. ❶

ترجمہ:اس کتاب میں ہراُس راوی کا ذکر کیا گیا ہے جس پر کلام کیا گیا ہے اگر چہ وہ ثقہ اورجلالتِ شان والا ہو،معمولی کلام اورمعمولی جرح بھی ہے(تب بھی اُس کا ذکر اِس کتاب میں کیا گیا ہے)پس اگرامام ابن عدی اور دیگر کتب جرح کے مؤلفین نے اُس راوی کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اُس کا ذکر نہ کرتا اُس کی ثقاہت کی وجہ سے کسی روای کا محض اِس کتاب میں ذکر کرنا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ میرے نزدیک بھی ضعیف ہے، (یعنی امام ابن عدی رحمہ اللہ اور دیگر کی پیروی میں اُس کا ذکر کیا ہے امام ذہبی رحمہ اللہ کے ہاں وہ ضعیف نہیں ہے۔)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الإعتدال'' میں اس کتاب سے کافی استفادہ کیا ہے اوریہی آپ کے بنیادی مآخذ میں سے ہے۔اس قسم کے راوی امام ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف نہیں ہیں،امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کوضعفاء میں شمار کیا ہےتو امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اُن کا ذکر کر دیا حالانکہ اُن میں سے کئی ایک اِن کے نزدیک ثقہ ہیں۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ راوی کا نام ونسب،نسبت، کنیت، لقب اور پھر سند کے ساتھ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کرتے ہیں، ہرایک مجروح راوی کا ذکر ایک سے دو صفحات میں کرتے ہیں،اس کتاب کی افادیت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ اس میں تمام متکلم فیہ رواۃ کا تذکرہ ہےاور سند کے ساتھ ائمہ جرح وتعدیل کے تفصیلی اقوال ذکر

❶میزان الإعتدال: ج ۱ ص ۲

ہیں اور کہیں کہیں ان سے مروی غیر مستند روایات ذکر کر کے اس پر حکم بھی بیان کیا ہے۔
اسی کتاب کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اس میں انہوں نے بہت سے ثقہ رواۃ کا تذکرہ کر دیا جن کی جلالتِ شان ائمہ محدثین کے ہاں مسلّم ہے، مثلاً امام ابن عدی رحمہ اللہ نے جلیل القدر تابعی حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا ذکر بھی کیا، حالانکہ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کی فضیلت میں صحیح احادیث موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. ❶

ترجمہ: حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے لوگ ایک وفد لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے ساتھ تمسخر کیا کرتا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں کوئی قرنی ہے تو وہی آدمی (حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ) آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أويس القرني، ج ۴ ص ۱۹۶۸، رقم الحديث: ۲۵۴۲

یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے، وہ یمن کو اپنی والدہ کے سوا نہیں چھوڑے گا، اُسے برص کی بیماری ہوگی، وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ اس سے اس بیماری کو دور فرمادے گا، سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (یعنی دینار یا درہم کے بقدر برص کی بیماری کے نشان باقی رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے تو وہ اپنے لئے اُن سے مغفرت کی دعا کرائے۔

اسی طرح علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے ''احمد بن صالح المصری'' کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا، پھر ان کے متعلق لکھا:

وَلَوْلَاأَنِّیْ شَرَطْتُ فِیْ کِتَابِیْ هَذَاأَنْ أَذْكُرَفِيْهِ كُلَّ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ مُتَكَلِّمٌ لَكُنْتُ أَجَلَّ أَحْمَدُ بْنِ صَالِحٍ أَنْ أَذْكُرَهُ. ❶

اسی طرح علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے ''احمد بن محمد بن سعید ابوالعباس'' کا ذکر اپنی کتاب میں کیا اور جارحین کی جرح بھی نقل کی، پھر آخر میں لکھتے ہیں:

لِأَنِّیْ شَرَطْتُ فِیْ أَوَّلِ كِتَابِیْ هَذَا، أَنْ أَذْكُرَفِيْهِ كُلَّ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ مُتَكَلِّمٌ وَلَا أُحَابِیَ، وَلَوْلَاذَاكَ لَمْ أَذْكُرْهُ لِلَّذِیْ كَانَ فِيْهِ مِنَ الْفَضْلِ وَالْمَعْرِفَةِ. ❷

اسی طرح ''امام عبداللہ بن سلیمان بن اشعث'' کا تذکرہ بھی اپنی اسی کتاب میں کر کے آخر میں لکھتے ہیں:

لَوْلَاشَرَطْنَاأَوَّلَ فِی الْكِتَابِ أَنَّ كُلَّ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ مُتَكَلِّمٌ ذَكَرْتُهُ فِیْ كِتَابِیْ هَذَا. ❸

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

---

❶ الكامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن صالح أبو جعفر المصری، ج ۱ ص ۳۰۲

❷ الكامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن محمد بن سعيد، ج ۱ ص ۳۳۹

❸ الكامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: عبد اللّٰه بن سليمان بن الأشعث، ج۵ ص ۴۳۷

وَفِيهِ مَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ مَعَ ثِقَتِهِ وَجَلَالَتِهِ بِأَدْنٰى لَيِّنٍ، وَبِأَقَلِّ تَجْرِيحٍ، فَلَوْلَا أَنَّ ابْنَ عَدِيٍّ أَوْ غَيْرَهُ مِنْ مُؤَلِّفِي كُتُبِ الْجَرْحِ ذَكَرُوا ذَالِكَ الشَّخْصَ لَمَا ذَكَرْتُهُ لِثِقَتِهِ. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''ابو بشر واسطی جعفر بن ایاس'' کا تذکرہ اپنی کتاب ''الکامل'' میں کر کے برا کیا ہے اس لئے کہ وہ ثقہ روات میں سے ہیں:

جَعْفَرُ بْنُ إِيَاسٍ أَبُو الْبَشَرِ الْوَاسِطِيُّ أَحَدُ الثِّقَاتِ أَوْرَدَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي كَامِلِهِ فَأَسَاءَ. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الإعتدال'' میں کثرت کے ساتھ ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جو ثقہ ہیں، لیکن اس کے باوجود امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اگر امام ابن عدی رحمہ اللہ کے نفس ذکر کرنے سے کوئی راوی ضعیف ہو جاتا تو یہ تمام ثقہ راوی مجروح ہو جائیں گے، خصوصاً صحیحین کے رجال بھی نہیں بچ سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ہر اس راوی کا ذکر کر دیا جس پر کسی نے کلام کیا ہے، قطع نظر کہ وہ کلام صحیح ہے یا نہیں۔ اس لئے صرف اس کتاب میں کسی راوی پر کلام دیکھ کر اُس کے متعلق حتمی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ دیگر محدثین سے اس کی تائید نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کتاب اس لحاظ سے مفید ہے کہ اس میں آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال سند کے ساتھ موجود ہیں، عموماً ہر ترجمہ کے آخر میں مفید خلاصہ ہوتا ہے، روات

❶ میزان الإعتدال فی نقد الرجال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

❷ میزان الإعتدال فی نقد الرجال: حرف الجیم، ترجمة: جعفر بن إیاس، ج ۱ ص ۴۰۲

پر حکم بیان کرنے میں عموماً یہ معتدل ہیں، البتہ حنفی رواۃ کے تراجم میں قدرے تشدد ہے۔ بسا اوقات رواۃ کے تراجم میں قصص وحکایات بھی ذکر کرتے ہیں، حالانکہ ان کا ذکر اس کتاب میں مناسب نہیں تھا۔ عموماً تراجم میں اُن رواۃ سے مروی منکر، باطل اور موضوع روایات بھی ذکر کرتے ہیں۔ مصنف کے دور تک کی کتابوں میں اس موضوع پر یہ کتاب جامعیت کے لحاظ سے نہایت مفید ہے۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے کل (۲۲۰۶) تراجم بیان کئے ہیں۔

فائدہ: امام ابن طاہر مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) نے اس کتاب پر ایک ذیل لکھا ہے۔ ❶

امام احمد بن علی بن عبد القادر المعروف تقی الدین مقریزی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۵ھ) نے امام ابن عدی رحمہ اللہ کی کتاب "الکامل" کا اختصار "**مختصر الكامل فی الضعفاء**" کے نام سے کیا ہے، انہوں نے اسانید اور تکرار کو حذف کر کے اختصار کے ساتھ رواۃ کا ذکر کیا ہے، اس لئے یہ نہایت مفید ہے۔ یہ کتاب دکتور مازن بن محمد السرساوی کی تحقیق کے ساتھ "**مكتبة الرشد**" ریاض سے ۱۴۴۰ھ بمطابق ۲۰۱۸ء کو طبع ہے۔ نیز یہ عادل احمد، عبد الموجود، علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "**دار الكتب العلمية**" سے طبع ہے۔

۹......الضعفاء والمتروكين

یہ علامہ ابو الحسن علی بن عمر مہدی البغدادی المعروف امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی کتاب ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ حدیث، تجوید، اسماء الرجال کے امام تھے، انہوں نے ایام طفولت میں ہی ابو القاسم بغوی، یحیی بن محمد، ابوبکر بن داؤد سے علم حاصل کیا۔

❶ میزان الإعتدال: ج ۱ ص ۲

انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہے۔ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد (۸۰) تک پہنچ جاتی ہے،ان میں سے مشہور تصانیف کا نام یہ ہیں:

(۱)العلل والسنن(۲)الأفراد والغرائب(۳)الموتلف والمختلف فی أسماء الرجال (۴)الإلزامات علی صحیح البخاری ومسلم (۵)الضعفاء والمتروکون (زیرتعارف)(۶)سنن الدارقطنی(۷)فضائل الصحابة(۸)روية اللّٰه.

ان کا انتقال ۳۸۵ھ کو ہوا اور وہ بغداد کے قبرستان باب الدیر میں حضرت معروف الکرخی رحمہ اللہ کے قریب مدفون ہوئے۔

یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر ہے اوراس میں امام دارقطنی رحمہ اللہ نے (۶۳۲) ضعیف اورمتروک راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔

اس میں مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام، والد کا نام، کنیت، لقب اورمختصر الفاظ میں جرح ذکرکرتے ہیں۔

یادرہے اس میں بہت سے ایسے راویوں کا بھی تذکرہ آگیا جوثقہ ہیں،لہٰذا اس کتاب میں کسی راوی کا نام آجانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نفس الامر میں بھی متروک یاضعیف ہو۔اس لئے حکم لگانے میں دیگر محدثین کی آراء کوبھی سامنے رکھا جائے گا۔اسی طرح یہ بات بھی نہ بھولیں کہ مصنف رحمہ اللہ نے اگرچہ یہ کتاب بالخصوص ضعفاء پرلکھی ہے مگر مصنف نے تمیز کے خاطر اس میں بہت سارے ثقہ راویوں کا بھی تذکرہ کردیا کہ یہ ضعیف اورمتروک نہیں بلکہ ثقہ ہیں لہٰذا ان کا یہ منہج سمجھنا ضروری ہے، کہیں ایسا نہ ہو کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ راوی کا ذکراس کتاب میں آیاہے اس لیے ہرحال میں وہ ضعیف یا متروک ہوگا۔اس میں مصنف رحمہ اللہ نے کل (۶۳۲) راویوں کے تراجم لکھے ہیں۔

یہ کتاب دکتور موفق بن عبداللہ بن عبدالقادر کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ’’مکتبہ المعارف‘‘ ریاض سے ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۵ء کو طبع ہے۔

۱۰......المدخل إلی معرفة الصحیحین

یہ علامہ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف حاکم نیساپوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵) کی کتاب ہے۔ ’’المستدرک علی الصحیحین‘‘ ان کی مشہور کتاب ہے، اِس میں انہوں نے وہ روایتیں ذکر کی جوان کی تحقیق کے مطابق امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرائط پر اترتی ہیں مگر وہ روایتیں ان دونوں جلیل القدر اماموں سے چھوٹ گئیں۔ امام حاکم رحمہ اللہ کی یہ کوشش اپنی جگہ قابل ستائش ہے مگر اس میں تقریباً ایک ربع کے قریب غیر مستند، ضعیف، متروک اور موضوع روایات بھی ہیں، اس وجہ سے المستدرک کے مطالعے کے دوران امام ذہبی کی تلخیص ضرور مطالعہ میں رکھی جائے، اس میں امام ذہبی رحمہ اللہ صحیح، ضعیف، موضوع روایت کی نشاندہی کر کے ان کا حکم بیان کرتے ہیں۔

’’المدخل الی معرفة الصیحیحین‘‘ کے اندر امام حاکم رحمہ اللہ نے دو طرح کے راویوں کا تذکرہ کیا۔ پہلے طبقہ میں ان راویوں کا تذکرہ کیا جن پر بڑی شدت سے جرح کی گئی ہے، اس میں مصنف رحمہ اللہ نے راویوں کے نام، ان کے والد کے نام، نسبت، بعض شیوخ اور تلامذہ کے ذکر پر اکتفاء کیا اور ساتھ ساتھ ان کی موضوع، منکر اور معضل روایتوں کو بھی بیان کرتے ہیں، نیز راوی پر جرح کی وضاحت کرتے ہیں، اس قسم کے راویوں کی تعداد (۲۳۳) بنتی ہے۔ ان کو بیان کرنے کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے دوسری قسم میں صحیحین کے رجال کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب کے نام سے بظاہر یہی لگتا ہے کہ مصنف اس میں صرف صحیحین کے راوی کا تذکرہ کریں گے،

حالانکہ صحیحین کے راوی قسم ثانی میں ہیں اور قسم اول میں ان راویوں کا تذکرہ ہے جن پر جرح ہوئی ہے، لہٰذا نام سے یہ دھوکہ نہ ہو کہ اس میں صرف صحیحین کے راویوں کا ذکر ہوگا۔ یہ کتاب کہاں سے طبع ہے اس کا علم نہیں ہوسکا۔

۱۱......کتاب الضعفاء

یہ امام احمد بن عبداللہ المعروف حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصنیف ہے۔ امام اصبہانی رحمہ اللہ اصبہان میں ۳۳۶ھ کو پیدا ہوئے، وہ ایک زبردست حافظ، مصنف، مورخ اور فن حدیث کے امام تھے، یہ وہی ہیں جنہوں نے "**حلیة الأولیاء**" جیسی مایہ ناز کتاب لکھی، اس میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء اللہ کے حالات ہیں، اس طرح ان کی ایک معروف کتاب "**دلائل النبوة**" ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر ہے۔ "**معرفة الصحابة**" میں حضراتِ صحابہ کرام کے مختصر حالات، سوانح اور واقعات کو بالسند یکجا کیا ہے۔ زیر تعارف کتاب "**کتاب الضعفاء**" میں انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب پر دوسو نواسی (۲۸۹) راویوں کا ذکر کیا ہے۔

اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ وہ راوی کا نام ونسب اور اختصار کے ساتھ اس راوی کے متعلق محدثین کی جرح نقل کرتے ہیں۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں راوی سے جو منکر اور موضوع روایتیں ہیں بسا اوقات وہ بھی لاتے ہیں اور حکم بھی بیان کرتے ہیں۔ یہ کتاب دکتور فاروق حمادۃ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "**دار الثقافة**" سے ۱۴۰۵ھ میں طبع ہے۔

۱۲......الضعفاء والمتروکون

یہ علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی تصنیف ہے، علامہ ابن جوزی مشہور حنبلی عالم ہیں، انہوں نے موضوع روایات پر

ایک مستقل کتاب ''الـمـوضـوعـات'' کے نام سے لکھی ہے۔اسی طرح معلول روایات پران کی مشہور کتاب ''العـلـل الـمتـناهية فی الأحاديث الواهية'' دو جلدوں میں طبع ہے، لیکن ان دونوں کتابوں کے ساتھ امام ذہبی رحمہ اللہ کی تلخیصوں کومطالعہ میں رکھنا چاہیے'' تلخيص الـمـوضوعات'' اور''تـلـخـيـص العلل الـمتناهية '' کو۔اسلئے بسا اوقات علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ ضعیف روایت پر منکر اور وضع کا بھی حکم لگا لیتے ہیں، اس لئے جہاں کہیں افراط تفریط ہوتو امام ذہبی رحمہ اللہ اُس کی نشان دہی کر دیتے ہیں۔

''الضعفاء والمتروكون'' میں انہوں نے کل (۴۰۱۸)ضعیف اور متروک راویوں کا ذکر کیا۔کتاب کے مقدمہ میں مصنف لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں ضعفاء اور وضاع راویوں کے نام ہیں اوران کے متعلق کبار آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال ہیں، لیکن مصنف نے اپنے اس مدعی کی مخالفت کی ہے اور کتاب میں بعض ثقہ راویوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کا ذکر اس میں مناسب نہیں تھا۔اس کتاب میں بہت سے ثقہ اور قابلِ استدلال روایت کا ذکر بھی آ گیا ہے، اسلئے کسی راوی پر حکم کا مدار اس کتاب کو نہ بنایا جائے جب تک کہ دیگر محققین کی تائید موجود نہ ہو۔مصنف رحمہ اللہ عموماً دو سے تین سطروں میں راوی کا نام ونسب اور آئمہ جرح وتعدیل کے حوالے سے جرح ذکر کرتے ہیں۔اس میں راوی کی حکایت و واقعات، قصص اوران کی منکر روایات کا عموما ذکر نہیں ہے۔یہ کتاب دکتور ابوالفداء عبداللہ قاضی کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں ''دار الكتب العلمية'' سے ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو طبع ہے۔

۱۳......ميزان الإعتدال فی نقد الرجال

یہ علامہ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف

ہے۔اس وقت تک لکھی گئی کتابوں میں یہ کتاب سب سے جامع ہے،امام ذہبی رحمہ اللہ اس فن کے بہت بڑے امام گزرے ہیں،راویوں کی توثیق اور جرح کے متعلق ان کی معلومات نہایت وسیع ہیں،احادیث کے ذخیرے،روایات اور راویوں پر ان کی ناقدانہ نظر ہوتی ہے،امام ذہبی رحمہ اللہ ایک محقق، مدقق اور ایک نقاد محدث ہیں۔یہ کتاب اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتابوں میں جرح وتعدیل کے اعتبار سے سب سے جامع ہے:

وَهُوَمِنْ أَجَلِّ الْكُتُبِ وَأَحْسَنِهَاوَأَجْمَعِهَافِيْ نَقْدِالرِّجَالِ جَرْحاًوَتَعْدِيْلاً.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں اپنے سے پہلے تمام ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کو جمع کیا ہے،اس میں انہوں نے اُن تمام اہم کتابوں سے استفادہ کیا ہے جو ضعفاء اور مجروح رواۃ کے متعلق لکھی گئی ہیں، نیز وہ کتابیں بھی اِن کا مآخذ رہیں جن میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کا ذکر ہوتا ہے۔اس کتاب کا موضوع اگر چہ ضعیف رواۃ کا تذکرہ ہے لیکن اس میں بہت سے ثقہ رواۃ کا تذکرہ کر کے اُن کا دفاع بھی کیا ہے۔اس میں آپ کے لئے بنیادی ماخذ علامہ ابن عدی رحمہ اللہ کی ''الکامل'' ہے،امام ابن عدی رحمہ اللہ نے جن راویوں پر جرح کی ہے تو امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان سب کو نقل کیا ہے،اگر چہ وہ راوی ثقہ کیوں نہ ہوں،اس کی وجہ خود مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وَفِيْهِ مَنْ تُكَلِّمَ فِيْهِ مَعَ ثِقَتِهِ وَجَلالَتِهِ بِأَدْنَى لَيْنٍ،وَبِأَقَلِّ تَجْرِيْحٍ،فَلَوْلاأَنَّ ابْنَ عَدِيٍّ أَوْغَيْرَهُ مِنْ مُؤَلِّفِيْ كُتُبِ الْجَرْحِ ذَكَرُوْاذَالِكَ الشَّخْصِ لَمَا ذَكَرْتُهُ لِثِقَتِهِ ...... لا أَنِّيْ ذَكَرْتُهُ لِضُعْفٍ فِيْهِ عِنْدِيْ. [1]

[1] میزان الإعتدال: ج ۱ ص ۲

ترجمہ:اس کتاب میں ہراُس راوی کا ذکر کیا گیا ہے جس پر کلام کیا گیا ہے اگر چہ وہ ثقہ اور جلالتِ شان والا ہو،معمولی کلام اور معمولی جرح بھی ہے(تب بھی اُس کا ذکر اِس کتاب میں کیا گیا ہے)پس اگر امام ابن عدی اور دیگر کتب جرح کے مؤلفین نے اُس راوی کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اُس کا ذکر نہ کرتا اُس کی ثقاہت کی وجہ سے کسی روای کا اِس کتاب میں ذکر کرنا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ میرے نزدیک بھی ضعیف ہے،(یعنی امام ابن عدی رحمہ اللہ اور دیگر کی پیروی میں اُس کا ذکر کیا ہے امام ذہبی رحمہ اللہ کے ہاں وہ ضعیف نہیں ہے۔)

یعنی امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان تمام رواۃ کا تذکرہ کیا ہے جن کا ذکر امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کیا اگر چہ وہ ثقہ کیوں نہ ہوں، جو راوی ثقہ تھے امام ذہبی رحمہ اللہ نے آگے ان کی صراحت کردی ہے کہ یہ راوی ثقہ ہیں، متکلم فیہ ہونے کی بنیاد پر ان کا تذکرہ ضعفاء میں کیا گیا ہے۔ایسا کوئی بھی ثقہ راوی ہو تو مصنف اس کی ثقاہت ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں۔مصنف نے اس کتاب میں صحابہ کرام اور ائمہ متبوعین میں سے کسی کا تذکرہ نہیں کیا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

لَاأَذْكُرُهُ فِيْ كِتَابِيْ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَتْبُوْعِيْنَ فِي الْفُرُوْعِ أَحَداً لِجَلَالَتِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَعَظْمَتِهِمْ فِي النُّفُوْسِ مِثْلُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَالْبُخَارِيِّ. ❶

ترجمہ: میں اپنی اس کتاب میں اُن ائمہ متبوعین جن کی فرعی مسائل میں پیروی کی جاتی ہے اُن کا ذکر نہیں کروں گا،اسلئے کہ انہیں دین میں ایک بلند مقام عطا کیا گیا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اِن کی بڑی عظمت ہے،مثلاً امام ابوحنیفہ،امام شافعی،امام

❶ میزان الإعتدال: مقدمة المؤلف، ج ١ ص ٢

بخاری رحمہم اللہ۔

دیکھیں مصنف نے صراحت کردی کہ میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا تذکرہ اپنی کتاب میں نہیں کروں گا، ائمہ متبوعین میں سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح نہیں کی۔ بعض نسخوں میں جو جرح ہے یہ بعد میں آنے والوں میں سے کسی نے اصل کتاب میں داخل کی ہے۔

"میزان الإعتدال" کے نسخے میں وہ جرح یہ ہے:

اَلنُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ بْنِ زُوْطِيٍّ أَبُوْ حَنِيْفَةَ الْكُوْفِيُّ إِمَامُ أُهْلِ الرَّأْيِ، ضَعَّفَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ جِهَةِ حِفْظِهِ وَابْنُ عَدِيٍّ وَآخَرُوْنَ. [1]

یہ جرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے نقل نہیں کی بلکہ متعصبین نے یہ جرح ان کی کتاب میں شامل کی۔ یہ جرح "میزان الإعتدال" میں کس طرح بعد کے متعصبین نے شامل کی؟ اس کی تفصیل شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی "الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل" کی کتاب کے حاشیہ میں نقل کی ہے کہ میں اس کتاب کے پرانے نسخے دیکھے ہیں، ان نسخوں میں سے کسی نسخہ میں امام اعظم پر جرح منقول نہیں۔ ہوا یوں کہ ہندوستان کے شہر لکھنو میں مطبع انوار محمد یہ سے یہ کتاب شائع ہوئی، اس ایڈیشن میں حرفِ نون کے تراجم میں حاشیہ پر یہ جرح لگا دی گئی، اس سے لوگوں نے سمجھا کہ یہ اصل کتاب کا حصہ ہے، پھر بعد والوں نے اسے اصل کتاب میں شامل کردیا، حالانکہ یہ کتاب کا حصہ ہرگز نہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ یہ بات ذکر کردی کہ میں ائمہ مجتہدین میں

[1] میزان الإعتدال فی نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۴ ص ۲۶۵

سے کسی کا ذکر نہیں کرونگا، پھر سب سے پہلے نام بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مقدمہ میں خود صراحت بھی کریں اور اصل کتاب میں اس کی مخالفت کریں؟

علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أنه لم يذكر أحدا من الصحابة والأئمة المتبوعين. ❶

ترجمہ: (امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

ولكنه التزم أن لا يذكر أحدا من الصحابة ولا الأئمة المتبوعين. ❷

ترجمہ: (امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أنه لم يذكر أحدا من الصحابة، والأئمة المتبوعين. ❸

ترجمہ: امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا۔

---

❶ شرح التبصرة والتذكرة الفية العراقى: معرفة الثقات والضعفاء، ج۲ ص ۳۲۴

❷ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

❸ تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى: النوع الحادى والعشرون، معرفه الثقات والضعفاء، ج۲ ص ۸۹۰

۲.....امام ذہبی رحمہ اللہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں جب کہ انہوں نے خود امام صاحب کا تذکرہ ''تذکرۃ الحفاظ''میں کیا ہے اور اس کتاب میں تمام حفاظ حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر امام صاحب حدیث میں ضعیف ہوتے تو امام ذہبی رحمہ اللہ کبھی آپ کا تذکرہ نہ کرتے اور آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو''امام اعظم'' کے لقب سے یاد نہ کرتے:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي. وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب. وقال ابن المبارك: أبو حنيفة أفقه الناس. وقال الشافعي: الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة. وقال يزيد: ما رأيت أحدًا أورع ولا أعقل من أبي حنيفة. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''سیر أعلام النبلاء'' میں مکمل تیرہ (۱۳) صفحات میں امام صاحب کے متعلق توثیقی اقوال نقل کئے ہیں، امام صاحب کا ذکر خیر شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي: الإمام، فقيه الملة، عالم العراق. ورأى أنس بن مالك لما قدم عليهم الكوفة، وقال يحيى بن سعيد القطان: لا نكذب الله، ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. وقال على بن عاصم: لو وزن علم الإمام أبي حنيفة بعلم أهل زمانه، لرجح عليهم. ❷

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ١ ص ١٢٦، ١٢٧

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج٦ ص ٣٩٠ تا ٤٠٣

امام ذہبی رحمہ اللہ تو امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بنو آدم کے اذکیاء میں سے تھے:

فقیه العراق الإمام أبو حنیفة النعمان ابن ثابت الكوفي وكان من أذكياء بنى آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وكان لا يقبل جوائز الدولة بن ينفق ويؤثر من كسبه. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو آپ کو اپنی کتاب "**المعين في طبقات المحدثين**" کبار محدثین میں شمار کیا ہے اور اس کتاب میں آپ کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق خود فرماتے ہیں:

فهذه مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية تبصر الطالب النبيه وتذكر المحدث المفيد بمن يقبح بالطلبة أن يجهلوهم. ❷

اس سے اندازہ کیجئے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کتنا مقام ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی "**ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل**" اس کتاب میں ان ائمہ جرح وتعدیل کا ذکر ہے جن کا قول فن اسماء الرجال میں معتمد ہے، اس میں بڑے اہتمام کے ساتھ امام صاحب کا ذکر کیا ہے، اگر امام صاحب کو فن اسماء الرجال میں مہارت تامہ نہیں ہوتی تو امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، علمِ حدیث میں امام صاحب کی مہارت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ آپ کا شمار ائمہ جرح وتعدیل میں ہوا۔ ❸

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب اور صاحبین کے حالات میں مکمل ایک کتاب لکھی

---

❶ العبر فی خبر من غبر: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۴

❷ المعین فی طبقات المحدثین: ص: ۱۷، الناشر: دار الفرقان عمان

❸ ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل: ص ۱۷۶

ہے اور آپ کی مدح میں محدثین کرام، فقہاء عظام اور آپ کے ہم عصر اکابر اہل علم کے اتنی کثرت کے ساتھ توثیقی اقوال نقل کئے ہیں کہ جن کے انکار کو عقل سلیم محال سمجھتی ہے، آپ نے اپنی اس کتاب کا تذکرہ امام صاحب کے حالات کے ذیل میں کیا ہے:

قلت: مناقب هذا الإمام قد أفردتها في جزء. ❶

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حالات ذکر کرنے کے بعد بھی اپنی اس کتاب کا حوالہ دیا:

قد أفردته وأفردت صاحبه محمد بن الحسن رحمهما اللّٰه في جزء. ❷

آپ کی اس کتاب کا مکمل نام ”**مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه**“ ہے، اس کتاب پر تحقیق وتعلیقات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ کی ہیں اور یہ کتاب ۱۴۰۸ھ میں احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد الدکن بالہند سے چھپی ہے، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

۳..... اگر بالفرض والمحال اس جرح کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود جرح نہیں کی ہے بلکہ امام نسائی اور ابن عدی کے حوالے سے نقل کی ہے، امام نسائی اور ابن عدی کی جرح کے متعلق تفصیلی گفتگو راقم نے اپنی کتاب ”امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے محدثانہ مقام“ میں ذکر کردی ہے۔

۴..... اس جرح میں ”**من جهة حفظه**“ کی قید موجود ہے حالانکہ امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح میں اس قید کا کہیں ذکر نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ عبارت الحاقی ہے اصل ماخذ

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۷

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ۱ ص ۱۲۵

میں موجود نہیں ہے، متعصبین نے اپنی طرف سے اس جملے کا اضافہ کیا ہے۔

۵.....شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) فرماتے ہیں:

والطبعة الهندية من الميزان المطبوعة في مدينة لكهنو سنة ١٣٠١هـ بالمطبع المعروف بأنوار محمد لم تذكر فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة في أصل الكتاب وإنما ذكر على الحاشية كلمات في سطرين قال مثبتها لما لم تكن هذه في نسخة وكانت في أخرى أوردتها على الحاشية فلما طبع الكتاب بمصر سنة ١٣٢٥هـ طبعت تلك الكلمات اللتي على الحاشية في صلب الكتاب دون تنبيه. ❶

ترجمہ: مکتبہ انوار محمدی لکھنو سے (۱۳۰۱ھ) میں جو''میزان الاعتدال'' کا نسخہ چھپا اس میں امام صاحب کا ذکر اصل کتاب میں موجود نہیں تھا، بلکہ کسی نے حاشیہ میں امام صاحب کے متعلق یہ جرح لکھ دی، ۱۳۲۵ھ میں مصر سے جب یہ نسخہ چھپا تو انہوں نے حاشیہ کی بات کو اصل کتاب میں لکھ دیا اور اس پر تنبیہ بھی نہیں کی۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے متعدد اصل نسخوں کا ذکر کیا ہے کسی نسخے میں بھی امام صاحب پر یہ جرح موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کی نشان دہی بھی کی ہے کہ وہ نسخے کہاں کہاں موجود ہیں، اور فرمایا کہ میں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے کسی میں بھی یہ عبارت موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ''**الرفع والتكميل**'' کے حاشیہ کا مطالعہ کریں۔ ❷

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

---

❶ الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل، ص ١٢٢

❷ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: ص ١٢١ تا ١٢٣

علـى ما نقلوه عن ميزان الذهبى لا أثر له في بعض النسخ المصححة من الـميـزان كـمـا قـالـه فـخـر الهـنـد الـلكهنوى في تذكرة الراشد ص٢٦٧ والـعـلامة الـنيـموى في التعليق١٨٨ وجزم بأن يكون هذه العبـارة الحاقية....نـعـم ذكـره أى أبـا حـنيفة في تذكرة الحفاظ ولم يصفه بإمام أهل الرأى بل وصفه بالإمام الأعظم وهو اللقب الذى ألقاه اللّٰـه فـي قـلـوب عباده لهذا الإمام النبيل وكفا بذلك فخرًا وفضيلةً لأبي حنيفة أنه لا يطلق الإمام الأعظم عند أهل المذاهب كلها إلا عليه ولا يراد به غيره. ❶

ترجمہ:"**ميـزان الإعتدال**" کے تصحیح شدہ نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے "**تذكرة الراشد**" اور علامہ نیموی رحمہ اللہ نے "**التعليق الـحسن**"، میں یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر "**تـذكرة الحفاظ**"میں کیا ہے اور آپ کو امام اہل الرأی کے ساتھ متصف نہیں کیا بلکہ "امام اعظم" کے لقب کے ساتھ آپ کو یاد کیا ہے، امام صاحب کی فضیلت کیلئے یہی بات کافی ہے کہ تمام مذاہب میں جب بھی "امام اعظم" بولا جاتا ہے تو اس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی ہوتے ہیں کوئی اور مراد نہیں ہوتا۔

علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قـلـت: لاشک في كونها مدسوسة كيف وقد صرح الذهبى نفسه في مـقدمة الميزان أنه لايذكر فيه ترجمة الإمام حيث قال مانصه وكذا لا

---

❶ أبو حنيفة وأصحابه المحدثون: الفصل الثامن في بقية الأجوبة عن المطاعن فيه، ص ٦٩

أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدالجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس مثل أبي حنيفة،صاحب سبل السلام في توضيح الأفكار لمعانى تنقيح الأنظار بقوله لم يترجح لأبي حنيفة، وصرح به العلامة محمد بن اسماعيل الأمير اليمانى في الميزان وترجم له النووى في التهذيب وأطال في ترجمته ولم يذكره بتضعيف. ❶

ترجمہ: میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں یہ جرح اصل کتاب میں داخل کی گئی ہے،امام ذہبی رحمہ اللہ کیسے جرح کر سکتے ہیں کہ جب کہ انہوں نے خود "میزان الإعتدال" کے مقدمے میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت اور عظمت مسلم ہے جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہ اللہ۔ علامہ محمد بن اسماعیل یمانی رحمہ اللہ صاحب سبل السلام نے اپنی کتاب "توضیح الأفكار" میں بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ "میزان الإعتدال" میں امام صاحب کا ذکر نہیں ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے "تهذيب الأسماء واللغات" میں امام صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلاً حالات ذکر کئے ہیں، لیکن تضعیف کا بالکل ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إن هذه العبارة ليست لهاأثر في بعض النسخ المعتبرة على مارأيتها بعينى. ❷

ترجمہ: تمام معتبر نسخے میزان الاعتدال کے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان میں کسی میں بھی یہ جرح کی عبارت موجود نہیں ہے۔

❶ ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص۴۷

❷ مجموعة رسائل اللكهنوى: إمام الكلام فيما يتعلق بالقراءة خلف الإمام، ج۳ ص ۱۷٦

ان تمام اکابر اہل علم کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام صاحب کے متعلق کوئی جرح نقل نہیں کی، اور میزان الإعتدال کے تمام صحیح معتبر نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں ہے بعض متعصبین نے اس عبارت کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے جیسا کہ باحوالہ یہ بات گزر گئی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کا اس کتاب میں اسلوب یہ ہے کہ یہ راوی کا نام، والد کا نام نقل کرتے ہیں، کنیت اور لقب ذکر کرتے ہیں، راوی کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کرتے ہیں، ''قلت'' سے اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس راوی سے جو موضوع، غیر مستند روایات مروی ہیں ترجمے میں اس کا ذکر بھی کرتے ہیں اور پھر اس روایت کا حکم بھی بیان کرتے ہیں۔ اکثر رواۃ کی سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، کئی جگہ پر انہوں نے امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے، اور اس کے مقابلے میں اپنی رائے ذکر کی ہے اور ان کے تسامحات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن أجمع ما وقفت عليه في ذلك الكتاب الميزان الذي ألفه الحافظ أبو عبد الله الذهبي. ❶

ترجمہ: سب سے جامع کتاب جس پر میں مطلع ہوا ہوں وہ حافظ ابوعبداللہ ذہبی رحمہ اللہ کی ''**ميزان الإعتدال**'' ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کو آٹھ اقسام پر تقسیم کیا ہے، کتاب کی ترتیب حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہے، قسم اول میں (۹۹۲۶) مردوں اور خواتین کے تراجم

❶ لسان الميزان: ج ۱ ص ۴

ذکر کئے ہیں، یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔قسم ثانی کنیتوں کی ترتیب پر ہے، جس میں (۸۲۸) تراجم کا ذکر ہے۔قسم ثالث میں ان رواۃ کا تذکرہ ہے جو اپنے والد کی نسبت سے مشہور ہیں ان کی تعداد (۹۶) ہے۔قسم رابع انساب کے بیان میں ہے۔قسم خامس مجہول الاسم راویوں کے بارے میں ہے۔قسم سادس مجہول خواتین کے بارے میں ہے۔قسم سابع خواتین کی کنیتوں کے بارے میں ہے۔قسم ثامن ان خواتین کے بیان میں جن کے نام معلوم نہیں ہیں، لیکن وہ اپنے بیٹوں کی نسبت سے مشہور ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں کل (۱۱۰۵۳) تراجم کا ذکر کیا ہے۔

البتہ یاد رہے کہ یہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے، صرف اس کو دیکھ کر حکم نہیں بیان کرنا چاہیے، جب تک آپ کی دیگر تصنیفات سے اس کی تائید اور توثیق نہ ہو۔

کئی اہل علم نے اس کتاب پر ذیل لکھا ہے، جن میں حافظ ابن حجر کے معروف استاذ علامہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) ہیں، ان کا یہ ذیل اصل کتاب کے ساتھ طبع ہے، مکتبہ رحمانیہ سے جو نسخہ طبع ہے اس میں یہ ذیل موجود ہے۔

ذیل میں علامہ عراقی رحمہ اللہ نے (۷۹۹) رواۃ کا تذکرہ کیا ہے اور ان کا اسلوب یہ ہے کہ راوی اور اس کے والد کا نام، اس کے مشہور اساتذہ وتلامذہ کا ذکر، ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی ایک کا قول نقل کرتے ہیں۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تلخیص اور تکمیل ”لسان المیزان“ کے نام سے کی۔یہ علی محمد البجاوی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ”دار المرفة“ بیروت سے ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۶۶۳ء کو طبع ہے۔

۱۴......المغنی فی الضعفاء

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے، یہ امام ذہبی اللہ رحمہ کی

مختصر کتابوں میں نہایت مفید کتاب ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس میں کل (۷۸۵۵) تراجم ذکر کیے ہیں۔اس میں انہوں نے ضعیف، وضاع اور کذاب راویوں کو جمع کیا، اسی طرح بہت سے ایسے راویوں کو جمع کیا جو ہیں تو ثقہ لیکن اُن سے کثرت سے وہم ہوتا ہے۔

اس میں مصنف نے حروف تہجی کی ترتیب پر اختصار کے ساتھ راوی کا نام ونسب، چندایک اساتذہ وتلامذہ اور آئمہ جرح وتعدیل میں سے چندایک کی اس کے متعلق آراء مذکور ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ کا اس پوری کتاب میں ایک منہج رہا ہے، انہوں نے اختصار کے ساتھ تراجم ذکر کئے ہیں، اگر کوئی تفصیل سے پڑھنا چاہے تو امام ذہبی کی ''میزان الإعتدال'' پڑھے۔اور اختصار سے پڑھنے کا خواہشمند ہو تو ''المغنی'' کا مطالعہ کرے۔ یہ کتاب دکتور نورالدین عتر کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دارالمعارف بحلب'' سے ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء کو طبع ہوئی ہے۔

۱۵......لسان المیزان

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے اس کتاب میں ''میــزان الإعتدال'' کو بنیاد بنایا ہے، جو باتیں امام ذہبی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئی تھیں ان کا اضافہ کیا، جو تراجم رہ گئے تھے ان کا تذکرہ کیا، اور بعض جگہ تسامحات کی نشاندہی کی، گویا یہ کتاب تلخیص اور تکمیل ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ترجمہ کے شروع میں لفظ ''ذ'' لکھیں تو یہ اشارہ ہوتا ہے کہ علامہ عراقی رحمہ اللہ نے ''میــزان الإعتــدال'' کے ذیل میں یہ بات نقل کی ہے۔عموماً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی پہلے عبارت ذکر کرتے ہیں اور جب ان کی عبارت ختم ہو تو ''انتھی'' کے ذریعے اشارہ کرتے ہیں، اس کے بعد جو بات ہوتی ہے وہ حافظ کی ہوتی ہے۔اس

کتاب میں کل (۱۴۳۴۳) تراجم کا ذکر ہے، حافظ نے میزان سے بہت سے روات کے تذکرے کو حذف کیا ہے، جن سے ائمہ ستہ نے روایت تخریج کی ہے، "**تهذيب الكمال**" میں جن روات کا ذکر تھا ان کو بھی حذف کیا ہے، بقیہ میزان الاعتدال کو اپنی کتاب میں مفید اضافات کے ساتھ شامل کیا ہے۔ حافظ سب سے پہلے راوی کا نام ونسب، لقب اور کنیت ذکر کرتے ہیں، راوی کے چند مشہور اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کی آراء ذکر کرتے ہیں، اگر کسی جرح کے مقابلے میں دیگر ائمہ کی تعدیلی آراء بھی موجود ہوں تو انہیں بھی ذکر کرتے ہیں، راوی ثقہ ہو تو بھرپور دفاع بھی کرتے ہیں، اور کہیں کہیں سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کی جو معلومات ذکر کرتے ہیں تو اُس کے شروع میں رمز "ز" ذکر کرتے ہیں، اور جن روات کا اضافہ علامہ عراقی رحمہ اللہ کی "**ذيل ميزان الإعتدال**" سے کیا اس کے لئے علامت حرف "ذ" ذکر کی ہے۔ حافظ اپنی معلومات امام ذہبی رحمہ اللہ کی معلومات کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ حافظ نے اپنی معلومات سے جن روات کا اضافہ کیا ہے ان کے نام کے شروع میں حرف "ف" کا اضافہ کیا ہے، کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر ہے، ناموں کے بعد کنیت اور پھر مبہمات کا ذکر ہے، حافظ نے اپنی اس کتاب سے ان تمام روات کے تراجم حذف کر دیئے ہیں جنہیں انہوں نے "**تهذيب التهذيب**" میں ذکر کیا تھا۔ حافظ فرماتے ہیں:

لو استقبلت من أمري ما استدبرت لم أتقيد بالذهبي ولجعلته كتابا مبتكرا. ❶

ترجمہ: جس نتیجے پر میں بعد میں پہنچا ہوں اگر پہلے سے یہ بات مجھے معلوم ہوتی تو میں

❶ **الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: ج ٢ ص ٦٥٩**

امام ذہبی کا پابند نہ ہوتا، بلکہ الگ سے مستقل کتاب تصنیف کرتا۔
حافظ کی چار کتابیں ایسی ہیں جن پر انہیں خود بھی اعتماد تھا ''**فتح الباری، تهذيب التهذيب، لسان الميزان، المشتبه**''❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب کا نام ''**لسان الميزان**'' رکھا، یعنی میزان کی زبان، امام ذہبی رحمہ اللہ کی بات کی منقح انداز میں توضیح کی ہے۔ اس کتاب کا محقق نسخہ وہ ہے جو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تحقیق کے ساتھ طبع ہے۔ حافظ سے جو تراجم چھوٹ گئے تھے یا جن میں انہیں وہم ہوا تھا اُن کا تذکرہ اپنی کتاب ''**تحرير الميزان**'' میں کیا ہے۔ اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''**ميزان الإعتدال**'' میں جن رواۃ کا ذکر کیا اور اُن کے ضعف پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی تو اُن کا تذکرہ انہوں نے ''**تقويم اللسان**'' میں کیا ہے۔ مصنف اس کے مسودے سے ۸۴۷ھ میں فارغ ہوئے۔❷

''**لسان الميزان**'' پر حاتم بن عارف بن ناصر عونی نے ذیل لکھا ہے، اس میں انہوں نے اُن (۲۳۷) رواۃ کا ذکر کیا ہے جو حافظ سے چھوٹ گئے تھے، مصنف نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ دس سال کے مطالعہ سے ان تراجم کا اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب ''**ذيل لسان الميزان**'' کے نام سے ایک جلد میں ''**دار عالم الفوائد**'' مکہ مکرمہ سے طبع ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فن پر اگر کسی کے پاس یہ دو کتابیں ہوں تو اسے فی الجملہ کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے ''**ميزان الإعتدال**'' اور ''**لسان الميزان**'' یہ کتاب

❶ الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: ج۲ ص ۶۵۹
❷ الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: ج۲ ص ۶۸۳

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ **"دار البشائر الإسلامية"** بیروت سے ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء کو طبع ہے۔

۳......ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

فن اسماء الرجال پر لکھی گئی کتابوں میں کچھ ایسی کتابیں بھی تصنیف کی گئی ہیں جن میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور دونوں قسم کے رواۃ کے متعلق اہلِ علم کی آراء ذکر کردی ہیں، ان میں زیادہ تر وہ کتابیں ہیں جو ابتداء میں لکھی گئی ہیں اور ابتدائی کتابوں میں ثقہ، ضعیف راویوں کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے، بعد میں مستقلا دونوں قسم کے رواۃ کے تراجم کو الگ الگ کیا گیا، اس سلسلے میں لکھی گئی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱......الطبقات الكبرى

یہ علامہ محمد ابن سعد بن منیع البصری المعروف امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی کتاب ہے۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کا ذکر کیا ہے۔ مصنف عموماً ہر بات سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اس لئے کتاب کی اہمیت زیادہ ہے، تذکرہ رجال کی کتابوں میں یہ قدیم ترین کتاب ہے، اس میں رجال پر وسیع معلومات ہیں، اور ایسے جزوی واقعات کا بھی تذکرہ ہے جو دیگر کتب میں نہیں ملتے۔ مصنف کا زمانہ چونکہ عہد رسالت کے قریب تھا اور ہر بات کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس لئے یہ کتاب بعد والوں کے لئے ایک ماخذ شمار کی جاتی ہے۔ یہ کتاب سن ۲۰۷ھ سے سن ۲۲۷ھ تک لکھی گئی ہے، یعنی مصنف نے بیس سال کے عرصے میں اس کتاب کو تصنیف کیا ہے، اس کتاب کے آٹھ حصے ہیں، پہلا اور دوسرا حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے اُسوۂ حسنہ پر مشتمل ہے، تیسرا حصہ

خلفائے راشدین کی سیرت پر ہے، چوتھا حصہ مہاجرین اور انصار صحابہ پر ہے، پانچواں حصہ میں تابعین اور تبع تابعین کا تذکرہ ہے، چھٹے حصے میں اصحاب کوفہ کا تذکرہ ہے، ساتویں حصے میں آخر کے دور کے صحابہ اور تابعین کا تذکرہ ہے، آٹھویں حصے میں صحابیات اور نیک صالح خواتین کا تذکرہ ہے۔اس کتاب سے پہلے علامہ واقدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) نے ''**طبقات الواقدی**'' کے نام سے کتاب لکھی تھی جو اس وقت نایاب ہے،تو ان کے شاگرد امام ابن سعد رحمہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ طبقات کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ چونکہ امام واقدی رحمہ اللہ کی تحریرات لکھا کرتے تھے اس لئے'' کاتب واقدی'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

علامہ واقدی رحمہ اللہ وہ عالم ہیں جنہوں نے ایک ایک علاقہ اور شہر کا سفر کرتے ہوئے اپنا مال، اپنی دولت ،سرمایہ اور اپنا وقت لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تفصیلی معلومات اور تاریخی واقعات کی معلومات کو جمع کیا،علامہ واقدی رحمہ اللہ کا اسلوب یہ تھا کہ وہ معلومات کو ایک ساتھ ذکر کرتے تھے،الگ الگ ہر بات کو سند کے ساتھ نہیں لاتے تھے،جبکہ عام محدثین کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ہر بات کو الگ الگ سند سے لاتے تھے۔امام واقدی رحمہ اللہ کے اسی طرزِ عمل کے سبب محدثین کی طرف سے ان پر اعتراضات ہوئے ہیں، چنانچہ محدثین کی نظر میں امام واقدی کمزور راوی ہیں کیونکہ وہ ہر بات کے ساتھ سند نہیں لاتے بلکہ تمام باتوں کو تسلسل کے ساتھ یکجا ذکر کرتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ محدثین نے ان کی باتوں کو جوں کا توں نہ لیا،البتہ فضائل ، مناقب ،سیر، مغازی اور واقعات کی تفصیلات اور جزئیات میں ان کی تشریحات کو لیا جاتا ہے۔

مصنف کی اس کتاب سے بعد میں آنے والے اہل علم نے خوب استفادہ کیا،مثلاً امام

ابن ابی الدنیا، علامہ بلاذری، خطیب بغدادی، امام ابن عساکر، امام ذہبی، امام ابن حجر، علامہ ابن خلکان رحمہم اللہ۔ اس کتاب کا تفصیلی تعارف "**کتب التاریخ والرجال المتفرقة**" کے ذیل میں ہے۔

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ کا کلام جرح وتعدیل کے باب میں اہل علم کے ہاں معتبر ہے، فن جرح وتعدیل میں آپ کو ایک مقام حاصل تھا، اس لئے اہل علم نے طبقات رواۃ کے سلسلے میں اس کتاب کی تعریف کی ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

كان من أهل العلم والفضل والفهم والعدالة، وصنف كتابا كبيرا فى طبقات الصحابة والتابعين إلى وقته فأجاد فيه وأحسن. ❶

ترجمہ: امام ابن سعد صاحب علم وفضل، فہم وفراست والے قابلِ اعتماد شخص تھے، انہوں نے صحابہ کرام اور تابعین کے طبقات پر اپنے زمانہ تک اصحاب کے تراجم پر ایک تفصیلی عمدہ کتاب لکھی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمہ کا آغاز "**الحافظ، العلامة، الحجة**" کے لقب سے کرنے کے بعد ان کی اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ أَوْعِيَةِ العِلْمِ، وَمَنْ نَظَرَ فِي الطَّبَقَاتِ خَضَعَ لِعِلْمِهِ. ❷

ترجمہ: یہ علم کے سرچشمہ تھے، جو ان کی کتاب "طبقات الکبریٰ" میں غور وفکر کرے گا وہ ان کے علم کا معترف ہوگا۔

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

أعظم ما صنف فى طبقات الرواة. ❸

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: محمدبن سعدبن منيع، ج۲ ص ۳۶۹

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمدبن سعدبن منيع، ج۱۰ ص ۶۶۵

❸ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۰۹۹

ترجمہ: رواۃ کے طبقات پر لکھی گئی کتابوں میں تفصیلی کتاب ہے۔

راوی کے ترجمہ میں مصنف کا منہج یہ ہے کہ وہ والد کی طرف سے راوی کا نسب بیان کرتے ہیں اور کبھی ماں کی طرف سے نسب بیان کرتے ہیں، اسی طرح راوی کے بیٹے اور بیٹیوں کے نام ماں کے ناموں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اکثر و بیشتر راوی کی کنیت لقب، معروف اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں۔ نیز مصنف رحمہ اللہ راوی کے منصب کا بھی ذکر کرتے ہیں، اگر راوی نے دوسرے شہروں کا سفر کیا ہو تو اس کا ذکر کرتے ہیں، راویوں کے عادات و اخلاق اور سیرت وصورت کا ذکر کرتے ہیں، ان کے علمی مکان ومنزلت اور عقائد بیان کرتے ہیں، حضرات صحابہ کے بعد جو طبقہ ہے ان پر جرح وتعدیل بھی کرتے ہیں مثلاً: کسی راوی کی توثیق کرنی ہو تو "ثقة، ثبت، حجة، كثير الحديث" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور جب کسی راوی کے ضعف کو بیان کرنا ہو تو عموماً "فيه ضعف، ضعيفٌ، ليس بشي، ليس بذاک" جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

پہلی جلد میں حضرت آدم، حواء، حضرت ادریس، حضرت نوح، طوفانِ نوح وما بعد الطّوفان، اولادِ نوح، سام، حام، یافث اور ان کی اولاد کا تذکرہ، حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کا ذکر، حضور کا سلسلہ نسب عدنان تک، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت آدم علیہ السلام تک مکمل سلسلہ نسب بیان کیا ہے۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ بھی ذکر کیا ہے، حضور کے آباء واجداد کے حالات ذکر کیے ہیں۔ اصحابِ فیل کا واقعہ، حضور کی ولادت، رضاعت، بچپن اور لڑکپن کا ذکر ہے اور درج ذیل معروف احوال وواقعات کا ذکر ہے، حلیمہ سعدیہ کا حضور کو لے جانے کا قصہ، حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا "أَخَذْتُ واللّٰهِ خَيْرَ مَوْلُوْدٍ رَأَيْتُهُ قَطُّ وَأَعْظَمُهُمْ بَرَكَةً" حضرت حلیمہ

سعدیہ کی چھاتیوں کا دودھ سے بھر جانا اور گھر میں برکات کا ظہور ہونا۔شق صدر، وفاتِ آمنہ کے بعد عبدالمطلب کی آغوش میں آنا، انہدام وتعمیر کعبہ، ہجرتِ حبشہ اولی، سفرِ طائف، معراجِ نبوی، حضرت صدیق اکبر کا واقعہ، معراج کی تصدیق کرنا، واقعہ بدر، شہدائے بدر، اسماءِ شہداء احد، غزوہ خندق، بیعت رضوان، حج ابوبکرصدیق وروانگی کا واقعہ، پھر حضرت علی کی شمولیت، جیش اسامہ وغیرہ۔

دوسری جلد میں مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات، مدینہ میں تعمیر مسجد، اذان کا بیان، منبر رسول، وفودِ عرب، وفودِ قبیلہ ربیعہ، وفودِ اہل یمن، اس جلد میں تمام وفود کا تفصیلی ذکر ہے۔ حضور کو عطا کی گئی قوت وطاقت، آپ کا رُکانہ کو بچھاڑ دینا۔ اخلاقِ حسنہ، طرزِ معاشرت، پسندیدہ طعام، مہر نبوت، حضور کا اعتکاف، آپ کو زہر دینے کا واقعہ، آغازِ مرض اور شدتِ مرض، وفاتِ رسول وغیرہ تمام تفصیل کے ساتھ ہیں۔

تیسری جلد میں حضرت ابوبکر کا قبولِ اسلام، غارِ ثور اور ہجرتِ مدینہ کا واقعہ، حضرت ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم، حلیہ، حالات، حضرت ابوبکر کا نمازِ جنازہ حضرت عمر نے پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔ حضرت عمر کا شجرہ نسب، اولاد، حضور کی دعا، قبولِ اسلام کا واقعہ، حضرت عمر کے قبولِ اسلام سے پہلے مسلمانوں کی تعداد، حضرت عمر کی اوّلیات، رعایا سے حسن سلوک، حضرت خالد بن ولید کی معزولی کا واقعہ، ازواجِ مطہرات کو عطایا میں صحابہ پر ترجیح، بچوں کے لئے عطایا اور وظائف، تمنائے شہادت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضور کے پہلو میں دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت مانگنے کا تفصیلی واقعہ۔ حضرت عثمان کا قبولِ اسلام، قبولِ اسلام سے پہلے آپ پر جبر وتشدد، ام کلثوم سے نکاح، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا، شہادت کا واقعہ۔ حضرت علی کا قبولِ اسلام، جنگ صفین، تین خارجیوں نے عہد کیا کہ ہم حضرت علی،

حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کریں گے، حضرت علی کی نماز جنازہ، وہ صحابہ جو غزواتِ نبوی سے پہلے ایمان لائے، اس میں حضرت حمزہ، عبداللہ بن جحش، زبیر بن عوام، حاطب بن ابی بلتعہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے حالات ہیں۔

چوتھی جلد میں سعد بن معاذ، قتادہ بن نعمان، عبداللہ بن رواحہ، سعد بن عبادہ، پھر مہاجرین وانصار کے طبقہ ثانیہ کا ذکر، حضرت عباس، جعفر، عقیل، طفیل بن عمرو وغیرہم کے احوال ہیں۔

پانچویں جلد میں تابعین اہلِ مدینہ، محمد بن حنفیہ کی جنگ جمل میں شرکت، عبداللہ بن زبیر کی بیعت، سعید بن مسیّب کے حالات، آپ پر جبر وتشدد، تابعین اہل مدینہ کا طبقہ ثانیہ پھر طبقہ ثالثہ، اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات، آپ کی قبر پر کاغذ گرا جس پر لکھا تھا: ہم نے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ سے نجات دی۔

چھٹی جلد میں کوفہ اور اہل کوفہ کا تعارف، کوفہ کے وہ تابعین جو حضرت ابوبکر، حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، پھر تابعین کا وہ طبقہ جو حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت اویس قرنی کا نام ونسب اور آپ کیسے پہچانے گئے، آپ کے حالات اور جنگ صفین میں آپ کی شہادت، حضرت سعید بن جبیر کے حالات اور آپ کا حجاج بن یوسف کے ساتھ طویل مکالمہ، آپ کی شہادت ۹۴ھ میں ۵۷ سال کی عمر میں ہوئی۔

ساتویں جلد میں بصرہ میں جانے والے صحابہ، تابعین، فقہاء اور علماء کا تذکرہ ہے، آٹھ طبقات پر تقسیم کر کے ان کے حالات درج کیے ہیں۔ ملک شام میں آنے والے صحابہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

آٹھویں جلد میں حضرت خدیجہ کا حسب ونسب، حضرت فاطمہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم کے حالات، آپ کی پھوپھیاں، چچا زاد بہنیں، آپ کی ازواجِ مطہرات، حضرت عائشہ کی عمر بوقت عقد اور بوقتِ رخصتی، بیعت کرنے والی عورتوں کے اسماء وحالات، قبیلہ اوس کی عورتوں کا تذکرہ، دیگر صحابیات، تابعیات وصالحات کا ذکر۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عہد صحابہ، عہد تابعین وتبع تابعین کا اس میں تفصیلی تذکرہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لیکر مصنف کے دور تک کے اہل علم وفضل اور دیگر کے حالات پر ایک نہایت جامع اور مستند کتاب ہے، اور قدیم مراجع میں سے ہے، بعد والوں نے زیادہ تر اسی سے استفادہ کیا ہے۔

اس کتاب کا اردو میں ''طبقات ابن سعد'' کے نام سے ترجمہ ''مکتبہ نفیس اکیڈمی'' اور ''دارالاشاعت'' سے طبع ہو چکا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اصل کتاب کو مطالعہ میں رکھیں، ہاں جہاں کہیں بات سمجھنا مشکل ہو تو ترجمے سے بھی استفادہ کریں۔ یہ کتاب شیخ علی محمد عمر کی تحقیق کے ساتھ ''**مکتبة الخانجی**'' قاہرہ سے ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو طبع ہے، اور ۸ جلدوں میں دکتور محمد عبدالقادر عطاء کی تحقیق کے ساتھ ''**دار الکتب العلمیة**'' سے طبع ہے۔ یہ کتاب دکتور احمد نور سیف کی تحقیق کے ساتھ ''**مرکز البحث العلمی جامعة الملک عبد العزیز**'' مکہ مکرمہ سے ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء کو طبع ہے۔

۲......التاریخ والعلل

امام ابوزکریا یحیی بن معین بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کبار آئمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں، ان کے شاگرد امام فضل عباس بن محمد دوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۱ھ) نے اپنے استاد کے جرح وتعدیل سے متعلق اقوال کو اس کتاب میں جمع کیا ہے، یہ کتاب صرف امام ابن معین رحمہ اللہ کے رواۃ کے متعلق اقوال پر مشتمل ہے۔ یہ

کتاب مرتب انداز میں نہیں ہے بلکہ اس میں کیف ما اتفق رواۃ کے متعلق موصوف کے اقوال ہیں۔

یہ دکتور احمد نور سیف کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ”مرکز البحث العلمی جامعة الملک عبدالعزیز“ مکہ مکرمہ سے ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء کو طبع ہے۔

۳......معرفة الرجال

یہ امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی ہے۔ یہ بھی امام یحیی بن معین نے خود مستقل تصنیف نہیں کی بلکہ ان کے شاگرد امام ابو العباس احمد بن محمد رحمہ اللہ نے راویوں کی جرح وتعدیل کے متعلق آپ سے جو بھی اقوال سنے انہیں جمع کیا۔

اس کتاب کا پہلا اور دوسرا حصہ موجود ہے، بقیہ اجزاء اس کے اب تک مفقود ہیں، اور اس میں بھی صرف امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کے آراء ہیں کسی اور امام کا کوئی قول اس میں موجود نہیں ہے۔ یہ کتاب استاد محمد کامل قصار اور محمد مطیع الحافظ کی تحقیق کے ساتھ ”مجمع اللغة العربية“ دمشق سے ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۵ء طبع ہے۔

۴......العلل ومعرفة الرجال

یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی روایت کا مجموعہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت بڑے فقیہ ومحدث ہیں اور آئمہ جرح وتعدیل میں شمار کئے جاتے تھے۔ اس کتاب میں امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے علامہ عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰) نے اپنے والد سے منقول (۶۱۶۱) سندوں کے ساتھ مختلف رواۃ پر جرح وتعدیل کو یکجا کیا ہے، گویا یہ کتاب امام احمد رحمہ اللہ کے رواۃ پر جرح وتعدیل سے متعلق اقوال کا ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے، کسی راوی کے بارے میں امام احمد رحمہ اللہ کی رائے اس کتاب میں بآسانی مل جاتی ہے۔ یہ کتاب دکتور وصی اللہ

بن محمد کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ’’دار السلفیة‘‘ بمبئی سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء کواور ’’مکتبة المعارف‘‘ ریاض سے استاد صبحی البدری السامرائی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء کوطبع ہے۔

۵...... التاریخ الکبیر

یہ امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے اس کتاب میں صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر اپنے زمانے تک تقریباً چالیس ہزار رواتِ حدیث کے تراجم ذکر کئے ہیں، جس میں مرد، عورت، ضعیف اور ثقہ سب شامل ہیں۔ یہ کتاب حروفِ معجم کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے، لیکن انہوں نے سب سے پہلے ’’محمد‘‘ نام کے راویوں کا تذکرہ کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی مناسبت کی وجہ سے، پھر اس کے بعد بقیہ تراجم کا تذکرہ حروفِ تہجی کی ترتیب پر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ۱۸ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں چاندنی راتوں میں اس کتاب کوتصنیف کیا، جامعیت کے لحاظ سے امام بخاری رحمہ اللہ کواس فن میں شرفِ اوّلیت حاصل ہے، بعد میں لکھنے والے اس کتاب کے محتاج ہیں، مصنف مقدمہ کے صفحہ گیارہ پر لکھتے ہیں:

قال أبو عبد اللّٰه محمد بن إسماعيل هذه الأسامی وُضعت علی (ا،ب، ت، ث)إنما بدئ بمحمد من بين حروف (ا، ب، ت، ث) لحال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، لأن اسمه محمد صلی اللّٰه عليه وسلم، فإذا فرغ من المحمدين، اُبتدئ فی الألف، ثم الباء، ثم التاء، ثم الثاء، ثم ينتهی بها إلی آخر حروف. ❶

❶التاریخ الکبیر: ج ۱ ص ۱۱

ترجمہ: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل نے اس کتاب میں تراجم کو ''ا،ب،ت،ث'' (یعنی حروف معجم کی ترتیب پر رواۃ کا ذکر کیا ہے۔) اور سب سے پہلے ''محمد'' نام کے راویوں کے حالات لکھے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی رعایت (اور برکت کے حصول کی وجہ سے) پس جب میں ''محمد'' نام کے رواۃ سے فارغ ہو جاؤں گا تو پھر ابتداء کروں گا ان رواۃ کے تراجم سے جن کے شروع میں ''الف، باء، تاء اور ثاء'' ہے، پھر اس طرح ترتیب کے ساتھ آخری حرف تک یہ سلسلہ چلے گا۔

چنانچہ انہوں نے صفحہ نمبر گیارہ سے لے کر (۲۷۱) تک محمد نام کے راویوں کے تراجم لکھے ہیں، پھر اس کے بعد حروفِ تہجی میں ''ابراہیم'' نام کے راویوں کے احوال ذکر کئے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا اس کتاب میں اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام اور اس کے والد کا نام ذکر کرتے ہیں، راوی نے کن لوگوں سے سنا اور کن لوگوں نے اس سے سنا یعنی اختصار کے ساتھ چند ایک شیوخ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، اور پھر اس کے متعلق جرحاً وتعدیلاً مختصراً کلام کرتے ہیں۔

عموماً ان کا ترجمہ تین سے چار سطروں میں ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے نہایت تقوی اور للّٰہیت کی وجہ سے کسی راوی کے متعلق سخت الفاظ میں جرح نہیں کی، اس پوری کتاب میں کذاب، وضاع، دجال اس قسم کے سخت الفاظ کا ذکر نہیں ہے، عموماً رواۃ کے بارے میں ''فیہ نظر'' یا ''**یخالف فی بعض حدیثہ**'' ذکر کرتے ہیں، ان کے ہاں سب سے سخت جرح کے الفاظ ''**منکر الحدیث**'' ہیں۔ اسی طرح تعدیل کے الفاظ میں بھی مبالغہ نہیں کرتے، بلکہ '' ثقۃ '' یا ''**حسن الحدیث**'' پر اکتفاء کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کہیں کہیں بطورِ مثال ایک یا دو روایت بھی ذکر کر لیتے ہیں۔ عموماً ان

کے تراجم مختصر ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے رواۃ کے متعلق اپنے اساتذہ وشیوخ اور اپنی آراء ذکر کی ہیں، یہ ان کے مآخذ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اگر کسی راوی کے متعلق سکوت اختیار کریں تو بعض اہلِ علم کے ہاں یہ تعدیل پر محمول ہے۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی ذاتی رائے یہ ہے کہ میں جس پر جرح کی وضاحت نہ کروں تو وہ محتمل ہے، یعنی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا احتمال ہے، اور جس کے بارے میں، میں کہوں ''**فيه نظر**'' تو اس میں کوئی دوسرا احتمال نہیں ہے:

كل من لم أبين فيه جرحه فهو على الاحتمال، وإذا قلت: فيه نظر، فلا يحتمل. ❶

معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا کسی راوی پر سکوت اس کی ثقاہت کی دلیل نہیں ہے، ایسی صورت میں دیگر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کو دیکھا جائے۔ اس کتاب میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کا ذکر ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۸ھ) کو جب اس کتاب کی خبر ہوئی تو نہایت خوشی کی حالت میں امیر وقت عبداللہ بن طاہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی خدمت میں لے کر گئے اور کہا ''**أيها الأمير ألا أريك سحرا؟**'' کیا میں آپ کو جادو نہ دکھاؤں؟ پھر انہوں نے ان کے سامنے یہ کتاب پیش کی، امیر وقت نے جب یہ کتاب دیکھی تو نہایت تعجب کیا۔ ❷

اس کتاب کا محقق نسخہ ''**دائرة المعارف العثمانية**'' حیدرآباد دکن سے ۸ جلدوں میں شیخ عبدالرحمٰن المعلمی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۲ء میں طبع ہے۔

---

❶ تهذيب الكمال: ج۱۸ ص۲۶۵

❷ تاريخ بغداد: ج۲ ص۷/ طبقات الشافعية الكبرى: ج۲ ص۲۲۱/ سير أعلام النبلاء: ج۱۲ ص۴۰۳

''التاریخ الکبیر''میں موجود مرفوع روایات کی تخریج پر لکھی گئی کتاب

اس کتاب میں موجود تمام مرفوع روایات کی تخریج دکتور محمد بن عبدالکریم بن عبید نے اپنی کتاب''تخریج الأحادیث المرفوعة المسندة فی کتاب التاریخ الکبیر للبخاری'' میں کردی ہے۔اس کتاب میں کل (۸۵۱) احادیث ہیں، یہ تمام مرفوع روایات ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں صحت کا وہ معیار نہیں رکھا، اس لئے اس کتاب میں صحیح، حسن، ضعیف، تینوں قسم کی روایات ہیں۔یہ کتاب ایک جلد میں ''مکتبة الرشد''ریاض سے طبع ہے۔

''التاریخ الکبیر'' میں موجود تسامحات اور اوہام کی نشان دہی پر لکھی گئی کتاب

امام بخاری رحمہ اللہ سے''تاریخ کبیر''میں جو تسامحات ہوئے ہیں انہیں امام عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس المعروف امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے ''بیان خطأ البخاری فی تاریخه'' کے نام سے جمع کیا ہے۔یہ کتاب ''دائرة المعارف العثمانیة''حیدر آباد دکن سے طبع ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے''موضح أوهام الجمع والتفریق'' میں پہلا عنوان''أوهام البخاری'' کے نام سے قائم کر کے آپ کے (۷۴) اوہام ذکر کئے ہیں۔یہ کتاب دو جلدوں میں ''دار المعرفة''بیروت سے طبع ہے۔

''التاریخ الکبیر'' میں امام ابوحنیفہ پر مرجئہ ہونے کا الزام اور اس کا جواب

اس کتاب کی آٹھویں جلد صفحہ نمبر ۸۱ پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح کی گئی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے ترجمہ میں لکھا:

کان مرجئا سکتوا عنه وعن رأیه وعن حدیثه.[1]

[1] التاریخ الکبیر: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۸۱، رقم الترجمة: ۲۲۵۳

ترجمہ: وہ مرجیہ میں سے تھے، محدثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے لینے سے اوران کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ پر مرجیہ کا الزام لگانے کی ابتداء خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے دورِاول میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی، کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد ونظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

عقیدہ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادہ کے تحت سمجھتے تھے اوراس میں ارادہ الٰہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے، اور وہ اپنے اس عقیدہ کا پرچار بھی کرتے جس کی وجہ سے امام اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مؤمن ہے، لہذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا، جو شخص بھی ان کے اس نظریہ کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجیہ کا اطلاق کرتے۔

خوارج کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اوراس کا خون واموال دوسروں پر حلال ہیں ان کے نزدیک بھی ایسا شخص جہنم میں رہے گا۔

چوتھا باطل فرقہ مرجیہ کا تھا جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا، انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمان کامل اقرارِلسانی اور تصدیق قلبی کا نام ہے، لہذا عمل کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے یا دارالاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملا رہے اور صلیب وتثلیث کو پوجے، اس کے اعمال جیسے بھی ہوں وہ مرتے وقت کامل حالت ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ

حالت ایمان میں سرزد ہونے والے گناہ نقصان نہیں پہنچاتے جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعت الٰہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔ ❶

امام اعظم رحمہ اللہ ان سب باطل عقائد سے جدا تھے، انہوں نے کبھی بھی ان عقائد باطلہ سے تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لیے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لانقول: إن المؤمن لا تضره الذنوب، ولانقول: إنه لايدخل النار، ولا نقول: إنه يخلد فيها، وإن كان فاسقابعد أن يخرج من الدنيامؤمناً، ولا نقول: إن حسناتنامقبولة وسيئاتنامغفورة كقول المرجئة. ولكن نقول: من عمل حسنة بجميع شرائطهاخالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطلة ولم يبطلها (بالكفر والردة) حتى خرج من الدنيامؤمناًفإن اللّٰه تعالى لايضيعها، بل يقبلهامنه ويثيبه عليها. وماكان من السيئات دون الشرك والكفرولم يتب عنهاصاحبهاحتى مات فإنه في مشيئة اللّٰه تعالى إن شاء عذّبه، وإن شاء عفا عنه ولم يعذّبه بالنارأبداً. ❷

ترجمہ: ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجیہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں) اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالت ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجیہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف۔

❶ الفصل في الملل والنحل: ذكر شنع المرجئة، ج۴ ص ۱۵۴، ۱۵۵

❷ شرح الفقه الأكبر: المعاصي تضر مرتكبها خلافا لبعض الطوائف، ص ۷۶، ۷۷

بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوب مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب نوشی، بدکاری، جھوٹ) اور معانی مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریاکاری) سے محفوظ ہوئی، اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر وشرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کیے بغیر ہی حالت ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل وکرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرما دے، اور وہ اسے اصلاً عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔

اتنے صریح الفاظ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجیہ کے برعکس قرآن وسنت پر قائم ہے۔ ہم نہ کسی مؤمن کو گناہ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخول جہنم سے بے خوف کرتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہو سکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہو سکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہو سکتی ہے، لیکن حالت ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹائٹل اور ہمیشگی کا پروانہ نہیں تھمایا جا سکتا۔

ہماری نگاہ میں امام اعظم کو مرجیہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے ان سب باطل فرقوں کی اتنی شدّ ومد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ

نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں، جس کے نتیجہ میں ان باطل فرقوں نے بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگا دیا۔

اسی لیے امام اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی رحمہ اللہ کو اپنی طرف منسوب مرجیہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تكلموا بعدل، وسماهم أهل البدع بهذا الإسم، ولكنهم أهل العدل وأهل السنة، وإنما هذا إسم سماهم به أهل شنآن. ❶

ترجمہ: حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہل بدعت انہیں اس (مرجیہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ اہل انصاف اور اہل سنت ہوتے ہیں، انہیں اس نام سے صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''الملل والنحل'' میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

لعمري كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنة، وعدّه كثير من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعل السبب فيه أنه لما كان يقول: الإيمان هو التصديق بالقلب وهو لايزيد ولاينقص، ظنّوا أنه يؤخر العمل عن الإيمان، والرجل مع تخريجه في العمل كيف يفتي بترك العمل، وله سبب آخر وهو أنه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا في الصدر الأول، والمعتزلة كانوا يلقّبون كل من خالفهم فى القدر مرجئاً وكذلك الوعيديّة من الخوارج، فلا يبعد أن اللقب إنما

❶ العقيدة وعلم الكلام: رسالة أبي حنيفة إلى عثمان البتي، ص ٦٣٢

لزمه من فريقي: المعتزلة والخوراج، والله أعلم. ❶

ترجمہ: مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو **مــرجئة السـنة** کہا جاتا تھا، اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجیہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے، اور اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترک عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ ہاں (ان کو مرجیہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہوسکتا ہے چونکہ وہ دورِ اوّل میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ مرجئہ کا لقب فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بدنیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو، واللہ اعلم۔

گزشتہ صفحات میں بیان کیا جاچکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجئہ کے بالکل برعکس اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہٖ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں لیکن اس کے بغیر ایمان ناقص اور ادھورا ہے۔ اس کے باوجود بعض حضرات نے امام اعظم رحمہ اللہ کے خلاف پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر انھوں نے اپنی کتابوں میں امام اعظم کو مرجئہ لکھ ڈالا۔

امام اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجئہ میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱.....حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ۔

---

❶ الملل والنحل: الفصل الخامسة: المرحئة، الغسانية، ج ۱ ص ۱۴۱

۲.....حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ۔

۳.....عمرو بن مرہ رحمہ اللہ۔

۴.....محارب بن دثار رحمہ اللہ۔

۵.....مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ۔

۶.....حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ۔

۷.....قدید بن جعفر رحمہ اللہ وغیرہم۔

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجئہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج کے برعکس اصحاب کبار کو مؤمن قرار دیا اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے کے دعوی باطل کی دلائل بیّن کے ساتھ تردید کی۔ جب کہ امام اعظم رحمہ اللہ اور یہ سب ائمہ نہ صرف مرجئہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے، بلکہ وہ سب تقویٰ وطہارت اور اطاعت واتباع شریعت کے بلندترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سید محمد مرتضی الزبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امام اعظم کا ارجاء کے الزام سے بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

وأمانسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على خلاف رأي الإرجاء.فلو كان أبو حنيفة مرجئاًلكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلک،وإذاأجمع الناس على أمر وخالفهم واحدأواثنان لم يلتفت إلى قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عندأبي حنيفة خلف المرجئة لاتجوز.ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لايقدح فيه قول من لا يعرفه إلا بعض المحدثين.❶

❶عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ۱۵

ترجمہ: امام اعظم کی طرف ارجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب اِرجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ مرجئہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجئہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرجئہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، لہذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قادح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدثین جانتے ہوں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ طعن وتشنیع کا اس لیے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خداداد صلاحیتوں سے نہ صرف ان کے دلائل وعقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے بلکہ انہیں لاجواب بھی کر دیتے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجئہ کا الزام لگا دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ پر خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

كان ثقة، جليل القدر، عالماً بالحديث، وكان يقول بخلق القرآن، فأنكر ذلك عليه علماء خراسان فهرب ومات وهو مستخف. [1]

ترجمہ: بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے۔ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا

[1] تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴

کرتے تھے جس پر علماء خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور روپوشی میں ہی ان کا وصال ہوگیا۔

جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرح اس بات سے انکار کیا۔ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عني أني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق فقد كذب. ❶

ترجمہ: جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں تو اس نے جھوٹ بولا۔

جس طرح امام بخاری رحمہ اللہ پر الفاظ قرآنی کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود ان کی روایتِ حدیث اور علم حدیث میں جلالتِ شان پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو اسی طرح امام اعظم رحمہ اللہ پر اِرجاء کا بے سروپا الزام لگنے سے ان کی عدالت وثقاہت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

٦......التاريخ الأوسط

یہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ٢٥٦ھ) کی کتاب ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کی "**التاريخ الكبير**" نہایت تفصیلی کتاب ہے، اس کے بنسبت اس میں متوسط انداز میں تراجم کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس لیے اس کا نام "**التاريخ الأوسط**" رکھا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب کو ہجرت الی الحبشہ سے شروع کیا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مکی ومدنی زندگی کا تذکرہ کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان صحابہ کرام کے احوال کا بھی تذکرہ کیا جن کا انتقال آپ صلی اللہ علیہ

❶ تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴

وسلم کے عہد مبارک، خلفائے راشدین کے بابرکت دورِ خلافت میں ہوا۔اس کے بعد انھوں نے ترتیب زمانی کے تسلسل کے ساتھ دس دس سال کے رواۃ کے حالات، واقعات اور تاریخ وفات کو بیان کیا ہے، مثلاً:

''سنة أربعين إلى خمسين'' کا عنوان ذکر کر کے چالیس سے پچاس تک دس سال کی مدت میں جن رواۃ کا انتقال ہوا ہے ان کا تذکرہ کیا، اور پھر ''مابين الخمسين إلى ستين'' اسی طرح (۲۵) ہجری تک رواۃ کا متوسط انداز میں تذکرہ کیا۔

اس میں کل تراجم کی تعداد (۱۶۹۱) ہے۔ یہ کتاب ایک عرصے تک نایاب تھی، اب یہ کتاب محمود ابراہیم زاہد کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں ''دار الوعی'' سے اور ''مكتبه الرشد'' ریاض سے دکتور تیسر بن سعد کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء کو طبع ہوئی ہے۔

۷......المعرفة والتاريخ

یہ امام ابو یوسف یعقوب بن سفیان المعروف امام فسوی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) کی کتاب ہے، اس کتاب کا پہلا جزء اب تک مفقود ہے، بقیہ جو اجزاء اس وقت موجود ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعین پھر تبع تابعین کے تراجم پر مشتمل ہیں۔

اس میں مصنف کا انداز یہ ہے کہ وہ راویوں کا تذکرہ جرحاً تعدیلاً دونوں طرح کرتے ہیں اس لئے یہ کتاب ثقہ اور ضعیف راویوں کی معرفت میں ایک مفید کتاب ہے، لیکن اس میں تمام تراجم کا استیعاب نہیں ہے بلکہ مصنف نے معروف رواۃ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور اکرم ضیاء العمری کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ مکتبہ ''وزارة الأوقاف العراقية'' بغداد سے ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۹۷۴ء کو طبع ہوئی ہے۔

۸ ......التاريخ الكبير (أوتاريخ رواة الحديث)

یہ امام ابوبکر احمد بن ابوخیثمہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب دو نام سے مشہور ہے، بعض نے اسے " **التاريخ الكبير** " کے نام سے ذکر کیا ہے اور بعض نے اسے " **تاريخ رواة الحديث** " کے نام سے ذکر کیا ہے، اس کتاب کا تذکرہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے مصنف کے ترجمہ کے تحت "**سير أعلام النبلاء**" میں بھی کیا ہے:

أحسن تصنيفه و أكثر فائدته فلاأعرف أغزر فوائد منه. ❶

اس میں مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب اور والد کا نام ذکر کرتے ہیں، بسا اوقات والدہ کا نام بھی ذکر کرتے ہیں، پھر راوی کا تعلق جس قبیلے، خاندان اور نسبت سے ہے اس کی وضاحت کرتے ہیں، راوی کی سن وفات ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح راوی کی روایات کا ذکر کرتے ہیں۔ کسی راوی کے ترجمہ کے درمیان ایسے راویوں کے اسماء بھی ذکر کردیتے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو اور ان کا تعلق اسی راوی کے قبیلہ سے جس کا تذکرہ چل رہا ہو۔ اس میں آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال کثرت سے بیان کرتے ہیں، بالخصوص امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کے اقوال زیادہ بیان کئے ہیں۔

اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے ہر روایت سند کے ساتھ ذکر کی ہے، لیکن اختصار وطوالت کے اعتبار سے کتاب کا منہج ایک نہیں ہے، بعض تراجم بہت مختصر ہیں اور بعض تراجم اتنے طویل ہوتے ہیں کہ وہ چند صفحات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس میں کل تراجم کی تعداد (۴۷۸۲) ہے۔ یہ کتاب استاذ صلاح بن فتحی ہلل کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ "**الفاروق الحديثية**" قاہرہ سے ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۰۰۴ء

---

❶ سير أعلام النبلاء: ج ۱۱ ص ۴۹۳

کو طبع ہوئی ہے۔

۹......التاریخ

یہ امام ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو نصری دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۱ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اس کتاب کے شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا تذکرہ کیا ہے اور اختصار سے خلفائے راشدین، خلفائے بنوامیہ اور پھر خلفائے بنوعباس کا تذکرہ کیا، اس کے بعد انہوں نے تابعین اور تبع تابعین میں سے چند محدثین کے تراجم کا ذکر کیا۔ اس میں بسا اوقات صحابہ کے حالات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے طبقات کے لحاظ سے اور درجات کے لحاظ سے راویوں کے تراجم ذکر کیے، مصنف کبھی کبھار راوی کی سن ولادت اور سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں۔ نیز مصنف جرحاً وتعدیلاً کلام بہت کم کرتے ہیں، بسا اوقات راوی کے تراجم کے دوران اسانید بھی بیان کرتے ہیں۔

یہ کتاب اسماء الرجال کی دوسری کتابوں کی بنسبت تاریخ کی کتاب زیادہ معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس میں تاریخی معلومات زیادہ اور توثیق وجرح کی معلومات کم ہیں۔ یہ کتاب استاد خلیل منصور کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''دار الکتب العلمیة'' ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۶ء میں طبع ہے۔

۱۰......الجرح والتعدیل

یہ امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد ادریس حنظلی المعروف امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں جو مشہور محدث گذرے ہے، امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ کی یہ کتاب فن اسماء الرجال میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب کتب جرح وتعدیل میں نہایت اہم اور مستند

کتاب شمار ہوتی ہے، اس میں رواۃ کے متعلق آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا تذکرہ ہے، یہ کتاب حروفِ تہجی کی ترتیب پر ہے۔ ان کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب، کنیت اور پھر اختصار کے ساتھ ان کے شیوخ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، اور پھر اس کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کرتے ہیں، مصنف زیادہ تر اقوال اپنے والد محترم امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اور امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کے نقل کرتے ہیں۔ اس کتاب کے بعض نسخوں میں (۱۸۰۴۰) رواۃ کے تراجم اور بعض میں (۱۸۰۵۰) تراجم کا ذکر ہے۔ ہر راوی پر جرح وتعدیل اسناد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، عموماً یہ چار سے پانچ سطروں میں ہر راوی کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں، اس کتاب میں تین بڑے آئمہ وقت کے علم کا نچوڑ جمع ہو گیا، امام بخاری، امام ابو حاتم اور امام ابو زرعہ رحمہم اللہ۔ اس کتاب میں ان آئمہ کے علاوہ دیگر آئمہ نقاد کے اقوال بھی جمع کئے ہیں، مثلاً عبد اللہ بن مبارک، امام شعبہ، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، عبد الرحمٰن بن مہدی، امام یحیی بن معین، امام یحیی بن سعید القطان رحمہم اللہ وغیرہم۔ "التاریخ الکبیر" میں عموماً رواۃ پر جرح وتعدیل کے اعتبار سے حکم نہیں تھا جبکہ اس کتاب میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے اور یہ اس فن کی بنیادی کتابوں میں سے ہے۔

اس کتاب میں بعض رواۃ کے اسماء کے بعد ان کے متعلق جرحاً وتعدیلاً کوئی رائے ذکر نہیں کی گئی، اُس پر حکم کے مقام کو خالی چھوڑا گیا ہے کہ جب اس کے متعلق کوئی معلومات حاصل ہو جائیں گی تو انہیں وہاں درج کیا جائے گا۔ اس سکوت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ راوی ان کے ہاں ثقہ ہے جیسا کہ بعض حضرات کو یہ وہم ہوا ہے، اس لئے مصنف خود لکھتے ہیں کہ ہم نے ان کے اسماء اس امید پر لکھ دیئے ہیں کہ شاید ہمیں کوئی معلومات بعد میں حاصل ہو جائیں تو ہم انہیں درج کر دیں گے:

أنـاقد ذكرناأسامي كثيرة مهملة من الجرح والتعديل كتبناهاليشتمل الـكتـاب عـلـى كـل من روى عنه العلم رجاء وجود الجرح والتعديل فيهم فنحن ملحقوها بهم من بعد إن شاء اللّٰه تعالى. ❶

اس کتاب کے شروع میں اس فن سے متعلق نہایت مفید معلومات پر مشتمل ایک مقدمہ ہے، جس میں سنتِ نبویہ کا مقام ومرتبہ اوراس کی اہمیت وضرورت، صحابہ کرام کا مقام اوران کی عدالت، تابعین اور تبع تابعین کا تذکرہ اوردیگر اِس فن کی اہم معلومات ذکر کی ہیں، اس میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ اپنے والد کی سوانح اوران کی قربانیوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

ان کے والدمحترم نے رواۃ کے حالات کے لیے بڑے طویل اسفار کئے اورنہایت محنت ومشقت کے ساتھ ان کے حالات معلوم کئے، حصول علم کے لیے ان کے اَسفاراوراس سفر میں پیش آنے والے واقعات کے متعلق مقدمے میں مصنف لکھتے ہے کہ میرے والدفرماتے ہیں کہ میں اِس علم کے لئے ایک ہزارفرسخ پیدل چلا ہوں، ایک فرسخ تین میل بنتا ہےاورایک ہزارفرسخ موجودہ دور میں تین ہزارمیل بنتے ہیں، تین ہزارمیل کا سفرانہوں نے۲۱۳ ہجری سے لے کر۲۲۱ ہجری تک طے کیا۔فرمایا:ایسا وقت بھی آیا کہ دودودن گزرجاتے اورہمیں کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا:

قد مضى يومان ماطعمت فيه شيئا.

ان واقعات کوتفصیل سے دیکھنا ہوتواس مقدمہ کا مطالعہ کریں جو(۷۲)صفحات پر مشتمل ہے۔یہ کتاب ۹ جلدوں میں **''دائرة المعارف العثماني''** حیدرآباددکن سے شیخ عبدالرحمٰن المعلمی کی تصحیح وتعلیق کے ساتھ ۱۳۷۲ھ بمطابق ۱۹۵۲ء کوطبع ہے۔

---

❶ الجرح والتعديل: ج ٢ ص ٣٨

۱۱......الإرشاد فی معرفة علماء الحدیث

یہ امام ابو یعلی خلیل بن عبداللہ قزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب میں انہوں نے ان رواتِ حدیث کا تذکرہ کیا ہے جو ان کے زمانے تک اس فن کے آئمہ اور محدثین رہے ہیں، مصنف نے ان روات کی ترتیب شہروں کے اعتبار سے رکھی ہے ،یعنی مختلف شہروں میں جو نامور محدث گذرے ہیں ان کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

پہلے مدینہ منورہ کے علماء کا ذکر کیا ہے، اس میں کل (۹۱۴) علماء کے تراجم ہیں، یہ محدثین کی سوانح پر بلدان کے لحاظ سے مفید کتاب ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں دکتور محمد سعید بن عمر ادریس کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ " **مکتبة الرشد**"، ریاض سے ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء کو طبع ہے۔

۱۲......سیر أعلام النبلاء

یہ امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے۔ ان کا شمار نامور آئمہ جرح وتعدیل میں ہوتا ہے اور آپ اس فن کے محقق علماء میں سے ہیں، علم حدیث میں آپ کی جلالتِ شان اہلِ علم کے ہاں مسلّم ہے، نقد حدیث میں آپ کی معرفت سب پر عیاں ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسم با مسمّی بنایا تھا۔اس کتاب کی پہلی جلد سیرت نبویہ پر مشتمل ہے، پھر اس کے بعد خلفائے راشدین اور معروف صحابہ وصحابیات کا تذکرہ ہے، ازواجِ مطہرات کا تذکرہ تفصیلاً ہے، پھر آپ نے قرنِ اولیٰ سے لے کر قرنِ ثامن تک ہر دور میں مشہور اہل علم محدثین، رواتِ حدیث، خلفاء اور قضاۃ کا تذکرہ کیا ہے، اس میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ نام ونسب، لقب اور کنیت ذکر کرتے ہیں، معروف اساتذہ وتلامذہ کے ذکر کے بعد ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال

ذکر کرتے ہیں، مشہور محدثین وفقہاء کی سوانح آپ نے بڑے تفصیل سے ذکر کی ہے، خصوصاً ائمہ اربعہ اور ائمہ صحاح ستہ تراجم میں عموماً سن وفات ذکر کرتے ہیں، اگر ان کی تصنیفات ہوں تو اس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں، راوی کے متعلق اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں، اور اگر ان کی سند سے کوئی روایت موصوف تک پہنچی ہے تو اسے بھی ذکر کرتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ اہل علم چاہے محدثین ہوں یا فقہاء، رواتِ حدیث ہوں یا دیگر اہل علم ہر ایک کا ذکر بڑے جچے تُلے القابات کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کتاب میں ابتداء اسلام سے لے کر ۷۰۰ھ تک کے نامور لوگوں کے حالات پر مشتمل ہے، اس میں صحابہ، تابعین، راویانِ حدیث ومحدثین، فقہاء ومفتیین، قراء ومفسرین کے تذکرہ پر ایسا حسین مجموعہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ امام ذہبی رحمہ اللہ محض ناقل نہیں بلکہ ناقد ہیں، روایات وحکایات پر جابجا انہوں نے نقد کیا ہے، اور ان کا نقد عموماً مزاجِ شریعت کے مطابق ہوتا ہے۔

ایک محقق عالم کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے، کتاب کا وہ نسخہ جو معروف محقق شعیب ارناؤوط کی زیر نگرانی جس پر کام ہوا ہے وہ نہایت مفید ہے، اس کے شروع میں ایک تفصیلی مقدمہ ہے جس میں مصنف کے حالات اور آپ کی تصنیفات کا تفصیلی ذکر ہے، محقق نے کتاب میں جا بجا مصنف کی بات پر نقد بھی کیا ہے، چونکہ ان کو رجال اور حدیث سے گہری مناسبت تھی، اس لئے ان کی گرفت عموماً مضبوط ہوتی ہے۔

اگر امام ذہبی رحمہ اللہ کی "**تاریخ الإسلام**" اور "**سیر أعلام النبلاء**" سے امام ذہبی رحمہ اللہ کی روایات وحکایات پر ناقدانہ آراء کو جمع کر کے تعلیق وتحقیق کے ساتھ الگ سے طبع کیا جائے تو یہ ایک مفید کاوش ہوگی۔ اس قسم کی ایک کوشش فہد بن عبد الرحمٰن نے کی ہے "**الفوائد الذهبية من سير أعلام النبلاء**" کے نام سے، لیکن

انہوں نے مکمل کتاب کا استیعاب نہیں کیا۔

یہ نسخہ ۲۵ جلدوں میں ''مؤسسة الرسالة '' سے طبع ہے۔ جو تراجم امام ذہبی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے یا انہوں نے قصداً چھوڑ دیئے تھے یا وہ اہل علم جو ان کے بعد آئے انہیں علامہ تقی الدین فاسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۲ھ) نے اپنی کتاب ''**تعریف ذوی العلاء بمن لم یذکرہ الذہبی من النبلاء**'' میں ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی سوانح، تصانیف اور ''**تاریخ الإسلام**'' میں ان کے منہج کے لئے دکتور بشار عواد معروف کی ''**الذهبی ومنهجه فی کتابه تاریخ الإسلام**'' کا مطالعہ کریں۔

زیر تعارف کتاب شیخ شعیب الارناؤوط کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ مکتبہ ''**موسسة الرسالة**'' بیروت سے ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۲ء کو طبع ہے۔

۱۳......التکمیل فی الجرح والتعدیل ومعرفة الثقات والضعفاء والمجاهیل

یہ علامہ ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر دمشقی المعروف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصنیف ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنے دور کے ایک بہت بڑے مفسر، محدث اور مؤرخ گزرے ہیں، انہوں نے مختلف مفید عنوانات پر تصنیف کی ہیں، ان میں سے چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱)......**تفسیر القرآن العظیم** المعروف ''تفسیر ابن کثیر'' یہ تفسیر بالروایہ میں سب سے مفید تفسیر ہے، جس میں روایات، احادیث اور آثار کے ایک بہت بڑے ذخیرے کو جمع کیا گیا ہے، اور روایت اور روات پر جا بجا ناقدانہ کلام بھی کیا ہے۔

(۲)......**جامع المسانید والسنن**: اس میں صحابہ کرام کے حروفِ معجم کی ترتیب

پر (۱۳۵۴۷) روایات کو بالسند جمع کیا ہے، کتاب (۳۷) جلدوں میں طبع ہے۔

(۳) ......**البداية والنهاية**: یہ تاریخ پر ایک مستند اور مفصل کتاب ہے۔ مصنف نے اس میں کائنات کی تخلیق سے لے کر آٹھویں ہجری صدی تک کے تاریخی مواد اور تراجم کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

(۴)......**إختصار علوم الحديث**: یہ کتاب فن اصول حدیث پر لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کی شرح "**الباعث الحثيث**" کے نام سے ہے، اردو ترجمہ حافظ زبیر علی زئی نے "اختصار علوم الحدیث" کے نام سے کیا ہے۔

(۵)......**السيرة النبوية**: یہ سیرت نبوی پر مشتمل ہے جو چار جلدوں میں طبع ہے۔

(۶)......**طبقات الشافعين**: یہ شوافع اہل علم کے تراجم وسوانح پر مفید کتاب ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے "**التكميل في الجرح والتعديل**" میں دو کتابوں کے رواۃ کو جمع کیا ہے "**تهـذيـب الـكـمـال**" سے ثقہ راویوں کو، اور "**ميـزان الإعتـدال**" سے ضعیف راویوں کو۔ یہ ایک جامع کتاب ہے اس میں ثقہ، ضعیف اور مجہول ہر قسم کے رواۃ کا ذکر ہے، نیز اس کتاب میں ان رجال کا بھی ذکر ہے جو ان دو اہل علم (امام مزی اور امام ذہبی رحمہما اللہ) سے چھوٹ گئے تھے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے مفید ہے کہ اس میں بیک وقت ثقہ اور ضعیف دونوں رواۃ کو یکجا کیا گیا ہے اس میں کل (۲۹۰۶) تراجم ہیں۔ یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی تھی، کچھ عرصہ قبل یہ کتاب دکتور شادی بن محمد بن سالم آل نعمان کی تحقیق کے ساتھ چار ضخیم جلدوں میں "**مـكـتبـه ابـن عبـاس**" صنعاء یمن سے طبع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب "**جـامـع المسانيد والسنن**" کا مقدمہ ہے، مصنف نے "**جامع المسانيد والسنن**" میں دس کتابوں کی احادیث کو مسانید کی ترتیب پر جمع کیا، یہ کتب درج ذیل ہیں:

(۱) صحیح البخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن أبی داود (۴)سنن النسائی (۵) سنن الترمذی (٦) سنن ابن ماجه (۷) مسند أحمد (۸) مسند البزار (۹) مسند أبی یعلی (۱۰) المعجم الکبیر.

مصنف نے اپنی اس کتاب کا تعارف اِن الفاظ میں کیا ہے:

وأذکر فی کتابی هذا مجموع ما فی هذه العشرة، وربما زدتُ علیها من غیرها، وقل ما یخرج عنها من الأحادیث مما یحتاج إلیه فی الدین وهذه الکتب العشرة تشتمل علی أوفی من مائة ألف حدیث بالمکررة. وفیها الصحیح والحسن، والضعیف والموضوع أیضاً. وتشتمل علی أحادیث کثیرة فی الأحکام، وفی التفسیر، وفی التواریخ، والرقائق، والفضائل،وغیر ذلک من فنون العلم.

مصنف نے اس کتاب کے مقدمہ میں صراحت کی ہے کہ ’’التکمیل‘‘ اس کتاب کا مقدمہ ہے۔ یہ کتاب اب ’’مکتبة ابن عباس‘‘ صنعاء سے۴ جلدوں میں۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۰۱۱ء کو طبع ہے۔

۱۴......بحر الدم فی من تکلم فیه الإمام أحمد بمدح أوذم

یہ علامہ یوسف بن حسن عبد الہادی صالحی المعروف ابن مبرد (متوفی ۹۰۹ھ) کی تالیف ہے۔اس میں موصوف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱) کے رواۃ کے متعلق جرح وتعدیل کے اقوال جمع کیے ہیں، مصنف نے اس فن کی تمام معروف کتابوں کا مطالعہ کر کے ان سے امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال کو الگ کیا اور پھر اسے حسن ترتیب کے ساتھ یکجا کیا۔ یہ کتاب اس اعتبار سے مفید ہے کہ اس میں امام احمد رحمہ اللہ کے تقریباً تمام اقوال یکجا ہو گئے ہیں اور اس میں حروف تہجی کی ترتیب پر کل (۱۳۲۰)

تراجم ہیں۔ یہ کتاب دکتور وصی اللہ بن محمد کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الرایة'' ریاض سے ۱۴۰۹ھ کو طبع ہے۔

۱۵......الجامع فی الجرح والتعدیل

علامہ ابوالمعاطی نوری اوران کے دیگر رفقاء نے اس کتاب میں آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال کو جمع کیا ہے، اس کتاب میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام عجلی، امام ابو حاتم رازی، امام ابو زرعہ رازی، امام ترمذی، امام ابو زرعہ دمشقی، امام نسائی، امام بزار، امام دارقطنی اور دیگر کئی ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال جو متفرق کتابوں میں تھے ان سب کو ترتیب کے ساتھ یکجا کیا ہے۔ایک ایک راوی کے متعلق آئمہ جرح وتعدیل کے جتنے اقوال ہیں سب کو یکجا کیا ہے۔ یہ کتاب آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال کے اعتبار سے ایک انسائیکلو پیڈیا ہے کہ اس میں ہر راوی کے متعلق بیک وقت تمام اہل علم کے آراء سامنے آجاتی ہیں، تو ان کی روشنی میں فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے، اب ہر اہل علم کی آراء کو اگر ان کی کتابوں میں دیکھا جائے تو یہ نہایت تحقیق اور جستجو پر مشتمل مشکل کام ہوگا اوراس کے لئے کافی وقت درکار ہوگا، جبکہ یہاں اس کتاب میں ہر راوی کے متعلق تمام اہل علم کی آراء یکجا سامنے آجاتی ہیں، تو اس میں شرح صدر کے ساتھ راوی کے متعلق حکم بیان کرنا آسان ہوجاتا ہے۔اب تک لکھی گئی تمام کتابوں میں یہ کتاب اِس لحاظ سے نہایت مفید ہے کہ اس میں ائمہ جرح وتعدیل کی آراء یکجا ہوگئیں۔اس میں کل تراجم کی تعداد (۵۴۲۲) ہے۔ یہ کتاب ۹ جلدوں میں ''عالم الکتب'' بیروت سے ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۲ء کو طبع ہے۔

۴......کسی متعین کتاب کے رجال پر لکھی گئی چوبیس کتابیں

اس عنوان کے تحت کسی ایک متعین کتاب کے رجال پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف پیش کیا جائے گا۔جس طرح محدثین کرام اورآئمہ فن اسماء الرجال نے ثقہ،ضعیف اور مجہول راویوں کے حالات پر کتابیں تحریر کی ہیں، اسی طرح حضراتِ محدثین نے کسی ایک خاص کتاب کے رجال کے حالات پر بھی کتابیں لکھی ہیں، مثلاً: کسی نے صرف صحیح بخاری کے راویوں کے تراجم پر، کسی نے صرف صحیح مسلم کے راویوں کے تراجم پر اور کسی نے بخاری و مسلم دونوں کے رواۃ کے حالات پر کتابیں لکھیں، بعض نے سنن ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کے رجال پر کتابیں تصنیف کیں۔ایسی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱......أسامی من روی عنهم محمد بن إسماعيل البخاری من مشائخه الذین ذکرهم فی جامعه الصحيح

یہ امام ابن عدی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے اُن مشائخ کا تذکرہ کیا ہے جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں روایات نقل کی ہیں ،لیکن اس کتاب میں امام بخاری کے تمام اساتذہ کا تذکرہ نہیں ، بلکہ صرف امام بخاری کے اُن اساتذہ کے حالات ذکر کئے ہیں جن سے امام بخاری نے صحیح بخاری میں احادیث نقل کی ہے۔ یہ کتاب استاذ بدر بن محمد العماش کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''دار البخاری'' مدینہ منورہ سے ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۵ء کو طبع ہے۔

۲......رجال البخاری ومسلم

یہ امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی کتاب ہے۔اس میں انھوں نے صرف

صحیحین کے رواۃ کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتاب اب تک غیر مطبوعہ ہے اور اس کا قلمی نسخہ ''کتب خانہ آصفیہ'' میں (۱۲۷) نمبر پر موجود ہے۔ ❶

۳......الجمع بین رجال الصحیحین

یہ امام ابوالنصر احمد بن محمد کلاباذی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۸ھ) کی تصنیف ہے، انہوں نے صحیح بخاری کے رجال پر الگ سے لکھا، پھر انہی رجال کو اور صحیح مسلم کے رجال کو ملاکر ''الجمع بین رجال الصحیحین'' کے نام سے جمع کیا، لیکن یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔

۴......الهداية والإرشاد فی معرفة أهل الثقة والسداد

یہ امام ابونصر احمد محمد حسن المعروف علامہ کلاباذی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۸ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں علامہ کلاباذی رحمہ اللہ نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر صحیح البخاری کے رواۃ کا ذکر کیا ہے۔

اِن کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب ذکر کرنے کے بعد چند معروف اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، اور امام بخاری نے صحیح البخاری میں ان سے کس کتاب کے تحت حدیث نقل کی ہے اُس کی نشاندہی کرتے ہیں اور سن وفات بھی بتلاتے ہیں۔ اس میں کل (۱۵۲۵) تراجم کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب استاد عبداللہ اللیثی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار المعرفه'' بیروت سے ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کو طبع ہے۔

۵......المدخل إلی معرفة الصحیح من السقیم وتبیین ما أشکل من أسماء الرجال فی الصحیحین

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیساپوری المعروف امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی

---

❶ تاریخ التراث العربی: ج ۱ ص ۲۶۴

تصنیف ہے، امام حاکم رحمہ اللہ کی تصانیف میں معروف ”**المستدرک علی الصحیحین، معرفة علوم الحدیث**“ اور ”**تاریخ نیسابور**“ ہے۔
”**المدخل**“ میں انہوں نے صحیح بخاری اور مسلم کے رجال کا تذکرہ کیا ہے، صحیحین میں جس راوی سے دونوں حضرات نے روایتیں نقل کی ہیں ان کا الگ تذکرہ کیا ہے، اور اگر کسی کی روایت صرف بخاری یا صرف مسلم میں ہے تو اس کا الگ تذکرہ کیا ہے، انہوں نے سب سے پہلے صحابہ کا ذکر کیا، پھر صحابیات کا، پھر تابعین، پھر اس کے بعد دیگر رواۃ کا ذکر کیا۔ مصنف نے اس کتاب کو تین اقسام پر مرتب کیا ہے:
پہلی قسم ”**ما اتفق علیه البخاری و مسلم**“ اس کے تحت حروفِ تہجی کی ترتیب پر ان رجال کا تذکرہ کیا ہے جن سے بخاری ومسلم دونوں نے روایت نقل کی ہے۔
دوسری قسم ”**ما انفرد به البخاری**“ اس کے تحت ان رواۃ کا تذکرہ کیا جن سے صرف امام بخاری نے احادیث نقل کی ہیں۔
تیسری قسم ”**ما انفرد به مسلم**“ اس کے تحت ان رواۃ کا تذکرہ کیا ہے جن سے صرف امام مسلم نے احادیث نقل کی ہیں۔

اس میں مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب ذکر کر کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں اور پھر اس کے متعلق اہل علم کی آراء ذکر کرتے ہیں اور امام بخاری امام مسلم یا ان دونوں میں سے صرف کسی ایک نے کہاں اُن سے روایت لائی ہے اُس کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس میں کل تراجم کی تعداد (۲۲۴۰) ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے کہ اس میں بیک وقت بخاری مسلم دونوں کے رجال کا تذکرہ مل جاتا ہے۔
البتہ امام حاکم چونکہ قدرے متساہل ہیں اس لئے رجال کی تعدیل اور توثیق میں دیگر اہل علم کی آراء کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔ یہ کتاب ”**مکتبة العبیکان**“ ریاض سے

استاد ابراہیم بن علی الکلیب کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۲۳ھ کو دو جلدوں میں طبع ہے۔

٦......رجال البخاری ومسلم

یہ امام ہبۃ اللہ بن حسن لالکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) کی تالیف ہے، لیکن یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی، اس کتاب کا نام اور اس کا تذکرہ "**بحوث فی تاریخ السنۃ**" میں موجود ہے، لیکن چونکہ یہ طبع نہیں ہے اس لیے ان کے منہج کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا۔ صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے متعلق رجال پر لکھی گئی کتابوں کے لیے تفصیلاً دیکھئے: [1]

۷......رجال صحیح مسلم

امام احمد بن علی بن اصفہانی المعروف امام ابن منجویہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) نے اس کتاب میں صرف صحیح مسلم کے رجال کا تذکرہ کیا ہے، ان کا اسلوب یہ ہے کہ ہر راوی کے شیوخ وتلامذہ اور ان کے متعلق اہل علم کی آراء اور سن وفات ذکر کرتے ہیں۔ نیز اس راوی سے کن کتب میں حدیث مروی ہے اُسے بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس کتاب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر (۲۲۴۸) رواۃ کا ذکر ہے۔ بعض نسخوں میں تراجم کی تعداد (۱۸۱۰) ہے۔ یہ کتاب استاد عبداللہ اللیثی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کو مکتبہ "**دار المعرفۃ**" بیروت سے طبع ہے۔

۸......التعدیل والتجریح لمن روی عنہ البخاری فی الصحیح

یہ امام ابو الولید سلیمان بن خلف المعروف باجی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۴ھ) کی کتاب ہے۔ یہ بڑے مشہور مالکی عالم گزرے ہیں، فن حدیث اور فن اسماء الرجال پر انہیں دسترس حاصل تھی۔ ان کا اصل تعلق بطیلوس سے ہے اور اندلس کا شہر "باجہ" ان کا مولد ومسکن ہے۔ انہوں نے کئی مفید عنوانات پر کتابیں لکھی ہیں، چنانچہ "السراج

---

[1] بحوث فی تاریخ السنۃ: ص ۱۲۴

فی علم الحجاج،أحکام الفصول فی أحکام الأصول،التسدیدإلی معرفة التوحید،إختلاف الموطات،المنتفی (موطاء مالک کی عمدہ شرح ہے،)شرح المدونة" ان کی علمی یادگار ہیں۔

علامہ باجی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں صحیح البخاری کے رجال کا تذکرہ کیا ہے اوران کے متعلق آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال وآراء ذکر کی ہیں، بخاری کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں یہ کتاب نہایت مفید ہے،اس میں جہاں راوی کے شیوخ اور تلامذہ کا ذکر ہے وہیں ان کے متعلق اہل علم کی آراء بھی ہیں اوران کی زندگی کے چند معروف واقعات کا بھی ذکر ہے، چونکہ مصنف ایک معتدل مزاج محقق عالم ہیں اور رجال پران کی گہری نظر ہے اس لیے آپ کی یہ کتاب جامعیت، حسن ترتیب اور افادیت کے لحاظ سے دیگر پر فائق ہے۔

اس میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر کل (۱۵۹۷) رواۃ کے تراجم ہیں۔ یہ کتاب دکتور ابولبابہ حسین کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۳ جلدوں میں مکتبہ "دار اللواء لنشر والتوزیع" سے ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو طبع ہے۔

۹......تسمية شیوخ أبی داؤدسلیمان بن الشعث السجستانی

یہ علامہ حسین بن محمد بن احمد حیانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۸ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے ان شیوخ کا تذکرہ کیا ہے جن سے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں اور "المراسیل"میں روایت نقل کی ہیں۔امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے شیوخ کے حالات کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ اس میں کل (۳۸۷) تراجم کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب شیخ زیاد محمد منصور کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ مکتبہ العلوم والحکم مدینہ منورہ سے ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۴ء کو طبع ہے۔

۱۰......الجمع بین رجال الصحیحین

یہ علامہ محمد بن طاہر المقدسی المعروف ابن القیسرانی (متوفی ۵۰۷ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب کو مصنف نے امام ابونصر الکلاباذی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۸ھ) کی کتاب ''**رجال صحیح البخاری**'' اورامام احمد بن علی ابن منجویہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) کی ''**رجال صحیح مسلم**'' کو جمع کر کے مزید اضافات کے ساتھ مرتب کیا۔ مصنف نے زیادہ تر مواد ان ہی دو کتابوں سے لیا ہے اور ان دونوں کے رجال کو یکجا ایک کتاب میں جمع کیا ہے۔

یہ کتاب جامعیت کی وجہ سے پہلی دونوں کتابوں سے مستغنی کر دیتی ہے، کیونکہ اس میں بیک وقت صحیحین کے رجال کا تذکرہ مل جاتا ہے۔ان کا اسلوب یہ ہے کہ مثلاً پہلے عنوان ''**من اسمه إسحاق ممن اتفقا علیه**''یعنی اسحاق نام کے راوی جن سے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت نقل کی ہے، پھر راوی کا نام، والد کا نام، کنیت اور لقب کا ذکر کرتے ہیں، ان کے چند شیوخ اور تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، پانچ سے چھ سطروں میں راوی کا تعارف کراتے ہیں، بعض روات کا سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، پھر عنوان ''**أفراد البخاری ممن اسمه إسحاق**''یعنی اسحاق نام کے وہ راوی جن سے صرف بخاری میں روایت ہے اور مسلم میں نہیں ہے، پھر عنوان ''**أفراد مسلم ممن اسمه إسحاق**'' یعنی اسحاق نام کے وہ راوی جن سے صرف صحیح مسلم میں روایت ہے اور بخاری میں نہیں ہے، ان کا یہی اسلوب پوری کتاب میں ہے کہ پہلے متفق علیہ راویوں کا تذکرہ، پھر اس نام کے راوی سے جو روایات بخاری میں مروی ہیں ان کا ذکر اور پھر مسلم میں۔

اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد تقریباً چار ہزار سے زائد ہے۔ یہ کتاب ''**دائرة المعارف**

العثمانیه ''حیدرآباد دکن سے ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۵ء کو طبع ہے۔

۱۱......رجال سنن الترمذی

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالعزیز انصاری دورقی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔اس میں مصنف نے ''سنن ترمذی'' کے رجال کے تراجم ذکر کیے ہیں لیکن یہ کتاب طبع نہیں ہے اور اس کا مخطوطہ ''مکتبہ ظاہریہ'' دمشق میں ہے۔ ❶

۱۲......رجال سنن النسائی

یہ بھی امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالعزیز انصاری دورقی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔اس میں بھی صرف ''سنن نسائی'' کے رواۃ تراجم ذکر کیے گئے ہیں، یہ بھی مخطوطہ کی شکل میں ''مکتبہ ظاہریہ'' دمشق میں موجود ہے۔ ❷

۱۳......المجرد فی أسماء رجال ابن ماجة

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ''**سنن ابن ماجه**'' کے رجال کو طبقات کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور فیصل جوابرہ کی تحقیق کے ساتھ ''**دار الراية**'' ریاض سے طبع ہے۔

۱۴......التذکرۃ بمعرفة روّاة العشرة

یہ امام ابن حمزہ محمد بن علی حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں صحاح ستہ، مسند ابی حنیفہ، موطا مالک، مسند الشافعی اور مسند احمد کے رجال کے احوال ذکر کیے گئے ہیں، تو گویا دس کتابوں کے رواۃ کا تذکرہ اِس کتاب میں ہے۔

یہ کتاب دکتور رفعت فوزی عبدالمطلب کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''**مکتبة الخانجی**''

---

❶ الرسالة المستطرفة: ص ۲۰۸

❷ الرساله المستطرفه: ص ۲۰۸

قاہرہ سے ۱۴۱۷ء بمطابق ۱۹۹۷ء میں طبع ہے۔

۱۵......الإیثار بمعرفة رواة الآثار

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲) کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب "کتاب الآثار" بروایت امام محمد کے رجال کے تراجم لکھے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "الإیثار بمعرفة رواة الآثار" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ بعض ساتھیوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں "کتاب الآثار" بروایت امام محمد کے رجال پر لکھوں، میں نے ان کی یہ درخواست قبول کی اور حروفِ تہجی کے اعتبار سے رجال کے احوال لکھے،جن اکابر کا تذکرہ "تهذیب الکمال فی أسماء الرجال" میں ہے ان کا صرف نام ذکر کیا، کیونکہ "تهذیب" میں ہر راوی کے حالات تفصیلاً موجود تھے،اور جن کے حالات نہیں تھے تو اختصار کے ساتھ ان کے حالات اور ان کی تعدیل وتوثیق سے متعلق اقوال نقل کردیئے اور میں نے اس کا نام "الإیثار بمعرفة رواة الآثار" رکھا۔❶

"الإیثـــار" کا یہ نسخہ اب محقق سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں "دار الکتب العلمیة" سے ۱۴۱۳ھ میں طبع ہوا ہے۔

۱۶......تعجیل المنفعة بزوائد رجال الآئمة الأربعة

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں انہوں نے آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کی کتابوں میں جو رجال ہیں صرف ان کے تراجم لکھے ہیں۔ حافظ نے اس کتاب میں زیادہ تر

❶ الإیثار بمعرفة رواة الآثار: مقدمة، ص ۳۵

استفادہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزہ الحسینی الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی کتاب ''التذکرة بمعرفة رواة العشرة'' سے کیا ہے، اس کتاب میں صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ کے رجال کے حالات ہیں۔ حافظ نے صحاح ستہ کے رجال پر دو کتابیں لکھیں ''تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب'' حافظ نے ''تعجیل المنفعة'' میں ان رواۃ کے حالات نہیں لکھے ہیں جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں آچکا تھا، اس کتاب میں صرف آئمہ اربعہ کی کتب کے ان رجال کا تذکرہ ہے جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں نہیں تھا۔

حافظ کا اس کتاب میں اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب ان کے معروف اساتذہ وتلامذہ کا ذکر، چند ایک اہل علم کی آراء اور سن وفات ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب اس اعتبار سے نہایت مفید ہے کہ ائمہ اربعہ کی کتب حدیث کے رجال پر اس کتاب کے علاوہ کوئی مستقل کتاب تصنیف نہیں کی گئی، الگ الگ تصنیفات تو ملتی ہیں، لیکن یکجا اِن چاروں کتابوں کے رواۃ کسی اور کتاب میں موجود نہیں ہیں، یہ کتاب جامعیت اور حسن ترتیب میں ''التذکرة'' پر فائق ہے۔ ''التذکرة'' سے معلومات نقل کرنے کے بعد مصنف اپنے اضافات کو ''قلت'' کہہ کر نقل کرتے ہیں۔ یہ کتاب حروفِ معجم کی ترتیب پر ہے، پہلے رواۃ کے اسماء کا ذکر ہے، پھر اُن رواۃ کا جو کنیتوں سے مشہور ہیں، پھر وہ رواۃ جو ابن فلاں سے مشہور ہے اور پھر مبہم رواۃ کا، اس کے بعد خواتین کے تراجم ہیں، وہ بھی اسی ترتیب پر ہیں۔ اس کتاب میں کل (۱۷۳۲) تراجم ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ دو کتابیں نہایت مفید ہیں:

(۱) تقریب التہذیب (۲) تعجیل المنفعة

صحاح ستہ کے رجال کے لئے ''تقریب التہذیب'' اور ائمہ اربعہ کی کتب حدیث

کے رجال کے لئے ''تعجیل المنفعة'' یہ دو کتابیں کسی کے پاس ہوں تو گویا اُس کے پاس دس کتب حدیث کے رجال کے مختصر تراجم موجود ہیں۔ یہ دو مختصر کتابیں اس فن کی مطولات سے فی الجملہ مستغنی کر دیتی ہیں۔ ''تعجیل المنفعة'' کا محقق نسخہ وہ ہے جو ڈکتور اکرام اللہ امداد الحق کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں ''دار البشائر الإسلامیة'' سے طبع ہے۔

علامہ ابو جعفر کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) صحاح ستہ اور آئمہ اربعہ کی کتابوں کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ دس وہ کتابیں ہیں جن پر دین اسلام کا مدار ہے:

فهذه هي كتب الأئمة الأربعة وبإضافتها إلى الستة الأولى تكمل الكتب العشرة التي هي أصول الإسلام وعليها مدار الدين. ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ''تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة'' کا ذکر ملا کاتب چلپی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی کیا ہے:

تعجيل المنفعة برواية رجال الأئمة الأربعة يعني: المذاهب. للشيخ شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني المتوفى سنة ٨٥٢ اثنتين وخمسين وثمانمائة. ❷

''کتاب الآثار'' کے رجال پر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی کتاب لکھی ہے، اس کتاب کا ذکر علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے کیا ہے:

للزين قاسم الحنفي رجال كل من الطحاوي والموطأ لمحمد بن الحسن والآثار ومسند أبي حنيفة لابن المقرى. ❸

❶ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، أرباب المذاهب المتبوعة، ص ١٩

❷ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب التاء: تعجيل المنفعة: ج ١ ص ٤١٨

❸ الإعلان بالتوبيخ: كتب رجال الحديث، ص ١١٦

۱۷......مغانی الأخیار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار

یہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصنیف ہے۔مصنف نے اس کتاب میں "شرح معانی الآثار" کے رجال کے تراجم لکھے ہیں، ہر راوی کا نام، والد کا نام، کنیت، اس کے معروف شیوخ وتلامذہ اور ائمہ جرح وتعدیل کی اس کے متعلق آراء نقل کی ہیں، بعض رواۃ کی سن وفات بھی ذکر کی ہے۔اگر ایک نام کے کئی راوی ہیں تو ان کے درمیان فرق واضح کیا ہے، اگر اس راوی کی روایت کتب صحاح ستہ سب میں ہو تو "روی له الجماعة" ذکر کرتے ہیں، اور اگر صرف سنن اربعہ میں ہو تو "روی له الأربعة" ذکر کرتے ہیں، امام طحاوی رحمہ اللہ نے اگر اس سے روایت نقل کی ہو تو "روی له الجماعة" یا "روی له الأربعة" کے بعد "وأبو جعفر الطحاوی" نقل کرتے ہیں۔حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق اس میں (۴۳۱۰) راویانِ حدیث کے حالات ہیں۔موصوف عموماً پانچ سے چھ سطروں میں ہر راوی کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ یہ کتاب محمد حسن اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں "دار الکتب العلمیة" سے ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۵٦ء میں شائع ہوئی ہے۔

۱۸ ...... الإیثار برجال معانی الآثار

علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی یہ کتاب "شرح معانی الآثار" کے رجال کے تراجم پر مشتمل ہے۔[1]

۱۹......أسماء رجال مسند الشافعی

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالخالق برشنسی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے "مسندالشافعی" کے رجال کے احوال لکھے ہیں۔اس کتاب کا ذکر

[1] کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۷۲۸ / هدية العارفين: ج ۱ ص ۸۳۰

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمہ میں کیا ہے، دیکھئے: (الضوء اللامع: ج۴ص۵۴)

۲۰......إسعاف المبطا برجال الموطأ

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب ''موطأ مالک'' کے رجال پر یہ کتاب لکھی ہے۔ ان سے پہلے شارحین موطا شرح حدیث کے ساتھ بقدرِ ضرورت موطا کے رجال کے بھی مختصر حالات ذکر کرتے تھے، مثلاً علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ''التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد'' میں، علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ) نے ''المنتقى شرح الموطأ'' میں، علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۳ھ) نے ''القبس في شرح موطأ مالك بن أنس'' میں، علامہ زرقانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے ''شرح الزرقاني علي موطأ الإمام مالك'' میں، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ''المسوى'' اور ''المصفى'' میں، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۲ھ) نے ''أوجز المسالك إلى موطأ مالك'' میں۔

اب ضرورت اس امر کی تھی کہ موطا کے رجال کو کتب صحاح کی طرح الگ سے لکھا جائے، تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ''إسعاف المبطأ'' لکھی۔ بہرحال الموطأ کے نام سے کتاب اس میں انہوں نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر روات کا تذکرہ کیا ہے، راوی کا نام ونسب، کنیت ذکر کرنے کے بعد چند معروف اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کر کے ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی ایک یا دو آئمہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں اور آخر میں عموماً سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں۔

اس میں حروف تہجی کی ترتیب پر کل (۳۷۶) تراجم اوران کے ضمن میں (۴۲) احادیث کا تذکرہ ہے۔ نیز اس کے شروع میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بڑا مفید مقدمہ لکھا جس میں امام مالک رحمہ اللہ کی سوانح، مسلک، نقل روایت میں اِن کی احتیاط، شارحین موطا اور موطا کے تراجم کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب متعدد بار طبع ہوچکی ہے، اس کا سب سے مفید نسخہ ”مکتبہ الرشد“ ریاض سے دکتور خالد عیسیٰ القریوتی کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۴ء کو طبع ہے۔

۲۱...... کشف الأستار عن رجال معانی الآثار

یہ امام ابوالتراب رشداللہ سندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے اختصار کے ساتھ اس میں تراجم کا ذکر کیا ہے، یہ کتاب ”مکتبة الدار“ مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

۲۲......تراجم الأحبار من رجال شرح معانی الآثار

یہ علامہ محمد ایوب مظاہری سہارنپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۷ھ) کی تصنیف ہے، موصوف نے اس میں قدرے تفصیل کے ساتھ ”شرح معانی الآثار“ کے رجال کے تراجم لکھے ہیں۔ راوی کا نام ونسب، کنیت، مشہور اساتذہ وتلامذہ اور ائمہ جرح وتعدیل کی اس کے متعلق آراء اور کہیں سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، اس راوی سے کتب صحاح یا مسانید میں کسی نے روایت نقل کی ہو تو اس کی بھی تخریج کرتے ہیں۔ رواۃ کی توثیق وتضعیف باحوالہ نقل کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ سے تراجم رواۃ میں جو تسامحات ہوئے ہیں ان کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ متأخر ہونے کی وجہ سے سابقہ تمام کتب سے استفادہ کیا ہے، عموماً انہوں نے تراجم ”تقریب التھذیب“ سے نقل کئے ہیں، اور راوی کے مشائخ وتلامذہ کا ذکر ”تھذیب التھذیب“ سے کیا ہے،

اورآئمہ جرح وتعدیل کے اقوال امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی ''**الجرح والتعدیل**'' امام بخاری رحمہ اللہ کی ''**التاریخ الکبیر**'' اورامام ذہبی رحمہ اللہ کی ''**تذکرة الحفاظ**'' اور ''**الکاشف**'' سے نقل کیئے ہیں۔

''**شرح معانی الآثار**'' کے رجال پر جامعیت وافادیت کے لحاظ سے یہ کتاب سب پر فائق ہے۔اس میں (۴۷۹۹) رواۃ کے تراجم ہیں۔ یہ ''مکتبہ اشاعت العلوم'' سہارنپور سے طبع ہے۔ پاکستانی نسخوں میں تراجم رواۃ اورتخریج حدیث اصل کتاب کے ساتھ بطورِ حاشیہ کے طبع ہے۔ ''مکتبہ رحمانیہ'' لاہوراور'' مکتبہ حقانیہ'' ملتان کے نسخوں میں رجال اورتخریج دونوں حاشیہ میں موجود ہیں۔ موصوف نے امام طحاوی رحمہ اللہ کی پیدائش کے متعلق ایک مختصر مقالہ لکھاہے کہ آپ کی ولادت ۲۲۹ھ میں ہے یا۲۳۹ھ میں، یہ مقالہ ''**التحقیق الأنیق فی مولد الطحاوی**'' کے نام سے ہے جو پاکستانی نسخوں کے شروع میں طبع ہے۔

۲۳ ...... الحاوی لرجال الطحاوی

محدث العصر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۲ھ) کی یہ کتاب اب تک مخطوطہ کی صورت میں تھی، حال ہی میں جامع ام درمان دمشق سے دکتورنورالدین عطر کی سرپرستی میں اس کتاب پرکام مکمل ہو چکاہے،لیکن اب تک طبع نہیں ہوئی۔اس میں مصنف نے ''**شرح معانی الآثار**'' اور''**مشکل الآثار**'' کےرواۃ کےتراجم اختصار کے ساتھ لکھے ہیں، جس طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی'' **تقریب التہذیب**'' ہے۔

۲۴ ......المغنی فی معرفة رجال الصحیحین

یہ معاصر عالم استاذ صفوت عبدالفتاح محمود کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے صحیحین کے رجال کے متعلق نہایت جچا تلا جامع کلام کیاہے، مصنف نے اس میں رواۃ کے

متعلق آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کئے ہیں۔اسی طرح رواۃ کے اسماء، کنیت، نسب ،ضبط اسماء وکلمات نیز رواۃ کی تاریخ وفات اوران کے علاوہ ان کے اہم حالات کوبھی بیان کیا ہے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے مفید ہے کہ اس میں مختصرانداز میں راوی کی تعدیل وتوثیق سے متعلق حکم معلوم ہوجاتا ہے۔

اس میں حروف تہجی کے ترتیب پر کل تراجم کی تعداد(۲۴۹۸) ہے۔یہ کتاب"دارالجیل" بیروت سے اور"دارعمار"عمان سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۷ءکوطبع ہے۔

۵......صحاح ستہ کے رجال پرلکھی گئیں تیرہ کتابیں

اس عنوان کے تحت صحاح ستہ کے رجال پرلکھی گئی کتابوں کا تعارف پیش کیا جائے گا، صحاح ستہ سے مراد صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داوٗد، سنن ترمذی، سنن نسائی اورسنن ابن ماجہ ہے، موطاامام مالک صحاح ستہ میں شامل نہیں ہے جبکہ بعض احباب صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی جگہ موطامالک کوشمارکرتے ہیں لیکن یہ معروف نہیں ہے۔صحاح ستہ میں چونکہ اکثر روایات صحیح اورحسن درجے کی ہیں اس لئے ان کوتغلیباً" صحاح ستہ" کہتے ہیں، اگرچہ ان میں بعض روایات ضعیف جدااورغیرمستندبھی آئی ہیں۔ان کتابوں کے رجال پرلکھی گئی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱......المعجم المشتمل علی ذکر أسماء شیوخ الأئمة النبل

یہ علامہ ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف ابن عساکر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) کی تصنیف ہے۔علامہ ابن عساکررحمہ اللہ وہی ہے جنہوں نے "تاریخ مدینة دمشق" لکھی ہے جواس وقت ۸۰ جلدوں میں طبع ہے۔یہ شام کے مشہور عالم گزرے ہیں، مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم ہے۔انہوں نے"**المعجم**"میں صرف آئمہ صحاح ستہ کے شیوخ کے حالات ذکرکیے ہیں، دیگررواۃ کے حالات اس

کتاب میں نہیں ہیں۔

اس میں حروف تہجی کی ترتیب پر کل تراجم کی تعداد (۱۱۹۹) ہے۔مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ آئمہ صحاح ستہ میں سے ہرایک کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہیں اوراختصاراً کے ساتھ اساتذہ اورتلامذہ کا ذکرکرتے ہیں، چونکہ یہ فن کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے اس لئے اس میں صحاح ستہ کے تمام رواۃ کا تذکرہ نہیں ہے۔

یہ کتاب سیدہ سُکینہ شہابی کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ”**دارالفکر**“ دمشق سے ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء طبع ہوئی ہے۔

۲......الکمال فی أسما الرجال

امام ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ) کی کتاب ہے۔صحاح ستہ کے رجال پرسب سے پہلے تفصیلی کتاب یہ لکھی گئی ہے،اس میں مصنف رحمہ اللہ نے فقط اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ کا تذکرہ نہیں لکھا جیسا کہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے کیا، بلکہ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے صحابہ،تابعین، تبع تابعین سے لے کرصحاح ستہ کے مصنفین تک رواۃ کا ذکرکیاہے۔مصنف رحمہ اللہ نے اپنے طور پر تمام رواۃ کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے،مگراس کے باوجود بہت سے تراجم ان سے رہ گئے۔مصنف نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت کا تذکرہ کیا، پھرصحابہ کرام کا تذکرہ کیا،جس میں سب سے پہلے عشرہ مبشرہ کا ذکرکیاہے، نیز اس میں بھی صحابہ وصحابیات کوالگ الگ رکھا گیا،یعنی پہلے مردصحابہ کا تذکرہ پھرصحابیات کا ذکرکیاہے،اس کے بعدانہوں نے حروفِ معجم کی ترتیب پرتراجم ذکرکیے ہیں،سوائے ان راویوں کے جن کا نام محمد ہوکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت اورشان کی وجہ سے ان کا ذکرسب سے پہلے کیاہے۔

نیز مصنف رحمہ اللہ نے اختصار کی غرض سے بہت سے اقوال واسانید حذف کردیئے اورساتھ ساتھ ایسی عبارات بھی استعمال کی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ راوی کا ذکر صحاح ستہ میں سے کس کس میں ملتا ہے مثلاً: اگر راوی صحاح ستہ کی تمام کتب میں مذکور ہوتو ''روی لہ الجماعۃ'' کی عبارت ذکر کرتے ہیں، اوراگراس سے صرف امام بخاری اورامام مسلم نے روایت نقل کی ہوتواس کے لئے ''متفق علیہ'' یا''اتفاقا علیہ'' کی عبارت ذکر کرتے ہیں۔اوراگرسنن اربعہ میں سے کسی کتاب میں روایت ہوتو اُس کا نام ذکر کرتے ہیں۔

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے اپنی کتاب ''تھذیب الکمال'' کواسی کتاب کی ترتیب پر مرتب کیا، اوراس کو بنیاد بنا کر تنقیح وتہذیب اوراضافات کیئے، اس جامع تہذیب نے اصل کتاب سے مستغنی کردیا ہے۔امام مزی رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وھو کتاب نفیس، کثیر الفائدۃ، لکن لم یصرف مصنفہ رحمہ اللّٰہ عنایتہ إلیہ حق صرفھا، ولااستقصی الأسماء التی اشتملت علیھاھذہ الکتب استقصاء تاما، ولاتتبع جمیع تراجم الأسماء التی ذکرھافی کتابہ تتبعاشافیا، فحصل فی کتابہ بسبب ذلک إغفال وإخلال. ثم إن بعض ولدہ ممن لم یبلغ فی العلم مبلغہ...... فکان مجموع ذلک زیادۃ علی ألف وسبع مئۃ اسم من الرجال والنساء. [1]

ترجمہ: یہ کتاب نہایت عمدہ اورمفید ہے، اس کتاب میں جس قدرمحنت کرنی چاہیے تھی وہ مصنف سے نہ ہوسکی، اور یہ کتاب جن راویوں کے اسماء پر مشتمل ہے اس کا کامل

[1] تھذیب الکمال: مقدمۃ المصنف، ج ۱ ص ۱۴۷، ۱۴۸

احاطہ نہ کر سکے، تمام رواۃ کے تراجم کا کامل طور پر تتبع نہ کر سکے، پس اس وجہ سے اس کتاب میں بہت سی کمی، کوتاہی اور خامیاں رہ گئیں، ان کی اولاد میں سے بھی کوئی اس درجہ کو نہیں پہنچا کہ وہ اس کتاب کی تکمیل کر سکے، مردوں اور عورتوں میں سے جن رواۃ کا تذکرہ ان سے چھوٹ گیا ان کی تعداد سترہ سو سے زائد بنتی ہے۔

چونکہ یہ فن کی پہلی کتاب تھی اس لئے اس میں بہت سی غلطیاں وخامیاں نظر آئیں، اب ضرورت تھی کہ ایک جامع کتاب تصنیف کی جائے، جس میں صحاح ستہ کے تمام رواۃ کا تذکرہ ہو، اور کسی لحاظ سے اُس میں تشنگی باقی نہ ہو، تو اس جامع کام کے لئے اللہ رب العزت کی جانب سے انتخاب امام مزی رحمہ اللہ کا ہوا اور انہوں نے "**تهذيب الكمال فی أسماء الرجال**" لکھی، جس کا تعارف آگے آرہا ہے۔ زیر تعارف کتاب پہلے طبع نہیں تھی، اب یہ کتاب دکتور رشادی بن محمد آل نعمان کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ "**الهيئة العامة للعناية بطباعة نشر القرآن الكريم و السنة النبوية وعلد سها**"" کویت سے ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۰۱۷ء کو طبع ہے۔

۳......تهذيب الكمال فی أسماء الرجال

یہ امام ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی تصنیف ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا فی هذا الشأن أحفظ من الإمام أبی الحجاج المزی.

ترجمہ: میں نے ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ سے بڑھ کر اس فن میں کوئی (رجال) کا احفظ وماہر نہیں دیکھا۔

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هو إمام المحدثين و اللّٰه لوعاش الدارقطنی لاستحيی أن يدرس مكانه.

ترجمہ: امام مزی رحمہ اللہ محدثین کے امام تھے، اللہ کی قسم! اگر امام دارقطنی رحمہ اللہ حیات ہوتے تو وہ ان کی جگہ درس دینے سے حیاء کرتے۔

علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

كتاب عظيم الفوائد، جم الفرائد، لم يصنف في نوعه مثله لأن مؤلفه أبدع فيما وضع، ونهج للناس منهجا لم يشرع. ❶

ترجمہ: یہ کتاب نہایت فوائداور فن کی عمدہ باریکیوں پر مشتمل ہے، اس نوع میں اس طرح کی کتاب نہیں لکھی گئی، اسلئے کہ مصنف نے خود اس اسلوب کو ایجاد کیا ہے اور لوگوں کو ایسا منہج متعارف کرایا جو پہلے مشروع نہیں تھا۔

امام مزی رحمہ اللہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کے سسر ہیں، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور علامہ تقی الدین سبکی اور امام ذہبی رحمہم اللہ کے ہم عصر ہیں۔ امام مزی رحمہ اللہ نے "الكمال في أسماء الرجال" کی تہذیب کی، اور جو چیزیں ان سے چھوٹ گئی تھیں ان کا اضافہ کیا، تقریباً اس کتاب میں اصل کتاب سے تین ثلث اضافہ ہے، یہ بات یاد رہے کہ "تهذيب الكمال" "الكمال" کا بعینہ اختصار نہیں ہے بلکہ صرف ان کے نہج پر لکھی گئی کتاب ہے، اور سترہ سو سے زائد راوی جو امام مقدسی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے ان کا اضافہ ہے اور آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا تفصیلی ذکر ہے، شیوخ اور تلامذہ کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے، کتاب کی جامعیت وافادیت کی وجہ سے بعض اہل علم نے اسے مستقل کتاب شمار کیا اور اسے "الكمال" کا اختصار قرار نہیں دیا۔ امام مزی رحمہ اللہ کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب، کنیت، لقب اور نسبت کا ذکر کرتے ہیں "روى عن فلان" کہہ کر حروف تہجی کی ترتیب پر تفصیلاً ان کے شیوخ

❶ تهذيب الكمال: مقدمة المحقق، ص ۵، ۶

ذکر کرتے ہیں اور ''روی عنہ'' کہہ کر تفصیلاً ان کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، راوی کے شیوخ وتلامذہ کا ذکر جس حسن ترتیب اور جامعیت سے انہوں نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی، عموماً روات کا سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، اور اگر اس میں اختلاف ہوتو دیگر اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس راوی کی روایت جن کتب میں ہے رُموز کی صورت میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مثلاً:

''صحیح البخاری'' کے لئے ''خ'' ''صحیح مسلم'' کے لئے ''م'' ''سنن أبی داود'' کے لئے ''د'' ''سنن الترمذی'' کے لئے ''ت'' ''سنن النسائی'' کے لئے ''س'' ''سنن ابن ماجه'' کے لئے ''ق'' ''تعلیقات البخاری فی صحیحه'' کے لئے ''خت'' ''الأدب المفرد'' کے لئے ''بخ'' ''خلق أفعال العباد'' کے لئے ''عخ'' ''جزء رفع الیدین'' کے لئے ''ی'' ''جزء القراء ة خلف الإمام'' کے لئے ''ز'' ''مقدمة صحیح مسلم'' کے لئے ''مق'' ''کتاب الفرد لأبی داود'' کے لئے ''ف'' ''کتاب المسائل لأبی داود'' کے لئے ''ل'' ''الناسخ والمنسوخ لأبی داود'' کے لئے ''خد'' ''کتاب المراسیل لأبی داود'' کے لئے ''مد'' ''فضائل الأنصار'' کے لئے ''صد'' القدر کے لئے ''قد'' مسند مالک کے لئے ''مد'' شمائل ترمذی کے لئے ''تم'' ''خصائل علی رضی اللّٰہ عنه للنسائی'' کے لئے ''ص'' ''عمل الیوم واللیلة للنسائی'' کے لئے ''سی'' ''مسند علی بن أبی طالب للنسائی'' کے لئے ''عس'' ''مسند مالک بن أنس للنسائی'' کے لئے ''کن'' ''تفسیر ابن ماجہ کے لئے ''فق'' ''الکتب الستة معا'' کے لئے ''ع'' ''سنن اربعه'' کے لئے ''۴'' یہ اربعہ کا مخفف ہے۔

امام مزی رحمہ اللہ کو اس راوی کی کوئی روایت اگر سند عالی کے ساتھ پہنچی ہو یا کسی خاص صفت سے متصف روایت ہو تو اُسے بھی ذکر کرتے ہیں، اور اپنی سند سے اُسے نقل کرتے ہیں۔ اس کتاب کے حجم بڑھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں عموماً اس راوی کی روایت مصنف اپنی سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں، نیز انہوں نے ہر راوی کے شیوخ اور تلامذہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، چاہے وہ معروف ہوں یا غیر معروف۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل کے بعض اقوال سند کے ساتھ نقل کئے ہیں اور رواۃ سے متعلق نقد وجرح بالتفصیل ذکر کی ہے۔ یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر ہے، البتہ انہوں نے الف کے تحت سب سے پہلے ''احمد'' نام کے راویوں کا ذکر کیا اور حرف میم کے تحت ''محمد'' نام کے راویوں کا ذکر کیا۔

مختصر یہ کہ اس کتاب میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱...... ہر راوی کے ترجمہ میں راوی کے مکمل نام ونسب اور کنیت کا ذکر ہے۔

۲......حروفِ معجم کی ترتیب پر جملہ اساتذہ وتلامذہ کا ذکر ہے۔

۳...... ہر راوی کے ترجمہ کے شروع میں ایسے رموز لگائے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی سے مروی روایات کن کن کتابوں میں ہے۔

۴......راوی کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کئے ہیں۔

۵......راوی کے سن وفات ذکر کی ہے، اگر اس میں مختلف اقوال ہیں تو انہیں بھی ذکر کیا ہے۔

۶......عموماً ہر راوی کے ترجمہ کے آخر میں اپنی عالی سند سے ایک آدھ حدیث بھی نقل کی ہے۔

اس کتاب کے آخر میں درج ذیل چار فصلوں کا اضافہ ہے:

فصل فيمن اشتهر فی النسبة إِلَی أبيه،أو جده،أو أمه،أو عمه،أو نحو ذلک، مثل:ابن أبجر، وابن الأجلح، وابن أشوع، وابن جُرَيْج، وابن علية، وغيرهم.

وفصل فيمن اشتهر بالنسبة إلى قبيلة، أوبلدة، أو صناعة،أو نحو ذلک مثل:الأَنْبارِیّ، والأَنْصارِیّ،والأَوزاعِیّ،والزُّهْرِیّ،والشافعی، والعدنی، والمقابری والصيرفی، والفلاس، وغيرهم.

وفصل فيمن اشتهر بلقب أو نحوه، مثل:الأعرج، والأعمش، وبندار، وغندر،وغيرهم.ونذكر فيهم وفيمن قبلهم نحوماذكرنافی الكنی.

وفصل فی المبهمات،مثل:فلان عَن أبيه،أوعن جده،أوعن أُمِّه،أوعن عمه،أوعن خاله،أوعن رجل،أوعن امرأة،ونحو ذلک.ونبه علی اسم من عرفنااسمه منهم.

امام مزی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ درج ذیل چار کتابوں سے کیا ہے:

۱......"الجرح والتعديل" امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ)

۲......"الكامل فی ضعفاء الرجال" امام ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)

۳......"تاريخ بغداد" خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)

۴......"تاريخ مدينة دمشق" امام ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)

"تهذيب الكمال" اس موضوع پر سب سے جامع کتاب ہے، بعد میں جن حضرات نے بھی صحاح ستہ کے رجال پر تصنیفات کی ہیں ان سب کے لئے ماخذ یہی کتاب ہے۔ امام مزی رحمہ اللہ کی تصنیفات میں ان دو کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی ہے "تهذيب الكمال، تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف"

مصنف نے جلد نمبر ۲۹ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے تفصیلی حالات لکھے ہیں، اور آپ کے حالات میں کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔ مصنف نے اس کتاب کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے کیا اور اس کی وجہ خود بیان کرتے ہیں:

لکن أحببنا أن لا نخلی الکتاب من ذلک، طلبا لبرکته وتشرفا بذکره صلی اللّٰہ علیه وسلم.

اس کی پہلی جلد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، غزوات، معجزات، ازواجِ مطہرات، آپ کے اوصاف واخلاق کے تفصیلی تذکرے پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا وہ نسخہ مطالعہ کرنا چاہیے جو محقق العصر دکتور بشار عواد معروف کی تعلیق وتحقیق سے ''**مؤسسة الرسالة**'' سے ۳۵ جلدوں میں طبع ہے۔

۴...... تذهيب تهذيب الكمال فی أسماء الرجال

یہ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام مزی رحمہ اللہ کی ''**تهذيب الكمال**'' کی تنقیح وتہذیب کی اور اسی ترتیب پر کتاب کو مرتب کیا، البتہ راوی کے شیوخ وتلامذہ میں معروف حضرات کا ذکر کیا، بعض ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کیے، جہاں تشنگی محسوس ہوئی وہاں دیگر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا اضافہ کیا۔ ضبطِ اسماء کا اہتمام کیا، تاریخ وفات ذکر کی، اور اگر کسی راوی کے سن وفات میں متعدد اقوال تھے تو راجح قول کی نشان دہی کی، تراجم رواۃ میں بعض مواقع پر اپنی رائے بھی ذکر کی۔ اس کتاب میں وہی اسلوب ورموز اختیار کیے گئے ہیں جو اصل کتاب میں ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''**تهذيب التهذيب**''، میں اس سے استفادہ کیا ہے:

هذا مختصر نافع فی رجال الکتب الستة: الصحیحین، والسنن

الاربعة،مقتضب من تهذيب الكمال لشيخنا الحافظ أبي الحجاج المزي،اقتصرت فيه على ذكر من له رواية في الكتب، دون باقي تلك التواليف التي في التهذيب ودون من ذكر للتمييز،أو كرر للتنبيه. والرموز فوق اسم الرجل:"خ" للبخاري، و"م" لمسلم و"د" لأبي داود، و"ت" للترمذي، و"س" للنسائي، و"ق" لابن ماجة، فإن اتفقوا فالرمز "ع" وإن اتفق أرباب السنن الأربعة، فالرمز "۴".❶

یعنی امام ذہبی رحمہ اللہ نے "تذهيب التهذيب" میں جو اضافے کئے تھے میں نے انہیں اپنی اس مختصر کتاب میں شامل کیا ہے تاکہ فائدہ مکمل ہو۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی یہ کتاب اب تک مخطوطہ کی صورت میں تھی، میں نے اس کے قلمی نسخے کا عکس مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی لائبریری میں دیکھا ہے۔ علامہ عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ نے "مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث" میں امام صاحب کا ترجمہ اس نسخہ سے نقل کیا ہے۔

یہ کتاب پہلے طبع نہیں تھی، اب یہ کتاب "الفاروق الحديثية للطباعة والنشر" سے طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کا اختصار علامہ خزرجی رحمہ اللہ نے "خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال" کے نام سے کیا ہے، جس کا تعارف ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

۵...... الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے، مصنف کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

❶تهذيب التهذيب: مقدمة المصنف، ص ۳

هذامختصر نافع في رجال الكتب الستة: الصحيحين، والسنن الأربعة مقتصب من تهذيب الكمال لشيخنا الحافظ أبي الحجاج المزي، اقتصرت فيه على ذكر من له رواية في الكتب، دون باقي تلك التواليف التي في التهذيب ودون من ذكر للتمييز أو كرر للتنبيه، والرموز فوق اسم الرجل "خ" للبخاري و"م" للمسلم و"د" لأبي داود و"ت" للترمذي و"س" للنسائي و"ق" لابن ماجة، فإن اتفقوا فالرمز "ع" وإن اتفق أرباب السنن الأربعة فالرمز "۴". ❶

ترجمہ: یہ مختصر کتاب کتب ستہ کے رجال پر مفید کتاب ہے، یہ کتاب امام مزی رحمہ اللہ کی "تهذيب الكمال" سے ماخوذ ہے، اس میں صرف صحاح ستہ کے رواۃ کو ذکر کیا گیا ہے، دیگر کتب کے رجال کا اس میں ذکر نہیں ہے۔ اور نہ ہی اُن رواۃ کا ذکر ہے جسے امام مزی رحمہ اللہ نے بطورِ تمییز کے ذکر کیا تھا ("تهذيب الكمال" میں ایسے رواۃ کا بھی ذکر تھا جو کتب ستہ یا ان کے مؤلفین کی دیگر کتابوں میں نہیں ہیں لیکن وہ کتب ستہ کے رواۃ کے ہم نام تھے، تو امام مزی رحمہ اللہ نے اُن کا ذکر بھی کیا تا کہ تمیز ہو جائے، اور ایسے رواۃ کے ناموں پر لفظ "تمييز" لکھ دیا) اور اس کتاب میں نہ ہی اُن رواۃ کا ذکر ہے جسے تنبیہ کے لئے مکرر لایا ہو (اس میں رواۃ کے تراجم کے شروع میں بعض رموز لکھے ہیں جن سے اشارہ ہوتا ہے کہ یہ کس کتاب کا راوی ہے، تو) بخاری کے لئے "خ"، مسلم کے لئے "م" ابو داود کے لئے "د" ترمذی کے لئے "ت" نسائی کے لئے "س" ابن ماجہ کے لئے "ق" اور اگر کسی راوی کی روایت سب کتابوں میں ہو تو اس کے لئے "ع" اور اگر اس کی روایت سنن اربعہ میں ہو تو اس

❶ مقدمة المصنف: ص ۳

کے لئے رمز ''م'' ہے۔

آپ کی یہ کتاب ''تذھیب تھذیب الکمال'' کی بنسبت نہایت مختصر ہے، اس میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب، کنیت اور چند ایک اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، ایک سے دو کلموں میں راوی پر نقد وجرح ذکر کرتے ہیں، اور سن وفات بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً:

حسان بن عبد اللّٰہ الواسطی بمصر عن اللیث ومفضل بن فضالة وعنه البخاری والفسوی ثقة توفی ۲۲۲ خ س ق.

ان کا ترجمہ عموماً ایک سے ڈیڑھ سطر میں ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب ''تذھیب التھذیب'' کا اختصار نہیں ہے جیسا کہ علامہ صفدی، علامہ سبکی، علامہ ابن تغری بردی اور علامہ ابن العماد رحمہم اللہ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ❶

بلکہ یہ ''تھذیب الکمال'' کا اختصار ہے۔ اس میں کل تراجم کی تعداد (۷۱۷۹) ہے۔ اس کتاب کا محقق نسخہ وہ ہے جو عالم عرب کے مشہور محقق شیخ محمد عوامہ اور شیخ احمد محمد نمر الخطیب کی تحقیق کے ساتھ ''مؤسسة علوم القرآن'' بیروت سے ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۳ء میں طبع ہوا ہے۔

امام ابو زرعہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶ھ) نے ''الکاشف'' پر ایک ذیل لکھا ہے، اور اس میں کتب ستہ کے علاوہ دیگر وہ رواۃ جنہیں امام ذہبی رحمہ اللہ نے حذف کر دیا تھا انہیں ذکر کیا، اور ''مسند أحمد'' اور ''زیادات عبد اللّٰہ'' کا اضافہ کیا ہے۔

۶......المجرد من تھذیب الکمال

یہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تالیف ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کی یہ کتاب

❶ الوافی: ج۲ ص ۱۶۴ / الطبقات: ج۹ ص ۱۰۴ / المنھل الصافی: ص ۷۰ / شذرات الذھب: ج۶ ص ۱۵۵

”تھذیب الکمال“ کی تلخیص ہے،اس میں صرف صحاح ستہ کے رواۃ کا ذکر ہے، لیکن اِن رواۃ کو مصنف نے طبقات کی ترتیب پر ذکر کیا ہے،اس میں کل دس طبقات ہیں، پہلے رواۃ کو طبقات پر تقسیم کیا ہے، پھر ہر ہر طبقہ کے رواۃ کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا ہے،اس کتاب کا مخطوطہ کہاں کہاں موجود ہے،اس کے متعلق مشہور محقق بشارعواد معروف کی تحقیق درج ذیل ہے:

من الکتاب نسخة بخزانة کتب الفاتیکان (رقم ۱۰۳۲)،وکانت منه نسخة ببرلین تحمل (رقم ۹۹۳۸).وعثرت علی نسخة منه فی مکتبة الشهید علی باشا باستانبول(رقم ۵۲۳)فی مئة ورقة وورقتین ینقص من أولها بعض الاوراق،وأول ما فیها:أبومعقل الأَنْصارِیّ الأسدی، وآخرهاآخرطبقة البخاری وباقی شیوخ الأئمة.وقد کتبت هذه النسخة سنة ۷۱۷، وفی حواشیهاتعلیقات واستدراکات کثیرة، وقوبلت علی نسخة الذهبی فی التاریخ المذکور.وصورمعهد المخطوطات بجامعة الدول العربیة هذه النسخة وضمها إلی خزانته (برقم ۵۷۶) تاریخ لکنهم لم یعرفوااسم الکتاب، فذکرواأنه فی ”أسماء رجال تهذیب الکمال للمزی“ولاعرفوامؤلفه لذهاب الورقات الاولی منه فاقتضی لذلک التنبیه(انظر فهرس المخطوطات المصورةلفؤاد سید: ج ۲ ق، ص: ۱۰)

۷......المقتضب من تهذیب الکمال

امام ذہبی رحمہ اللہ(متوفی ۷۴۸ھ) کی یہ کتاب ”تھذیب الکمال“ سے ماخوذ

❶تهذیب الکمال:مقدمة المحقق، ج ۱ ص ۵۶

ہے، اس میں مصنفین صحاح ستہ کے کتب ستہ کے علاوہ دیگر کتب میں موجود رواۃ کا ذکر کیا ہے، یہ وہ رواۃ ہیں جن کا ذکر نہ "**تذهيب التهذيب**" میں ہے اور نہ "**الكاشف**"، میں اور نہ "**المجرد**" میں ہے:

فالذى يفهم من نص السخاوى أن الذهبى اختصر كتاباآخر من تهذيب الكمال خاصابأسماء رجال مؤلفات أصحاب الكتب الستة الاخرى، لذلك فهو لا علاقة له بكتابى "الكاشف" و"المجرد" اللذين مر ذكرهما. ❶

٨......إكمال تهذيب الكمال فى أسماء الرجال

یہ علامہ علاء الدین بن قلیج بن عبداللہ المعروف حافظ المغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔علامہ علاء الدین رحمہ اللہ حدیث اور رجال پر واقفیت رکھنے والے ایک مایہ ناز محدث ہیں، آپ کی تصنیفات میں مشہور "**إكمال تهذيب الكمال، شرح سنن ابن ماجه، إصلاح مقدمة ابن صلاح، الإشارة إلى سيرة المصطفى وتاريخ من بعده من الخلفاء**" ہیں۔علامہ مغلطائی رحمہ اللہ نے "**تهذيب الكمال**" کی تنقیح وتہذیب اور اضافات کرکے اس کی تکمیل کی ہے۔ مصنف نے اس میں ان رواۃ کا اضافہ کیا جو امام مزی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے اور جہاں کئی تسامحات ہوئے ان کی نشاندہی کی ہے، جن رواۃ کے حالات مختصر تھے انہیں تفصیلاً ذکر کیا، بعض رواۃ کے حالات میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کم تھے انہیں تفصیلاً لایا، کہیں اگر سنِ وفات کا ذکر نہیں تھا تو اسے ذکر کیا، اس لئے اس کتاب کو "**ذيل تهذيب الكمال**، استدراک" اور "**تكملة**" بھی کہا جاتا ہے۔علامہ

---

❶ تهذيب الكمال: مقدمة المحقق، ج ١ ص ٥٦

مغلطائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا آغاز احمد نام کے راویوں سے کیا، انہوں نے امام احمد کے حالات صفحہ نمبر (۱۱۴) سے (۱۳۸) تک بڑے بسط سے ذکر کئے ہیں۔
مصنف راوی کے ترجمہ سے پہلے رُموز لکھتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایت کن کن کتابوں میں ہے، پھر راوی کا نام ونسب، کنیت اور چند ایک اہل علم کی آراء اور سن وفات ذکر کرتے ہیں، یہ کتاب اور اصل کتاب دونوں کو ملا کر ۴۷ جلدیں بنتی ہیں یعنی ''تھذیب الکمال'' ۳۵ جلدوں میں اور تکملہ (۱۲) جلدوں میں، ہر راوی کے متعلق تفصیلی حالات کے لئے اس کتاب اور تکملہ کو مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔
یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر (۵۲۲۸) تراجم پر مشتمل ہے۔
بہت سے حضرات کو کتاب کے نام کی وجہ سے وہم ہوا اور انہوں نے یہ سمجھا کہ امام مزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کو مکمل نہیں کیا تھا اور علامہ مغلطائی رحمہ اللہ نے اس کو مکمل کیا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بطورِ خلاصہ کہ علامہ مغلطائی رحمہ اللہ کی یہ کتاب درج ذیل تنقیح وتہذیب اور اضافات پر مشتمل ہے:

۱...... ابتداء سے سیرت نبویہ کو حذف کر دیا، جسے امام مزی رحمہ اللہ نے علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی ''الإستیعاب'' سے نقل کیا تھا۔

۲...... امام مزی رحمہ اللہ نے جن روایات کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا تھا ان کو حذف کر دیا۔

۳...... راوی کے ان واقعات وحکایات کو حذف کر دیا جس کا تعلق تعدیل وتجریح سے نہیں تھا۔

۴...... امام مزی رحمہ اللہ نے جو راوی کے شیوخ وتلامذہ کے ذکر کرنے میں استیعاب کی کوشش کی تھی جو بظاہر ممکن نہیں تھی اور اس کے ذکر کا خاص فائدہ نہیں تھا اس لئے

انہیں حذف کر کے صرف اُن شیوخ وتلامذہ کا ذکر کیا جو معروف تھے۔

۵......ضبطِ اسماء وانساب کا اہتمام کیا۔

۶......آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال اصل مراجع سے نقل کیے۔

۷......رواۃ کے جرح وتعدیل سے متعلق آئمہ فن کے اقوال کا اضافہ کیا۔

۸...... بہت سے وہ رواۃ جن کے تراجم امام مزی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے ان کا اضافہ کیا۔

۹......سن وفات کا اہتمام کیا اور حتی الامکان راجح قول ذکر کیا۔

۱۰......امام مزی رحمہ اللہ کے تسامحات کی نشان دہی کی، اور انہیں الگ سے ''أوھام التھذیب'' کے نام سے جمع بھی کیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تھذیب التھذیب'' میں اس کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے:

وقد انتفعت فی ھذا الکتاب المختصر بالکتاب الذی جمعه الإمام العلامة علاء الدین مغلطای علی ''تھذیب الکمال''. ❶

''تھذیب التھذیب'' میں جو اضافات ہیں وہ اکثر اسی سے ماخوذ ہیں، اگرچہ حافظ اُن معلومات کو علامہ مغلطائی کی طرف منسوب کر کے نقل نہیں کرتے۔ یہ کتاب ۱۲ جلدوں میں استاد ابوعبدالرحمٰن عادل اور استاد ابومحمد اسامہ کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو ''الفاروق الحدیثیة'' قاہرہ سے طبع ہے۔

۹......التذکرة بمعرفة رُوّاة العشرة

یہ امام محمد بن علی بن حمزہ حسینی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں درج ذیل دس کتابوں کے رواۃ کے تراجم ذکر کیے ہیں:

❶ تھذیب التھذیب: مقدمة المصنف، ج ۱ ص ۸

۱ ...... صحیح البخاری ۲ ...... صحیح مسلم ۳......سنن النسائی

۴......سنن الترمذی ۵...... سنن النسائی ٦ ...... سنن ابن ماجه ۷...... موطأمالک

۸......مسند أحمد ۹...... مسند الشافعی ۱۰ ...... مسند أبی حنیفة.

اس میں صحاح ستہ کے تراجم "**تهذيب الكمال**" سے ماخوذ ہیں، انہوں نے مصنفین صحاح ستہ کی دیگر کتب کے رواۃ ذکر نہیں کیئے۔ اسی طرح وہ رواۃ جن کا ذکر بطورِ تمییز کے تھا اُسے بھی ذکر نہیں کیا۔ شیوخ وتلامذہ میں سے چند ایک کے اسماء ذکر کیئے۔ صحاح ستہ کے وہی رموز اختیار کیئے ہیں جو "**تهذيب الكمال**" میں ہیں۔

بقیہ چار کتب کے رموز یہ ہیں:

"**موطا مالک**" کے لئے "**ک**"۔"**مسند أحمد**" کے لئے "**أ**"۔"**مسند أبی حنیفة**" جسے امام ابن خسرو نے جمع کیا ہے اُس کے لئے "**فه**"۔"**مسند الشافعی**" کے لئے "**فع**"۔امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبداللہ نے جن روایات کا اضافہ کیا ہے اس کے لئے "**عب**" کا رمز استعمال کیا ہے۔

مصنف نے صحاح ستہ کے ساتھ ائمہ متبوعین کی ان چار کتابوں کے رواۃ کو اس لئے شامل کیا کہ ان فقہاء کرام کے اکثر مستدلات وہ روایات ہیں جو ان کتابوں میں سند کے ساتھ موجود ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ فقہاء کرام کی کتب حدیث کے رواۃ کے تراجم بھی اختصار کے ساتھ یکجا کردیئے جائیں، یہ وہ دس کتابیں ہیں جن پر دین اسلام کا مدار رہے:

فهذه هي كتب الأئمة الأربعة وبإضافتها إلى الستة الأولى تكمل الكتب العشرة التي هي أصول الإسلام وعليها مدار الدين. ❶

❶ الرسالة المستطرفة: ص ۱۹

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کتاب کو بنیاد بنا کر فقہاء اربعہ کے رواۃ کو تنقیح وتہذیب اور اضافات کے ساتھ " **تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الاربعة** " کے نام سے جمع کیا۔ زیر تعارف کتاب دکتور رفعت فوزی عبدالمطلب کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ "**مکتبه الخانجی**" قاہرہ سے ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۷ء کو طبع ہے۔

۱۰......نهاية السُّول فی رواة الأصول

یہ امام ابوالوفاء برہان الدین حلبی المعروف سبط ابن العجمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱ھ) کی کتاب ہے۔ امام ابوالوفاء برہان الدین رحمہ اللہ نے اس کتاب میں اختصار کے ساتھ صحاح ستہ کے رواۃ کے ساتھ "تعلیقات بخاری، مقدمہ مسلم" اور "**عمل الیوم والليلة للنسائی**" کے رواۃ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور عبدالقیوم بن عبدرب النبی کی تحقیق کے ساتھ "**إحياء التراث الإسلامی**" جامعہ ام القری مکہ مکرمہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۰ء میں سے طبع ہے۔

۱۱...... تهذيب التهذيب

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی کتاب ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے رجال پر دو اہم کتابیں تصنیف کیں، ایک تفصیلاً اور ایک اختصار کے ساتھ، آپ کی تفصیلی کتاب "**تهذيب التهذيب**" اور مختصر "**تقريب التهذيب**" ہے۔ حافظ نے "**تهذيب الكمال**" کی تلخیص وتہذیب کی اور اس فن پر لکھی گئی گذشتہ تمام اہم کتب سے استفادہ کر کے ایک جامع کتاب مرتب کی۔ اس کتاب کا ماخذ "**تهذيب الكمال، تذهيب التذهيب**" اور "**إكمال تهذيب الكمال**" ہے۔ حافظ نے آئمہ جرح وتعدیل میں سے مشہور اہل علم کی آراء ذکر کیں، آئمہ رجال کے اقوال کی اسناد کو حذف کیا، اور ان احادیث کو بھی حذف کیا جو امام مزی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ذکر کی

تھیں۔ راوی کے سن وفات کے متعلق راجح قول ذکر کیا، دیگر مجروح اقوال کو حذف کر دیا، آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال اور دیگر معلومات میں زیادہ تر استفادہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''**تـذهيب التذهيب**'' اور علامہ مغلطائی رحمہ اللہ کی ''**إكمال تهذيب الكمال**'' سے کیا ہے۔ حافظ عموماً ہر ترجمہ میں ''**قلت**'' کے بعد اپنی رائے ذکر کرتے ہیں، اس میں انہوں نے زیادہ تر استفادہ علامہ مغلطائی رحمہ اللہ کی ''**الإكمال**'' سے کیا ہے، بعض مواقع پر بعینہ الفاظ بھی انہی کے ہیں، اگر چہ اُن کی طرف منسوب نہیں کئے۔ اس کتاب میں ان تراجم کا بھی ذکر ہے جو امام مزی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے، اور ان کے تسامحات کی بھی نشاندہی کی ہے۔ یہ کتاب حروفِ معجم کی ترتیب پر ہے، ان کا اسلوب یہ ہے کہ یہ راوی کا نام ونسب اور کنیت ذکر کرتے ہیں ''**روى عن**'' کہہ کر ان کے معروف اساتذہ اور ''**روى عنه**'' کہہ کر ان کے معروف تلامذہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال اور سن وفات ذکر کرتے ہیں۔ حافظ نے تراجم متوسط انداز میں لکھے ہیں، نہ بہت تفصیل ہے جیسا کہ ''**تهذيب الكمال**'' میں ہے اور نہ بہت اختصار ہے جیسا ''**الكاشف**'' میں ہے، مصنف نے اپنی کتاب کا تعارف مقدمہ میں ان الفاظ میں کیا ہے:

فَهَـذَامُخْتَصر فِي أَسَمَاء الرِّجَال اختصرته من تذهيب تَهْذِيب الْكَمَال وضبطت مَايحْتَاج إِلَى ضَبطه فِي غَالب الْأَحْوَال وزدت فِيهِ زيادات مفيدة ووفيات عديدة من الكتب الْمُعْتَمدَة والنقول المسندة. ❶

اس میں ہر راوی کا ترجمہ تقریباً آدھے سے ایک صفحہ پر مشتمل ہوتا ہے، البتہ حافظ نے حنفی روات اور اہل علم کے تراجم بہت مختصر لکھے ہیں، اس لئے حضرت شاہ صاحب کو

---

❶ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: ج ۱ ص ۲

ان سے یہ شکوہ تھا کہ انہوں نے جس طرح دیگر روات کے حالات لکھے ہیں اسی طرح آئمہ احناف اور حنفی روات کے نہیں لکھے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس کتاب میں تنقیح وتہذیب اور اضافات درج ذیل نوعیت کے ہوئے ہیں:

۱......صاحب ترجمہ کے معروف شیوخ وتلامذہ کا ذکر کیا ہے۔

۲......ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی اسناد حذف کیں۔

۳......امام مزی رحمہ اللہ نے جو روایات نقل کی تھیں انہیں مکمل حذف کر دیا۔

۴......سن وفات کے متعلق متعدد اقوال حذف کر دیئے اور راجح قول ذکر کیا، اور اگر کہیں متعدد اقوال ذکر کئے تو کسی مصلحت کی وجہ سے۔

۵......راوی کی جرح وتعدیل سے متعلق مزید اقوال امام ذہبی رحمہ اللہ کی **''تذهيب التهذيب''** اور علامہ مغلطائی رحمہ اللہ کی **''إكمال تهذيب الكمال''** سے نقل کئے۔

۶......کتاب میں وہی رموز اختیار کئے ہیں جو **''تهذيب الكمال''** میں ہیں۔

۷......امام مزی رحمہ اللہ نے کتاب کے شروع میں تین فصلیں ذکر کی تھیں:

(۱) شروط الأئمة الستة (۲) الحث عن الرواية من الثقات (۳) السيرة النبوية.

حافظ نے ان تینوں کو حذف کر دیا، اس لئے کہ ان کا تعلق فن اصول حدیث اور سیرت سے ہے۔

۸......ان اخبار وحکایات کو حذف کر دیا جن کا تعلق جرح وتعدیل سے نہیں تھا۔

۹......جو راوی امام مزی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے اُن کا اضافہ کیا۔

۱۰......ایسے راویوں کا اضافہ کیا جو ان رواۃ کے ہم نام تھے اور اُن کے نام کے اوپر لفظ ''تمییز'' لکھ دیا تا کہ دونوں قسم کے رواۃ میں فرق ہو جائے۔

یہ کتاب اہل علم کے ہاں بہت معتمد اور مقبول ہے، اگر کسی کے پاس یہ کتاب ہو تو اُسے فی الجملہ کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کتاب کا محقق نسخہ وہ ہے جو دکتور ابراہیم زیبق اور عادل مرشد کی تحقیق کے ساتھ ''مؤسسة الرسالة'' سے طبع ہے۔ اس میں کل تراجم کی تعداد (۱۲۲۹۴) ہے۔ نیز یہ کتاب سب سے پہلے ''دائرة المعارف العثمانية'' حیدرآباد دکن سے ۱۳۲۵ھ کو ۱۲ جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔

۱۲......تقریب التهذیب

یہ بھی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی کتاب ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی یہ کتاب ''تهذيب التهذيب'' کی تلخیص ہے، حجم کے اعتبار سے یہ ''تهذيب التهذيب'' کا سدس حصہ ہے، اس میں انہوں نے صحاح ستہ کے رواۃ کا ذکر کیا ہے۔ ان کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب، کنیت، لقب، نسبت، حکم، سن وفات اور کس طبقہ کا راوی ہے اس کی نشاندہی کی ہے، عموماً یہ ترجمہ دو سے تین سطروں میں لکھتے ہیں، رموز کی صورت میں اشارہ کرتے ہیں کہ اس راوی سے مروی روایت صحاح ستہ میں فلاں فلاں کتاب میں ہے، اس میں وہی رموز اختیار کئے ہیں جو '' تهذيب التهذيب'' میں ہیں۔

اس کتاب میں مصنف کا منہج یہ ہے کہ انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب پر الف سے یاء تک رواۃ کے اسماء کو بیان کیا، لیکن الف میں سب سے پہلے ''احمد'' اور میم میں سب سے پہلے ''محمد'' نامی رواۃ کا ذکر کیا باقی ترتیب حروف تہجی پر ہے۔ انہوں نے راوی کے تراجم میں راوی کا نام، والد اور دادا کا نام، کنیت، لقب، ضبطِ اسماء اور ایک یا دو کلموں

میں راوی کا مرتبہ ذکر کیا ہے، اس کے بعد راوی کا زمانہ، تاریخ وفات بمع طبقہ بیان کیا اور پھر اس راوی سے کس نے روایت کی اس کے لیے اشارہ مقرر کیا، مثلاً آپ راوی کے بارے میں یوں لکھتے ہیں: "**زیاد بن یحیی بن حسان، أبو الخطاب الحسانی الیکری، بضم النون البصری ،ثقة من العشره، مات سنةأربع و خمسین ع**" کتاب کے آخر میں مصنف رحمہ اللہ نے حروف معجم کی ترتیب پر ان راویوں کا ذکر کیا جو کنیت سے مشہور ہوئے، اگر کسی راوی کی نسبت والد، والدہ یا دادا یا چچا کی طرف کی گئی ہو تو اسے بھی ذکر کیا، مثلاً ابن اسحاق، ابن ابی وفا، ابن اخی الذہری، ابن ام مکتوم وغیرہ۔ القابات کا ذکر کیا، جیسے "**الأعمش، الأعرج، الأحدب الکوسج** " پھر اس کے بعد کنیت والے القاب بیان کیے مثلاً "**أبو تراب، أبو الرجال اأبو الأحوص**" ۔مصنف نے نسب والے القابات بھی ذکر کئے جیسے "**المقبری، الزہری، الدورقی**" کتاب کے آخر میں عورتوں کا تذکرہ کیا اوران کے اسماء کو رجال کے اسماء کی ترتیب کے مطابق بیان کیا۔

اس کتاب کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر راوی کی شخصیت اور اس کے بارے میں وارد شدہ اقوال کا دقت نظر سے مطالعہ کر کے ایک جامع فیصلہ تیار کیا گیا ہے، جس میں جرح وتعدیل کے جو بارہ مرتبے ہیں، ان کو سامنے رکھ کر راوی کے لئے جو مناسب کلمہ ومرتبہ ہوتا تھا، اس پر حکم لگا دیا گیا ہے۔ وہ (۱۲) مراتب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) سب سے پہلا مرتبہ صحابہ کرام کا ہے۔ تو ان کے بارے میں اتنا بیان کر دیتے ہیں کہ یہ صحابی ہے اور صحابی ہونا بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

(۲) دوسرا درجہ وہ ہے جس میں اسم تفضیل مکرر الفاظ وغیرہ کے ذریعہ راوی کی خوب مدح کی گئی ہو، جیسے "**أوثق الناس ،ثقة ثقة،ثقة حافظ**"

(۳) تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ راوی کی مدح صرف کسی ایک صفت سے کی گئی ہو، مثلاً: "**ثقه، متقن، ثبت، عدل**"۔

(۴) چوتھا وہ ہے کہ جس میں راوی کے بارے میں تیسرے مرتبہ کے الفاظ سے بھی کمزور الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے "**صدوق، لاباس به، لیس به بأس**"۔

(۵) پانچواں درجہ یہ ہے کہ چھوتے مرتبہ سے ہلکے الفاظ استعمال کئے جائیں مثلاً: "**صدوقٌ سیئ االحفظ، صدوق یهم، صدوق له أوهام، صدوق یخطی، صدوق تغیر بأخرة**"۔

(٦) چھٹا درجہ اس راوی کا ہے جس سے بہت ہی کم احادیث مروی ہوں اور کوئی ایسی وجہ بھی نہ ہو جس کی بنا پر اس کی حدیث چھوڑ دی جائے، ایسے راوی کی طرف "**مقبول**" سے اشارہ کیا جاتا ہے، مگر یہ اس وقت استعمال ہوگا جب اس روایت کا متابع موجود ہو، اگر متابع نہ ہو تو پھر "**لین الحدیث**" استعمال ہوتا ہے۔

(۷) ساتواں مرتبہ اس راوی کا ہے جس سے ایک سے زیادہ راوی نے روایت نقل کی ہو، مگر اس کی توثیق نہ کی گئی ہو ایسے شخص کی طرف "**مستور، مجهول الحال**" کے الفاظ سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۸) آٹھواں مرتبہ اس راوی کا ہے جس کی کسی معتبر آدمی نے توثیق نہ کی ہو اور اس پر ضعف کا اطلاق کیا گیا ہو، لیکن وجہ ضعف نہ بتائی گئی ہو، اس مرتبہ کی طرف "**ضعیف**" کے لفظ سے اشارہ کرتے ہیں۔

(۹) نواں مرتبہ اس راوی کا ہے جس سے ایک آدمی نے روایت کی ہو اور کسی نے اس کی توثیق بھی نہ کی، اسے راوی کی طرف "**مجهول**" کے لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱۰) دسواں مرتبہ اس راوی کا ہے جس کی کسی نے بھی توثیق نہ کی ہو اور آئمہ جرح و

تعدیل نے اس کا ضعف دلیل سے ثابت کیا ہو، ایسے راوی کے لیے "**متروک، متروک الحدیث، واهی الحدیث، ساقط**" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(۱۱) گیارہوں مرتبہ اس راوی کا ہے جس پر جھوٹ اور دروغ گوئی کا الزام ہو، ایسے راوی کے لیے عموماً "**مهتم بالکذب**" استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱۲) آخری درجہ اس راوی کا ہے جس پر وضع حدیث کا التزام ہو، ایسے راویوں کے لیے "**کذاب، وضاع**" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

اس میں راویوں کے اساتذہ وتلامذہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کی جگہ ان کو طبقات پر تقسیم کیا گیا ہے اور جو راوی جس طبقہ کا ہے اس کا ذکر اس کے ترجمہ میں کر دیا گیا ہے۔ انہیں طبقات کے ذریعہ راوی کی تاریخ وفات کی تعیین بھی کی گئی ہے، ان طبقات کا سمجھنا اس کتاب میں تاریخ وفات کی تعیین کے لئے بہت ضروری ہے، اس کے بغیر تاریخ وفات سمجھنا ممکن نہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے ان بارہ طبقات کو "**تقریب التهذیب**" سے بعینہ نقل کر دیا جائے۔

پہلا طبقہ: صحابہ کرام باختلاف مراتب۔

دوسرا طبقہ: کبار تابعین، جن میں مخضرمین بھی شامل ہیں، مثلاً ابن المسیب۔

تیسرا طبقہ: تابعین کا متوسط طبقہ جیسے حسن بصری، ابن سیرین۔

چوتھا طبقہ: تابعین کے متوسط طبقہ سے قریب تر طبقہ، جن کی زیادہ تر روایتیں کبار تابعین سے ہیں جیسے زہری، قتادہ (یعنی تابعین کے متوسط اور طبقہ صغری کے درمیان کا طبقہ)۔

پانچواں طبقہ: تابعین کا طبقہ صغری، جنہوں نے ایک دو صحابہ کو دیکھا، لیکن صحابہ سے سماع ثابت نہیں جیسے اعمش۔

چھٹا طبقہ: تابعین کا وہ طبقہ جو طبقہ خامسہ کا ہم عصر تھا لیکن صحابہ میں کسی سے ملاقات ثابت نہیں، جیسے ابن جریج۔

ساتواں طبقہ: کبار اتباع تابعین جیسے امام مالک، سفیان ثوری وغیرہ۔

آٹھواں طبقہ: اتباع تابعین کا طبقہ وسطی جیسے سفیان بن عیینہ، ابن علیہ۔

نواں طبقہ: اتباع تابعین کا طبقہ صغیر جیسے یزید بن ہارون، امام شافعی امام ابوداود طیالسی۔

دسواں طبقہ: وہ بڑے بڑے اہل علم جنہوں نے تبع تابعین سے روایت کی ہے، لیکن تابعین سے ملاقات نہیں ہوئی جیسے امام احمد بن حنبل (یعنی تابع اتباع تابعین کا پہلا طبقہ)۔

گیارہواں طبقہ: تبع تابعین سے روایت کرنے والا طبقہ وسطی جیسے امام بخاری، امام ذہلی (یعنی تابع اتباع تابعین کا دوسرا طبقہ)۔

بارہواں طبقہ: تبع تابعین روایت کرنے والا طبقہ صغری جیسے امام ترمذی رحمہ اللہ (ان میں اصحاب کتب ستہ کے وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن کی وفات متأخر ہے)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ہر راوی کے ترجمہ میں اس کے طبقے کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ کس طبقے کا راوی ہے، یہ کتاب اس اعتبار سے نہایت ہی مفید ہے کہ مختصر وقت میں راوی کے متعلق حکم اور طبقہ معلوم ہوجاتا ہے۔

ضبطِ اسماء ذکر کرتے ہیں، نسبت ولقب کی وضاحت کرتے ہیں، سن وفات میں راجح قول ذکر کرتے ہیں۔

اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۸۸۲۶) ہے۔اس کتاب کا سب سے عمدہ نسخہ وہ ہے جو عالم عرب کے مشہور محقق شیخ محمد عوامہ کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ "دار الرشد" سوریا سے طبع ہے۔

۱۳......خلاصة تذهيب التهذيب الكمال في أسماء الرجال

یہ علامہ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''تذهيب تهذيب الكمال'' کا اختصار ہے، یہ حافظ ابن حجر کی ''تهذيب التهذيب'' کا اختصار نہیں جیسا کہ بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے۔
یہ کتاب دو قسموں پر مشتمل ہے، پہلی قسم رجال کے تراجم پر اور دوسری قسم خواتین کے تراجم پر ہے۔

ان کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب اور آئمہ جرح وتعدیل میں سے ایک یا دو کی آراء اور کہیں کہیں سن وفات ذکر کرتے ہیں۔ ترجمہ کے شروع میں رموز کی صورت میں اشارہ کرتے ہیں کہ اس راوی کی روایت فلاں فلاں کتاب میں ہے۔ صحابہ کرام کے تذکرہ میں صحاح ستہ میں اس صحابی سے مروی احادیث کی تعداد بتلاتے ہیں اور اس صحابی کی صحیحین میں کتنی روایات ہیں اُسے ذکر کرتے ہیں، اور صرف بخاری اور صرف مسلم میں جو روایات ہیں اُس کی تعداد بھی بتلاتے ہیں، یہ صرف صحابہ کے تراجم میں ہے۔ اِن کے تراجم عموماً دو سے تین سطروں میں ہوتے ہیں۔

اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۳۱۳۳) ہے۔ اس کتاب کا وہ نسخہ مطالعہ میں رکھیں جو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''مطبوعات الإسلامية'' حلب سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۶......رواۃ سے متعلق کسی ایک شخصیت کی آراء لکھی گئیں ایکس کتابیں

احادیث کے رجال پر لکھی گئی کتابوں کی ایک نوع ''کتب السّؤالات'' کے نام سے جانی جاتی ہے، ان کتابوں میں مصنفین بعض محدثین ورواۃ کے بارے میں آئمہ جرح

وتعدیل سے اپنے کیئے ہوئے سوالات اوران کے جوابات تحریر کرتے ہیں، مثلاً: کسی میں امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کے اقوال جمع ہیں، تو کسی میں امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے، کسی میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے جوابات ہیں، تو کسی میں امام دارقطنی رحمہ اللہ کے ارشادات ہیں۔ یادرہے کہ اِن کتابوں میں تمام راویوں کا استیعاب نہیں ہوتا بلکہ ڈیڑھ سے دوسطروں میں چیدہ چیدہ راویوں کے متعلق سائلین کے سوالات اورآئمہ جرح وتعدیل کے جوابات ہوتے ہیں، جن سے کافی حدتک رواۃ کے حالات، صفات، مرویات، شیوخ وتلامذہ کا پتہ چل جاتا ہے۔اس فن پر لکھی گئی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱......معرفة الرجال

یہ امام احمد بن محمد ابن القاسم بن محرز البغدادی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔اس میں مصنف نے رواۃ سے متعلق جرح وتعدیل اورعلل الحدیث پرامام ابوزکریا یحیی بن معین (متوفی ۲۳۳ء) کے آراءکوجمع کیاہے۔ یہ کتاب استاد ابوعمر محمد بن علی الازہری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''الفاروق الحدیثیة''قاہرہ سے ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ءکوطبع ہے۔

۲......العلل ومعرفة الرجال

یہ بروایت امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے افادات ومعارف کا مجموعہ ہے، یعنی اس کتاب میں امام احمد کے اپنے بیٹے عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) نے راویوں کے متعلق اپنے والد کی معلومات اورنقد و جرح کوجمع کیاہے۔اس کتاب میں علل حدیث اورراویوں کے جرح وتعدیل کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا خاطر خواہ کلام موجود ہے۔اس میں ثقہ راویوں کے بارے میں سوالات ہیں، اسی طرح ضعیف، متروک، مجہول، مبتدع، اور مدلس راویوں کے بارے میں بھی سوالات ہیں۔

نیز اس میں ان راویوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو روایت کو مرسل ذکر کرتے ہیں اوران کا بھی تذکرہ ہے جو کہیں سند میں راوی کو حذف کر دیتے ہیں، کہیں کہیں سن وفات، پیدائش، فقہی مسائل اورمتفرق ابواب کی احادیث کے بارے میں بھی کلام ہے،البتہ کتاب غیر مرتب ہے۔

یہ کتاب دکتور وصی اللہ محمد عباس کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دار الخانی''ریاض سے ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو طبع ہے۔

۳......الجامع فی العلل ومعرفة الرجال

اس کتاب میں بھی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے اقوال وہ آراء کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ تین شخصیات سے مروی ہیں: (۱) بروایت ابوبکر احمد بن الحجاج المروزی (۲) بروایت ابو الحسن عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی (۳) بروایت ابو الفضل صالح بن احمد (احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے)۔ یہ کتاب ان مختلف روایات کے ساتھ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔اس پر متقدمین ومتأخرین آئمہ نے بھی اعتماد کیا ہے۔ اس میں رواۃ کے بارے میں امام احمد بن حنبل کی بڑی اہم معلومات نقل کی گئی ہیں۔ علل حدیث، راویوں پر جرح وتعدیل، مسائل فقیہ،بعض راویوں کی دوسرے بعض راویوں سے سماعت، ان کی تصانیف وصفات کے بارے میں عمدہ بحث کی گئی ہے۔ نیز اس میں یحییٰ بن معین اورعلی بن المدینی رحمہم اللہ سے بھی مباحث منقول ہیں۔ یہ کتاب دکتور وصی اللہ بن محمد عباس کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''الدار السلفية'' بمبئی سے ۱۴۰۸ھ کو طبع ہے۔

۴...... من کلام أبی زکریا یحیی بن معین فی الرجال

یہ امام ابو خالد الدقاق یزید بن الہیثم بن طہمان رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۸) کی کتاب

ہے۔ اس انہوں نے رواۃ سے متعلق غیر مرتب انداز میں امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ء) کے آراء کو نقل کیا ہے۔

۵......سؤالات ابن جنید لأبی زکریا یحییٰ بن معین

یہ بروایت ابراہیم بن عبداللہ ختلی السرمدائی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) امام یحیٰی ابن معین رحمہ اللہ کے جوابات کا مجموعہ ہے۔ اِس کتاب میں انہوں نے بھی امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ سے راویوں کے بارے میں مختلف سوالات وجوابات نقل کئے ہیں، یہ جوابات مختلف علمی مواد پر مشتمل ہیں، مثلاً: اس میں رجال الحدیث کے مختصر احوال، ان کی آپس میں مقارنت اور بعض احادیث کے علل پر کلام ہے۔ یہ مختصر رسالہ دکتور احمد محمد نور سیف کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''مکتبۃ الدار مدینۃ منورۃ'' سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء طبع ہے۔

۶......التاریخ والعلل

یہ بروایت امام ابوالفضل العباس بن محمد الدوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۱ھ) امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کے اقوال وجوابات کا مجموعہ ہے۔ امام یحیٰی بن معین فن اسماء الرجال کے بڑے امام گزرے ہیں۔ اس کتاب کے اندر اکثر اقوال کی ابتداء ابوالفضل العباس الدوری کے کلام سے ہوتی ہے، مثلاً: وہ اکثر یوں لکھتے ہیں:

سألتُ یحیی، سمعت یحیی

اس میں ابوالفضل العباس کی اپنی ذاتی رائے اور کلام بہت کم ہے، کبھی کبھی جب امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ کے کلام پر روایت کی تصحیح یا کسی مجمل کی تفصیل کے لیے تعلیق کی ضرورت پڑتی ہو تو تب ابوالفضل العباس رحمہ اللہ اپنا ذاتی کلام ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب غیر منظّم ہے، اس میں مختلف عنوانات ومضامین کا اختلاط ہے، کہیں طبقات

کا تذکرہ ہے، کہیں وفیات کا، جرح وتعدیل کا، تو کہیں ملتی جلتی کنیتوں کا۔ یہ کتاب دکتور احمد محمد نور سیف کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''جامعہ الملک عبدالعزیز'' سے ۱۳۹۹ھ کو ۲ جلدوں میں طبع ہے۔

۷......سؤالات أبی داود السجستانی لإمام أحمد

یہ امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) کا رسالہ ہے۔ اس میں انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اپنے کیے ہوئے سوالات اور ان کے جوابات کو تحریر فرمایا ہے۔ یہ سوالات و جوابات نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں، جن میں رواۃ کی جرح وتعدیل اور علل حدیث پر کلام کے ساتھ رواۃ کے مختصر حالات کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ کتاب شہروں کے اعتبار سے مرتب ہے۔ یہ کتاب استاد محمد منصور کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''مکتبۃ العلوم والحکم'' مدینہ منورہ سے ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۴ء کو طبع ہے۔

۸......سؤالات الترمذی للبخاری

یہ دکتور یوسف محمد الدخیل کے اعداد ودروس کا مجموعہ ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) سے مختلف سوالات کیے اور امام بخاری نے ان کو جوابات دیئے، اُن میں سے بعض سوالات وجوابات سنن ترمذی میں ہیں اور بعض سوالات جوابات ''العلل الصغیر'' میں ہیں، اور بعض ''العلل الکبیر'' میں ہیں اور بعض دیگر کتابوں میں ہیں، مصنف نے اس کتاب میں اُن سب کو جمع کیا ہیں، عموماً اُن میں تعبیر یوں ہوتی ہے:

''سمعتُ البخاری، سألتُ البخاری، ذاکرتُ، قال البخاری''

یہ کتاب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء کو طبع ہے۔

۹......سوالات الدارمی لابن معین

یہ علامہ ابوسعید عثمان بن سعید خالد رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۰ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے امام یحیٰی ابن معین رحمہ اللہ سے اپنے کئے ہوئے سوالات کا جوابات بیان کئے ہیں،اس میں موجود سوالات کی روایت امام یحیٰ بن معین رحمہ اللہ کی دیگر روایات کی ترتیب سے مختلف ہے،کتاب کی ابتداء میں انہوں نے بعض کبار تابعین کے تراجم بیان کئے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کے درمیان سماع،حفظ اور قوت کے اعتبار سے تقابل و برتری کو واضح کیا ہے، پھر اس کے بعد حروف تہجی کی ترتیب پر دوسرے روات کے تراجم ذکر کئے ہیں،کتاب کے آخر میں ان روات کا تذکرہ کیا جو کنیت سے مشہور ہیں۔یہ مختصر سی کتاب راویوں کے جرح وتعدیل کے لئے مفید ہے، اگرچہ اس میں تمام روات کا استیعاب نہیں کیا گیا۔

یہ کتاب دکتور احمد محمد نور سیف کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''مرکز البحث العلمی'' جامعہ الملک عبدالعزیز مکہ مکرمہ سے ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۸۰ء کو طبع ہے۔نیز یہ کتاب ''تاریخ عثمان بن سعید الدارمی'' کے نام سے بھی طبع ہوئی ہے۔

۱۰......تاریخ عثمان بن سعید الدار می عن یحیی بن معین فی تجریح الرواۃ وتعدیلھم

یہ علامہ عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۰ھ) کی مرتب کردہ کتاب ہے۔اصحاب آئمہ کے طبقات پر لکھی گئی کتابوں میں یہ کتاب اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے مرتب امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ نے کتاب کی ابتداء امام ابن شہاب رحمہ اللہ کے اصحاب سے کی، پھر قتادہ بن دعامہ السدوسی رحمہ اللہ پھر امام اعمش رحمہ اللہ کے اصحاب کا تذکرہ کیا،اس طرح اس کتاب میں کل گیارہ (۱۱) آئمہ کے اصحاب

کا پورے بسط کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، پھر حروف تہجی کی ترتیب پر ان رواۃ کا تذکرہ کیا جن کے بارے میں انہوں نے امام یحیی بن معین رحمہ اللہ سے سوال کیا۔ یہ کتاب دکتور احمد محمد نور سیف کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ ''مکتبۃ الدار'' مدینہ منورہ سے ۱۴۰۸ھ کو طبع ہے۔

۱۱......سوالات أبی بکر الأثرم أبا عبداللّٰہ أحمد بن حنبل

یہ بروایت حافظ ابوالحسن علی بن ابوطاہر احمد بن صالح القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) علامہ امام احمد بن محمد بن ہانی الطائی المعروف ابوبکر رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کے سوالات اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے جوابات کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب ''علل الحدیث و مسائل أحمد بن حنبل ''اور''العلل و معرفۃ الرجال'' کے نام سے بھی معروف ہے۔ یہ استاد خیر اللہ شریف کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ مکتبہ ''دار العاصمۃ'' ریاض سے ۱۴۲۲ھ کو طبع ہے۔

۱۲......سؤالات البرذعی لابی زرعۃ الرازی

یہ علامہ ابوعثمان سعید بن عمر بن عمار الازدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کے سوالات اور ان کے شیوخ احمد بن حنبل، علی بن المدینی، یحیٰی بن معین اور امام یحیی بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور دیگر کبار ائمہ کے جوابات تحریر کئے ہیں، اس کتاب میں بھی رواۃ کی توثیق و جرح و تعدیل، علل حدیث اور تضعیف حدیث پر ان آئمہ کے اقوال کا اچھا خاصہ مواد موجود ہے۔

یہ کتاب دکتور سعدی ہاشمی کی تعلیق کے ساتھ ''المجلس العلمی'' جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء کو طبع ہے۔

۱۳......سؤالات محمد بن عثمان بن أبی شیبة لعلی بن المدینی فی الجرح والتعدیل

یہ علامہ امام ابن ابی شیبہ محمد بن عثمان کوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۷ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں امام محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (۲۳۴ھ) سے رواۃ کے متعلق سوال کر کے ان کے جوابات جمع کئے ہیں۔امام علی بن المدینی رحمہ اللہ بڑے امام اور امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں، امام بخاری ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے استاذ امام علی بن مدینی کے سوا کسی کے سامنے خود کو چھوٹا نہیں سمجھتا تھا، یعنی میں جب اُن کے سامنے ہوتا ہوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ یہ ایک مختصر مگر مفید رسالہ ہے جس میں (۲۶۰) رواۃ کا تذکرہ ہے، اور جرح وتعدیل کے متعلق اُن راویوں کے بارے میں حضرت کی رائے کا ذکر ہے۔ جرح وتعدیل اور تراجم کی بہت ساری کتابوں میں اس رسالہ سے اقتباسات بھی لئے گئے ہیں۔

یہ رسالہ استاذ موفق بن عبداللہ بن عبدالقادر کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''**مکتبة المعارف**'' ریاض سے ۱۴۰۴ھ کو طبع ہے۔

۱۴......سؤالات أبی عبید الآجری لأبی داود السجستانی

یہ امام عبید محمد بن علی الآجری رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔اس میں انہوں نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے سوالات کر کے ان کے جوابات تحریر کیے ہیں۔رواۃ اور رجال حدیث پر لکھی گئی قدیم کتابوں میں اسے بہت اہمیت حاصل ہے اور اسے اصل میں شامل کیا جاتا ہے، چنانچہ امام مزی، امام ذہبی، خطیب بغدادی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے حفاظ نے بھی فن اسماء الرجال پر اپنی تحریر کردہ کتابوں میں اس پر بڑے اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

یہ کتاب استاذ محمد علی قاسم العمری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''**المجلس العلمی**''

مدینہ منورہ سے ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء کو طبع ہے۔

۱۵......سؤالات أبی عبداللّٰہ بن بکیر للدارقطنی

یہ امام ابوعبداللہ الحسین بن احمد صیرفی المعروف ابوبکیر رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) کی کتاب ہے۔اس میں انہوں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ سے جو سوالات کئے اور انہوں نے جو جوابات دیئے اس کو جمع کیا ہے۔اس میں بھی رواۃ کے جرح وتعدیل اور ان کے علل احادیث کے حوالے سے کافی اہم معلومات یکجا ہیں۔

یہ کتاب استاذ حسن عبدالحمید الاثری کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''دارعمار'' عمان سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۴ء میں طبع ہے۔

۱۶......سؤالات الحاکم للدارقطنی

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی تالیف ہے۔اس میں انہوں نے امام دارقطنی سے اپنے کئے ہوئے سوالات اور امام دارقطنی رحمہ اللہ کے جوابات کو یکجا کیا ہے۔ان سوالات وجوابات کے تحت رواۃ کے متعلق امام دارقطنی رحمہ اللہ کا بہت مضبوط اور قیمتی کلام ہے۔ان سوالات وجوبات کی اہمیت کے پیش نظر امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بعد آنے والے آئمہ نقد وجرح اور حفاظ نے اس کتاب سے استفادے کا خوب اہتمام کیا،اپنی کتابوں میں اس سے اقتباسات لیے اور جرح وتعدیل کے باب میں اس پر ایسا اعتماد کیا جیسے اصل مصادر پر کیا جاتا ہے۔

اس میں کل (۵۳۱) سوالات اور جوابات ہیں ۔یہ کتاب دکتور موفق بن عبداللہ کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''مکتبۃ المعارف'' ریاض سے ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو طبع ہے۔

۱۷......سؤالات البرقانی لدارقطنی

یہ علامہ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد الخوارزمی المعرف حافظ برقاتی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۵ھ) کی ہے۔اس میں انہوں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بہت سی آراء کو سوالات کے ضمن میں علل حدیث اور جرح وتعدیل کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

یہ کتاب استاذ سید ابراہیم کی تعلیق کے ساتھ قاہرہ سے طبع ہے اور استاد عبدالرحیم محمد القشقری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ کتب خانہ لاہور سے ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو طبع ہے۔

۱۸...... سؤالات حمزة بن یوسف السهمی للدارقطنی وغیره من المشائخ فی الجرح والتعدیل

یہ امام ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) کی کتاب ہے۔اس میں انہوں نے راویوں کے متعلق امام دارقطنی کی آراء، اسی طرح دیگر مشائخ کی آراء جمع کی ہیں۔جرح وتعدیل کی کتابوں میں یہ بڑی اہم سمجھی جاتی ہے، کیونکہ اس میں موجود سوالات بڑے بڑے آئمہ نقاد وحفاظ کے جوابات ساتھ تحریر کئے گئے ہیں، نیز اس میں مختلف اقطار وبلدان کے رجال کا بھی ذکر ہے۔اس میں کل سوالات اور جوابات (۲۴۶) ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے جوابات میں عموماً رجال الاحادیث کا تذکرہ، جرح وتعدیل کے ساتھ ان کے احوال، ان کی روایت کردہ روایات اور تصنیفات کا تذکرہ اور بعض روایات میں جو ان سے اوہام ہوئے ان کی وضاحت کی ہے۔

یہ کتاب دکتور موفق بن عبداللہ کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''مکتبة المعارف''، ریاض سے ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو طبع ہے۔

۱۹......سؤالات مسعود بن علی السجزی مع أسئلة البغداديين عن أحوال الرواة للحاكم النيسابوری

اس کتاب میں رواۃ کے متعلق مسعود بن علی السجز ی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۸ھ) اور بغدادیوں کے امام حاکم سے سوالات اوران کے جوابات ہیں۔کتاب میں پہلے بغدادیوں کے سوالات وجوابات ہیں جن کی تعداد (۲۹) ہے اور پھر کتاب کے آخر تک امام حاکم سے مسعود بن علی السجز ی کے مسلسل سوالات ہیں، اس میں السجز ی کے سوالات کسی بھی اعتبار سے مرتب نہیں بلکہ ان کے دل میں جوسوال آیا وہ انہوں نے امام حاکم سے پوچھا، کتاب میں بعض مواقع ایسے بھی ہیں جہاں مسعود بن علی رحمہ اللہ نے سوال کئے بغیر امام حاکم کے کلام کو نقل کردیا۔

یہ کتاب دکتور موفق بن عبداللہ کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ ''دار الغرب الإسلامی'' سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء کو طبع ہے۔

۲۰......سوالات الحافظ السلفی لخميس الحوزی عنه جماعة من أهل واسط

یہ علامہ احمد بن محمد بن سلفہ المعروف حافظ ابو طاہر سلفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۰ھ) کی کتاب ہے۔اس میں انہوں خمیس حوزی رحمہ اللہ سے اہلِ واسط کی ایک جماعت سے متعلق اپنے سوالات اوران کے جوابات کو تحریر کیا ہے۔اس میں سوالات غیر مرتب ہیں، چنانچہ اس کتاب کا منہج یہ ہے کہ کسی سوال کے جواب میں کسی مناسبت سے جب کوئی نیا نام آجاتا ہے تو اس کے بارے میں سوال پوچھ لیا جاتا ہے، اس طرح یہ کتاب سوال در سوال کی صورت اختیار کرگئی۔ یہ استاد مطاع الطرابیشی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الفکر'' دمشق سے ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء کو طبع ہے۔

۲۱...... تاریخ أبی سعید هاشم بن مرثدالطبرانی عن أبی زکریا یحیی بن معین

یہ سوال وجواب کے طرز پر تاریخ کی مختصر کتاب ہے، اس کے ضمن میں علل حدیث اور رواۃ پر جرح وتعدیل کے بارے میں بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب استاد نظر محمد الفارابی کے تعلق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۱۰ھ کو طبع ہے۔

۷...... کسی ایک متعین شہر کے رواۃ پر لکھی گئی پندرہ کتابیں

محدثین کے نزدیک کتب اسماء الرجال میں ایک نوع یہ ہے کہ رواۃ کے شہروں اور علاقوں کے بارے میں معلومات ہو، یہ راوی کس شہر کا باشندہ ہے، اس کی علمی نشو ونما کس علاقہ میں ہوئی اوران کا علمی فیض کہاں پھیلا، ان سے نقل کرنے والے تلامذہ زیادہ تر کس شہر سے وابستہ تھے، تاکہ راوی کے بارے میں مکمل معرفت حاصل ہو، اس لئے بہت سے علماء نے ایک ایک شہر میں آباد راویانِ حدیث اور اہل علم کے حالات کو یکجا کیا، ان میں چند معروف کتب درج ذیل ہیں:

۱ ......تاریخ واسط

یہ امام اسلم بن سہل واسطی المعروف ابوالحسن بحشل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۲ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے واسط شہر کے متعلق معلومات ذکر کی ہیں، اس شہر میں آنے والے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کا تذکرہ کیا ہے، پھر اس کے بعد اپنے شیوخ کے طبقہ تک قرن ثالث کی تاریخ لکھی ہے۔

مصنف تراجم میں قرابت کا بہت اہتمام کرتے ہیں، چنانچہ مصنف اس میں ان رواۃ کا تذکرہ کرتے ہیں جو مصنف کے بہت قریب قریب ہوا گرچہ باعتبار طبقہ وہ متاخر ہو، اور مصنف نے اس میں بکثرت ایسی احادیث نقل کی ہے جن سے رواۃ کے طبقہ

کا اندازہ ہوجاتا ہے، نیز کسی مشہور راوی کے ترجمہ میں اس کے مناقب اور فضائل کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

یہ کتاب کل (۳۵۹) صفحات پر ''عالم الکتب'' بیروت سے ۱۴۰٦ھ استاذ کوعوّاد کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ طبع ہے، اور ''مطبعة المعارف'' بغداد سے ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹٦۷ء کو طبع ہے۔

۲......طبقات علماء إفريقية وتونس

یہ امام علامہ ابوالعرب محمد بن احمد افریقی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۳ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب کے شروع میں احادیث وآثار کی روشنی میں افریقہ کے فضائل نقل کیے، پھر افریقہ کے فاتح اور یہاں سب سے پہلے آنے والے صحابی عقبہ بن نافع الفہری القرشی (متوفی ٦۳ھ) کے حالات، اس کے بعد مصنف نے اس میں ان صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا تذکرہ کیا جو افریقہ اور تیونس میں تشریف لائے۔

مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ راوی کا نام ونسب، مختصر احوال ذکر کرنے کے بعد آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی بیان کرتے ہیں، بسا اوقات راوی کا عقیدہ بیان کرتے ہیں، ان کے اعمال واخلاق، صفات، سن پیدائش، تاریخ وفات، تقوی وللّٰہیت، زہد اور جائے مقبرہ کی نشاندہی کرتے ہیں۔

علامہ ابوعمر احمد بن محمد المعافری الطلمنکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲٦ھ) نے اس کتاب کا اختصار بھی لکھا ہے۔ اس میں راقم الحروف کے شمار کے مطابق (۱۲۰) سے زائد تراجم کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب مکتبہ ''دار الکتاب اللبنانی'' بیروت سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۳......تاريخ الرقة ومن نزل بها من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم والتابعين والفقهاء والمحدثين

امام ابوعلی محمد بن سعید القشیری رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۴ھ) کی کتاب ہے۔کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے ''رِقّہ'' شہر میں آنے والے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، فقہاء کرام اور محدثین کے حالات ذکر کیے ہیں۔

کتاب کے شروع میں مصنف نے ''رقہ'' اور اس کے ہمسایہ علاقہ ''جزیرہ'' کے فاتح صحابی رسول حضرت عیاض بن غنم الفہری القرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰ھ) کا تذکرہ کیا، اس کے بعد کتاب مین ان صحابہ، تابعین، تبع تابعین، روات حدیث اور حفاظ کا ذکر کیا جو رقہ میں آئے ہیں، مصنف نے ان کے تراجم عموماً ایک سطر میں ذکر کئے ہیں، البتہ اگر کوئی اہم شخصیت ہو تو ان کا ترجمہ قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، اس میں کل (۱۲۳) تراجم موجود ہیں۔

یہ کتاب استاد طاہر النعسانی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''مطابع الإصلاح'' سے ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء کو طبع ہے۔

۴......طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها

یہ امام ابومحمد عبداللہ بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۹ھ) کی کتاب ہے۔مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان محدثین کے تراجم ذکر کئے ہیں جو اصبہان کے رہائشی تھے، یا اصبہان میں آئے تھے، صحابہ کے دور سے لے کر اپنے زمانے تک، مصنف نے شروع میں تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے اصبہان شہر کے وقوع کا ذکر پھر اس کے فضائل نقل کئے۔مصنف نے کتاب کو نو طبقات پر تقسیم کیا ہے، مصنف ہر محدث کے ترجمہ میں نام ونسب، کنیت ولقب، شیوخ وتلامذہ، تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کے ذکر

کے بعد ان سے مروی بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں۔مصنف روایت کی صحت وضعف اور رواۃ پر جرحاً وتعدیلاً کلام بھی ذکر کرتے ہیں، لیکن انہوں نے ہر ہر سند اور حدیث پر اس کا التزام نہیں کیا، بلکہ اکثر مقامات پر کلام نہیں کیا، بہت سی واہی اور موضوع روایات کو بغیر تنبیہ کے ذکر کیا ہے، اس لئے نقل روایت میں خوب تحقیق کی جائے، یہ کتاب محقق عبدالغفور عبدالحق حسین کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کو چار جلدوں میں "مؤسسة الرسالة" سے طبع ہے۔امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی کتاب "ذكر أخبار أصبهان" میں زیادہ تر اعتماد اسی کتاب پر کیا ہے۔

۵......تاریخ نیسابور

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی اصل کتاب ہم تک نہیں پہنچی، یہ کتاب اب تک مفقود ہے۔اس کتاب کا اختصار امام احمد بن محمد بن حسن المعروف خلیفہ نیسابوری رحمہ اللہ نے کیا، یہ کتاب چھ طبقات پر مشتمل ہے، اس میں صحابہ، تابعین، اتباعِ تابعین، محدثین کرام اور اہل علم کے مختصر حالات ہیں۔ (۱۱۷) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ (۲۵۰۴) تراجم ذکر کئے ہیں، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عموماً رواۃ کی ولادت، وفات، کنیت ولقب کا ذکر ہوتا ہے، اس میں سو سے زائد ایسے نادر تراجم بھی ہیں جو دیگر کتبِ تراجم میں نہیں ملتے۔یہ کتاب دکتور بہمن کریمی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ "مكتبة ابن سينا" طہران سے ۱۳۳۹ کو طبع ہے۔

٦......تاريخ علماء المصر

امام ابوالقاسم یحیی بن علی المعروف ابن طحان رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۶ھ) کی کتاب ہے۔

اس کتاب میں مصر کے علماء کی مختصر سوانح ہے، مصنف عموماً صاحب ترجمہ کے شیوخ وتلامذہ اور ایک آدھ روایت ان کی سند سے ذکر کرتے ہیں، ۱۴۳ صفحات پر مشتمل یہ کتاب استاذ محمود بن محمد حدّاد کی تحقیق کے ساتھ ''**دار العاصمة**'' ریاض سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء کو طبع ہے۔

مصر اور قاہرہ کی تفصیلی تاریخ کے لئے علامہ جمال الدین یوسف بن تغری بردی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۴ھ) کی ''**النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة**'' کا مطالعہ کریں، مصنف نے دورِ صحابہ سے لے کر سن ۸۷۲ ہجری تک کی تاریخ سن ہجری کی ترتیب کے ساتھ ذکر کی ہے، ہر سن ہجری میں پیش آنے والے اہم واقعات بھی ذکر کئے ہیں، اس میں مصر کے بادشاہ، وزراء، قضاۃ، محدثین اور رُوات حدیث کے تراجم موجود ہیں، مصر کی تاریخ پر اس سے مفصل کتاب نہیں لکھی گئی، یہ کتاب ۱۶ جلدوں میں ''**وزارة الثقافة والإرشاد الإسلامی**'' مصر سے طبع ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ''**حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة**'' کے نام سے کتاب لکھی، اس میں مصنف نے قرآن وحدیث اور آثار میں جہاں کہیں مصر کا ذکر آیا ہے اُسے ذکر کیا، اور پھر اختصار کے ساتھ دورِ نبوت سے لے کر اپنے زمانے تک مصر میں آنے والے علماء کے حالات ذکر کئے ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں ''**دار إحياء الكتب العربية**'' سے طبع ہے۔

مصر کے قضاۃ کے حالات کے لئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی ''**رفع الإصر عن قضاة مصر**'' کا مطالعہ کریں۔

۷......تاریخ جرجان (معرفة علماء جرجان)

یہ علامہ امام ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) کی کتاب ہے۔

اس کتاب میں فتح جرجان ،جرجان میں آنے والے صحابہ تابعین ، اتباع تابعین کا ذکر، پھر بنوعباسیہ اور بنوامیہ کے سلاطین اور وزراء کا ذکر اور پھر حروف تہجی کی ترتیب پر اختصار کے ساتھ کل (۱۱۹۴) تراجم ذکر کیے ہیں، پھر اس کے بعد اُن تراجم کا تذکرہ کیا جو کنیتوں کے ساتھ مشہور ہیں، پھر عورتوں کے تراجم کا تذکرہ کیا ہے۔ مصنف عموما تراجم میں سنداً ان سے مروی روایات بھی ذکر کرتے ہیں۔

یہ کتاب ایک جلد میں " **عالم الكتب**" بیروت سے طبع ہے اور یہ شیخ عبدالرحمٰن المعلمی اور دکتور محمد عبدالمعید خان کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "**دائرة المعارف العثمانية**" حیدرآباد دکن سے ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۵۰ء کو طبع ہے۔

۸......ذکر أخبار أصبهان

یہ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی کتاب ہے۔ امام ابونعیم رحمہ اللہ کی اس کتاب کے شروع میں ایک طویل مقدمہ ہے، جس میں اصبہان کے فضائل اور اس کے جغرافیائی خطط پر گفتگو کی ہے، پھر اصبہان میں آنے والے صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین کا ذکر کیا ہے، پھر حروفِ معجم کی ترتیب پر (۱۹۲۲) تراجم اختصار کے ساتھ ذکر کئے ہیں، نام ونسب، کنیت ولقب، مشہور اساتذہ وتلامذہ اور ان سے ایک آدھ روایت سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، بعض کے تراجم میں اُن کے اصبہان میں آنے کا سبب اور سن بھی ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب امام ابوالشیخ عبداللہ بن جعفر بن حیان انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۹ھ) کی "**طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها**" سے ماخوذ ہے۔

واضح رہے کہ اس میں فضائل کی بعض روایات غیر مستند ہیں، اس لئے جب تک تحقیق نہ ہو اسے آگے بیان نہ کیا جائے۔

یہ کتاب استاد عبد الغفور عبد الحق حسین کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ "**موسسة الرسالة**" بیروت سے ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کو طبع ہے۔

۹......تاریخ بغداد

یہ علامہ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف نے اس کتاب کا اصل نام "**تاریخ مدینه السلام**" رکھا مگر یہ "**تاریخ بغداد**" کے نام سے مشہور ہوئی۔ مصنف رحمہ اللہ کی اس کتاب میں ان حضرات کے حالات ہیں جو بغداد یا اس کے اطراف میں پیدا ہوئے، یا وہاں آ کر رہائش اختیار کی، یا اس شہر کی طرف سفر کیا۔ اس کتاب میں بغداد کے علاوہ اس کے اطراف یعنی مدائن، نہروان، عکبرا، انبار میں آنے والے حضرات کی سوانح بھی ہے، اس کتاب میں خلفاء، امراء، وزراء، نحاۃ، صرفیین، لغویین، قراء، مفسرین، محدثین، متکلمین، اصولیین، صوفیاء، واعظین، شعراء اور اس کے علاوہ تراجم ہیں۔ اس کتاب میں کل (۷۸۳۱) حضرات کے تراجم ہیں۔ مصنف نے سب سے پہلے "محمد" نام کے رواۃ کے حالات لکھے ہیں۔ اس کے بعد حروفِ معجم کی ترتیب پر رجال کا ذکر کیا ہے۔ مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ صاحبِ ترجمہ کا نام، والد کا نام، کنیت، لقب اور نسبت ذکر کرتے ہیں، پھر ان کے معروف اساتذہ وتلامذہ کے ذکر کے بعد ان کے مختصر احوال، ان کے متعلق اہل علم کے اقوال، تصانیف اور ان کی سند سے کوئی روایت مروی ہے تو اُسے ذکر کرتے ہیں، عموماً آخر میں سن وفات بھی بتلاتے ہیں۔ مصنف کا اس کتاب میں جرح وتعدیل میں اسلوب یہ ہے کہ جس قول کو یہ آخر میں نقل کریں اس پر اعتماد ہوگا:

كل ماذكرت فيه أقاويل الناس من جرح وتعديل فالتعديل على ماأخرتُ. [1]

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر أحمد بن علي، ج۳ ص ۲۲۳

اس کتاب میں محض کسی حدیث کا آجانا اس کی صحت کی علامت نہیں ہے، یہ احادیث صحاحِ ستہ سے منقول نہیں ہیں، بلکہ اکثر روایات مصنف نے اپنے شیوخ، منتخبات اور اجزاء حدیثیہ سے نقل کی ہیں، بعض روایات کے آخر میں حکم ذکر کیا ہے، لیکن اکثر روایات کا حکم بیان نہیں کیا، اس لئے تحقیق کے بعد اس کتاب سے حدیث نقل کی جائے۔امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

أحمد بن علی الثابت الحافظ أبو بکر الخطیب تکلم فیه بعضهم وهو وأبو نعیم وکثیر من العلماء المتأخرین لا أعلم لهم ذنبا أکبر من روایتهم الأحادیث الموضوعة فی تألیفهم غیر محدودین منها وهذا إثم وجنایة علی السنن فاللّٰه یعفو عنا وعنهم.❶

ترجمہ: حافظ خطیب بغدادی اور ابونعیم اصفہانی اور بہت سے علمائے متاخرین کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں موضوع روایتیں نقل کرتے ہیں، اور یہ گناہ ہے، سنت وحدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف کرے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اور ان کی اس تاریخ سے متعلق تفصیلات کے لئے ان دو کتابوں کا مطالعہ کریں:

(۱) **موارد الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد** (دکتور اکرم ضیاء عمری)

(۲) **الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث** (دکتور محمود طحان)

"**تاریخ بغداد**" کا سب سے محقق نسخہ وہ ہے جو دکتور بشار عواد معروف کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ (۱۶) جلدوں میں "**دار الغرب الإسلامی**" بیروت ۱۴۲۲ھ

---

❶ الرواة الثقات المتکلم فیهم بما لا یوجب ردهم: ص ۵۱

بمطابق ۲۰۰۱ء کو سے طبع ہے۔

"تاریخ بغداد" پر بہت سے اہل علم نے ذیل لکھے، ان میں معروف درج ذیل ہیں:

"تاریخ بغداد" پر لکھے گئے ذیول

(۱) "الذیل علی تاریخ بغداد" علامہ سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ)

(۲) "ذیل تاریخ بغداد" علامہ ابن دیثی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۷ھ)

اس ذیل کا اختصار امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے "المختصر المحتاج إلیه من تاریخ ابن الدیثی" کے نام سے کیا۔

(۳) "التاریخ المجدد لمدینة السلام وأخبار فضلائها الأعلام ومن وردها من الأعلام" علامہ ابن نجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) یہ تیس سے زائد جلدوں میں تھا، لیکن ہم تک اس کی بعض جلدیں پہنچی ہیں، اس ذیل پر ذیل علامہ تقی الدین محمد بن رافع سلامی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے "الذیل علی ذیل ابن النجار" کے نام سے لکھا۔

۱۰......التدوین فی أخبار قزوین

یہ علامہ عبدالکریم بن محمد رافع القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) کی کتاب ہے، اس کتاب کے شروع میں چار فصلیں ہیں۔

الفصل الأول فی فضائل قزوین وخصائصها.

پہلی فصل قزوین کے فضائل اور خصوصیات کے بارے میں ہے۔

الفصل الثانی فی إسمها.

دوسری فصل قزوین شہر کے نام کے بارے میں ہے۔

الفصل الثالث فی کیفیة بنائها وفتحها:

تیسری فصل قزوین شہر کی تعمیرات فتوحات اور جغرافیہ کے بارے میں ہے۔

الفصل الرابع فی ذکر نواحیها وأودیتها وقنیها ومساجدها ومقابرها

چوتھی فصل قزوین شہر میں موجود مسجدیں، قبرستان اور علاقوں کی تعیین اور وہاں کے جغرافیہ کے بارے میں ہے۔

مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ صاحب ترجمہ کا نام ونسب، شیوخ وتلامذہ، مختصر سوانح اور ان کی سند سے مروی روایت اور سن وفات ذکر کرتے ہیں، لیکن مصنف نے ان چیزوں کا اہتمام تمام تراجم میں نہیں کیا۔

یہ کتاب چار جلدوں میں استاذ عزیز اللہ عطاردی کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ "دار الکتب العلمیة" سے طبع ہے۔

۱۱......تاریخ مدینة دمشق

یہ حافظ ابوالقاسم علی بن حسن بن ھبة اللہ المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱) کی تصنیف ہے۔ اصل کتاب اس وقت اسی جلدوں پر مشتمل ہے، مصنف چونکہ محدث ہیں اس لیے انہوں نے اپنی اس کتاب میں تاریخی باتوں کو بھی سند کے ساتھ بیان کیا ہے، ورنہ عموماً مؤرخین سند کا اہتمام نہیں کرتے لیکن انہوں نے حتی الامکان ہر اہم بات وروایات کو سند سے بیان کیا۔ اِن کے اور دور نبوت کے درمیان بڑا فاصلہ ہے اس وجہ سے سندیں بھی کافی طویل ہوگئیں اور کتاب کی ضخامت بڑھ گئی، اس کتاب کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں صرف "دمشق" میں رہنے والے یا آنے والے حضرات کے تراجم ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس میں شام کے تمام شہر داخل ہیں، اس لئے کتاب کا نام اس کے جمیع تراجم کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی پہلی جلد میں شام کے فضائل، فتوحات، جغرافیہ، مساجد، گرجے، نہریں اور وہاں کی معروف

عمارات کا ذکر ہے۔اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، خلفاء، وزراء، فقہاء، قضاۃ، محدثین، قراء، نحات، لغویین اور شعراء کے تراجم ہیں۔ اس کے شروع میں قدرے تفصیل کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، اس کے بعد خلفائے راشدین کی سوانح ہے۔ یہ کتاب حروفِ تہجی کی ترتیب پر ہے، البتہ مصنف نے ''أحمد'' نام کے تراجم کا ذکر پہلے کیا ہے، حضور کے اسم گرامی کی وجہ سے۔ مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ صاحبِ ترجمہ کا نام ونسب، شیوخ وتلامذہ اوران کے احوال ذکر کرتے ہیں، اوران کے متعلق اہل علم کی آراء اور ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں اورسن وفات بھی بتلاتے ہیں۔

مصنف روایات اوراہم واقعات واحوال بالسند ذکر کرتے ہیں، اس لئے کتاب کافی طویل ہوگئی، عموماً چار سے پانچ سطروں میں سند کا ذکر ہوتا ہے۔اسی وجہ سے علامہ ابن منظور رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) نے جب اسناد اورمکررات کوحذف کیا تو یہی اسی (۸۰) جلدوں پر مشتمل کتاب ''مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر'' کے نام سے (۲۹) جلدوں میں آ گئی۔ ''تاریخ مدینة دمشق'' میں (۱۰۲۲۶) تراجم کا ذکر ہے۔ یہ کتاب (۸۰) جلدوں پر ''دار الفکر'' سے طبع ہے، آخری چھ جلدیں فہرست پر مشتمل ہیں۔

''تاریخ مدینة دمشق'' پر لکھے گئے ذیول اوراختصارات

اس کتاب کی علماء نے بڑی خدمت کی، بعض نے اس پر ذیول لکھے اوربعض نے اس کا اختصار کیا، اس کے معروف ذیول درج ذیل ہیں:

(۱) مصنف کے صاحبزادے علامہ قاسم بن علی بن حسن رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ھ) نے ذیل لکھا۔

(۲) علامہ صدر الدین بکری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) نے ذیل لکھا۔
(۳) امام ابو حفص عمر بن حاجب عز الدین رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے ذیل لکھا۔
(۴) علامہ علم الدین برزالی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۹ھ) نے ذیل لکھا۔
(۵) علامہ ابن القلانس رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۹ھ) نے ذیل لکھا۔
اسناد ومکررات کی وجہ سے کتاب کافی طویل ہوگئی تھی، اس لئے بعض علماء نے اس کا اختصار کیا، ان حضرات کے اسماء درج ذیل ہیں:
(۱) امام ابو شامہ عبد الرحمٰن بن اسماعیل دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۵ھ)
(۲) امام جمال الدین محمد بن مکرم انصاری المعروف ابن منظور رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) ان کے اختصار کا نام "**مختصر تاریخ مدینة دمشق**" ہے، جو (۲۹) جلدوں میں "**دار الفکر**" سے طبع ہے۔
(۳) علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)
(۴) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) اِن کے اختصار کا نام "**تحفة المذکر المنتقی من تاریخ ابن عساکر**"
(۵) امام اسماعیل بن محمد جرّاح رحمہ اللہ نے "**العقد الفاخر بتاریخ ابن عساکر**" کے نام سے اختصار کیا۔
(۶) علامہ عبد القادر بن بدران رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) نے "**تاریخ مدینة دمشق**" کی تنقیح وتہذیب کی، اسناد اور مکررات کو حذف کیا، اور کتاب کو "حرفِ الف" سے شروع کیا، حرفِ عین تک پہنچے تھے کہ انتقال ہوگیا اور اس کی تکمیل نہ کرسکے، یہ کتاب "**تهذیب تاریخ مدینة دمشق**" کے نام سے طبع ہے۔ یہ کتاب سات جلدوں میں ہے۔

مصنف کی سوانح، تصنیفات اور اس کتاب کے تفصیلی تعارف کے لئے علامہ محمد بن ناصر عجمی کی کتاب "علامة الشام عبد القادر بن بدران الدمشقي حياته و آثاره" کا مطالعہ کریں، یہ کتاب "دار البشائر الإسلامية" سے طبع ہے۔

۱۲ ......مختصر تاريخ مدينة دمشق

علامہ محمد بن مکرم بن علی المعروف جمال الدین ابن منظور رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ علامہ ابن منظور وہی عالم ہے جنہوں نے لغت کی سب سے جامع اور مفصل کتاب "لسان العرب" لکھی ہے، موصوف اپنے دور کے بڑے لغوی، نحوی اور مؤرخ گزرے ہیں، انہوں نے اس کتاب میں " تاريخ مدينة دمشق " کے اسی جلدوں کا اختصار (۲۹) جلدوں میں کیا ہے۔ علامہ ابن منظور رحمہ اللہ نے سندوں کو حذف کر دیا، مکررات کو حذف کر دیا، اسی طرح بعض وہ تراجم جن کی انہیں ضرورت محسوس نہیں ہوئی انہیں ہٹا دیا۔

نیز غیر معروف رواۃ وعلماء جن کا تذکرہ نہایت عمدہ اختصار ہے، اگر کوئی اصل کتاب کی اہم معلومات سے واقف ہونا چاہے تو اِس کو اپنے مطالعہ رکھے۔

یہ کتاب ۲۹ جلدوں میں مکتبہ "دار الفكر" سے روحیۃ الناس، ریاض عبدالحمید مراد اور محمد مطیع کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو طبع ہے۔

۱۳ ......النجوم الظاهرة في ملوك مصر و القاهرة

یہ علامہ یوسف بن تغری بردی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۴ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف کی یہ کتاب سنین کی ترتیب پر ہے، مصنف نے کتاب کا آغاز سن ۲۰ھ سے کیا ہے، اس لئے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس شہر کو اسی سال میں فتح کیا، اور اس کتاب کا اختتام ۸۷۲ھ پر ہے۔ اس میں تفصیل کے ساتھ ہر سن ہجری میں پیش

آنے والے واقعات کو ذکر کیا ہے، نیز سلاطین، وزراء، علماء، ادباء، قراء اور شعراء کے تراجم بھی ذکر کیے ہیں، یہ کتاب مصر اور قاہرہ کی تاریخ پر ایک جامع دستاویز ہے۔ یہ کتاب ۱۶ جلدوں میں "وزارة الأوقاف والإرشاد القومی" سے طبع ہے۔ کتاب کی طوالت کی وجہ سے مصنف نے خود اس کا اختصار "الكواكب الباهرة من النجوم الزاهرة" کے نام سے کیا۔

۱۴......حسن المحاضرة فی أخبار المصر والقاهرة

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں مصر اور قاہرہ کی معلومات ذکر کی ہیں، انہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کی وہ آیات جن میں لفظ مصر آیا ہے ان کو ذکر کیا، مثلاً "اهْبِطُوا مِصْرًا" (البقرة: ۶۱) "وَقَالَ الَّذِی اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِی مَثْوَاهُ" (یوسف: ۲۱) "ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ" (یوسف: ۹۹) "أَلَيْسَ لِی مُلْكُ مِصْرَ" (الزخرف: ۵۱) "وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا" (یونس: ۸۷) پھر ان احادیث کا ذکر کیا ہے جن میں مصر کا ذکر آیا ہے، مصر کے شہروں کا ذکر، انبیاء میں سے کون مصر میں آیا ہے، حضرت عمر کے دور میں مصر کی فتح کا ذکر "ذكر من دخل مصر من الصحابة، من كان بمصر من الأئمة المجتهدين، ذكر من كان بمصر من الفقهاء الشافعية والمالكية والحنفية والحنابلة" مؤرخین، علماء، ائمہ نحو ولغت، شعراء، ادباء، قراء اور فقہاء کا اس میں ذکر کیا ہے۔ گویا اس کتاب میں ہر اس معروف شخص کا ترجمہ ہے جو مصر آیا ہے، چاہے وہ صحابہ میں سے ہو یا تابعین یا تبع تابعین میں سے ہو، پہلی صدی سے لے کر نویں صدی تک کے معروف حضرات کے تراجم ہیں۔

یہ کتاب ۲ جلدوں میں ''دار إحیاء الکتب العربیة'' سے محمد ابوالفضل ابراہیم کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۷ء کو طبع ہے۔

۱۵ ......تهذیب تاریخ ابن عساکر

یہ علامہ عبدالقادر بن احمد المعروف بن بدرام رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) کی تالیف ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں اسناد اور مکررات کو حذف کر کے تاریخ مدینہ دمشق کی تنقیح اور تہذیب کی اور اس میں سے غیر معروف رواۃ اور اہل علم کے تراجم حذف کر کے اس کتاب کا اختصار کیا، مصنف نے اس کتاب کو حرف الف سے شروع کیا، جب حرف عین تک پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا اور یہ کتاب مکمل نہیں ہو سکی۔ اگر یہ مکمل ہو جاتی تو یہ ''تاریخ مدینة دمشق'' کی بہترین تنقیح وتہذیب اور تلخیص ہوتی۔ یہ کتاب ۷ جلدوں میں ''المکتبة العربیة'' دمشق سے طبع ہے۔

۷......تاریخ وفیاتِ رواۃ کی معرفت پر لکھی گئی تینتیس کتابیں

معرفتِ وفیات کی اہمیت: راویانِ حدیث کی تاریخ پیدائش اور وفات کا جاننا ناقد حدیث کے لئے انتہائی ضروری ہے، اس ضرورت کے پیش نظر محدثین نے اس کو اصولِ حدیث کے علوم میں سے ایک اہم علم شمار کیا ہے اور اس کی معرفت کی جانب توجہ دلائی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تاریخ پیدائش اور وفات کی معرفت انتہائی اہم فن ہے۔ اس کی معرفت سے حدیث کے انقطاع واتصال کا پتہ چلتا ہے، بعض افراد نے کچھ ایسے لوگوں سے روایت کرنے کا دعوی کیا کہ جب ان کی تاریخ پیدائش ووفات دیکھی گئی تو پتہ چلا کہ یہ دعوی غلط ہے۔ یعنی اس کی معرفت سے دروغ گوئی کا پتہ بھی چل جاتا ہے۔ [1]

---

[1] تدریب الراوی: النوع الستون: التواریخ والوفیات، ج ۲ ص ۸۶۶

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ آپ نے خالد بن معدان سے کس سن میں روایت کی ہے، اس نے کہا ۱۱۳ھ میں، امام ابن عیاش رحمہ اللہ نے فرمایا یعنی ان کی وفات کے سات سال بعد تم نے ان سے روایت کی ہے؟ اس لئے کہ ان کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوگئی ہے۔ ایسے ہی محمد بن حاتم الکسی نے امام عبد بن حمید رحمہ اللہ سے روایت کا دعوی کیا، تو امام حاکم رحمہ اللہ نے ان سے سوال کیا کہ آپ کی پیدائش کس سن میں ہے؟ اس نے کہا ۲۶۰ھ میں، امام حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے ان کی وفات کے ۱۲ سال بعد ان سے روایت کیا، اس لئے کہ ان کا انتقال ۲۴۹ھ میں ہوا تھا۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب راویوں نے دروغ گوئی کی تو ہم نے ان کے لئے تاریخ کا استعمال کیا۔ ❶

اس لئے رجال کی کتابوں میں تاریخ پیدائش اور خاص طور سے تاریخ وفات کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسی اہتمام کا نتیجہ ہے کہ علماء نے راویوں کی تاریخ کی معرفت کے لئے مخصوص کتابیں تالیف کی ہیں، جن کو ''کتب وفیات'' کہا جاتا ہے۔ جو کتبِ رجال حدیث کی ایک قسم ہے۔ ان کتابوں میں تاریخ وفات ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر معلومات بھی تحریر کی جاتی ہیں۔ ابتداء میں یہ کتابیں صرف راویان حدیث کے لئے تحریر کی گئی تھیں لیکن بعد میں ان میں وسعت دے دی گئی اور اس میں دیگر افراد مثلاً علماء، ادباء، شعراء، امراء وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا، بعد میں تحریر کی گئی کتابیں زیادہ تر اسی نوع کی ہیں۔ ان میں معروف کتب درج ذیل ہیں:

---

❶ تدریب الراوی: النوع الستون: التواریخ والوفیات، ج۲ ص ۸۶۶

۱......التاريخ لليث بن سعد

یہ امام علامہ لیث بن سعد مصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵) کی تصنیف ہے۔ امام لیث رحمہ اللہ ۹۲ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۷۵ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ موصوف فقہ وحدیث میں امام العصر تھے۔ امام لیث بن سعد رحمہ اللہ کی ''التاریخ'' رواۃ اور رجال کی تاریخ پر ابتدائی کتابوں میں سے ہے، اس کتاب پر امام بخاری رحمہ اللہ نے خوب اعتماد کیا اور اپنی کتب ''التاريخ الكبير، التاريخ الأوسط، التاريخ الصغير'' میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

۲......التاريخ لعبد الله بن المبارك

یہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱) کی تصنیف ہے۔ اس میں رواۃ کی تاریخ پیدائش ووفات اور ان کی مختصر حالات کا تذکرہ ہے۔

۳......التاريخ والعلل

امام ابوزکریا یحیی بن معین بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کبار آئمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں، ان کے شاگرد امام فضل عباس بن محمد دوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۱ھ) نے اپنے استاد کے جرح وتعدیل سے متعلق اقوال کو اس کتاب میں جمع کیا ہے، یہ کتاب صرف امام ابن معین رحمہ اللہ کے روات کے متعلق اقوال پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب مرتب انداز میں نہیں ہے بلکہ اس میں کیف ما اتفق روات کے متعلق موصوف کے اقوال ہیں۔

یہ دکتور احمد نور سیف کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''مركز البحث العلمي جامعة الملك عبدالعزيز'' مکہ مکرمہ سے ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء کو طبع ہے۔

۴......التاریخ لعلی بن المدینی

یہ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) کی تصنیف ہے۔راقم کی معلومات کے مطابق ابتدائی دواور یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔(واللہ اعلم)

۵......التاریخ عندابن أبی شیبة

امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ)، یہ کتاب سلیمان بن سلیم اللہ رحیلی کی تصنیف ہے،جس میں انہوں نے امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی مختصر سوانح اوران کی تاریخ کا تعارف کرایا ہے، یہ کتاب ۱۴۱۷ھ میں ''الجامعة الإسلامیة'' مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

٦......التاریخ لأحمدبن حنبل

یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۷......التاریخ الکبیر

امام بخاری رحمہ اللہ نے دورِ صحابہ سے لے کر اپنے دور تک کے راویانِ حدیث کے مختصر حالات اس میں ذکر کئے ہیں،اس میں (۳٦۵۲) روات کا ذکر ہے، یہ کتاب حروفِ معجم کی ترتیب پر ہے، سب سے پہلے محمد نام کے راویوں کے حالات ذکر کئے ہیں،تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے برکت حاصل ہوجائے، امام بخاری رحمہ اللہ عموماً ہر راوی کا نام، والد کا نام،کنیت اور لقب ذکر کرتے ہیں اوراس راوی کے دو یا تین اساتذہ وتلامذہ کا ذکر کرتے ہیں،اوربعض کی سنِ وفات بھی ذکر کرتے ہیں، روات کے تذکرے کے دوران بعض مواقع پر احادیث بھی ذکر کرتے ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ الفاظِ جرح میں ''فیہ نظر ''اور''سکتوا عنه'' کے الفاظ ذکرکرتے ہیں، جرح کے الفاظ میں سخت لفظ''منکر الحدیث'' ہے۔امام بخاری

رحمہ اللہ کی جب یہ کتاب مکمل ہوئی تو امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے یہ کتاب عبد اللہ بن طاہر رحمہ اللہ کو دکھائی اور کہا کیا میں آپ کو جادو نہ دکھاؤں؟ انہوں نے اس کتاب کو دیکھا اور بڑے تعجب کا اظہار کیا اور کہنے لگے "لَسْتُ أَفْهَمُ تَصْنِيفَهُ" میں ان کی تصنیف کو نہیں سمجھ سکا۔ ❶

یہ کتاب آٹھ جلدوں میں "**دائرة المعارف العثمانية**" حیدر آباد دکن سے طبع ہے۔

۸...... التاريخ الأوسط

امام بخاری رحمہ اللہ اس کتاب کے آغاز میں لکھتے ہیں:

كتاب مختصر من تاريخ النبی صلی اللّٰه عليه وسلم والمهاجرين والأنصار وطبقات التابعين لهم بإحسان ومن بعدهم ووفاتهم وبعض نسبهم وكناهم ومن يرغب فی حديثه.

ترجمہ: اس مختصر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ، مہاجرین اور انصارِ صحابہ، تابعین اور اس کے بعد تبع تابعین کی وفات، بعض کی نسبتوں اور کنیتوں کا ذکر ہے اور ان لوگوں کا ذکر جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے رغبت ہے۔

اس کتاب میں اولاً حضور کی ازواج اور بنات سے متعلق روایات ہیں، پھر آپ کی وفات کا ذکر ہے، پھر ان مہاجرین وانصار صحابہ کا ذکر ہے جن کا حضور کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ صحابہ جن کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ جن کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ جن کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا، پھر وہ صحابہ جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں انتقال ہوا۔ پھر راویانِ حدیث کا ذکر ہے جن کا ۵۰ھ سے لے کر ۶۰ھ تک انتقال ہوا، پھر ۶۰ سے لے کر ۷۰ھ

❶ تهذيب الكمال: ج١٦ ص٩٠

تک، پھر ۷۰ھ سے لے کر ۸۰ھ تک، اسی طرح یہ سلسلہ ۲۵۶ھ تک چلا ہے۔اس میں کل (۲۹۹۷) رواۃ کا تذکرہ ہے۔اس کتاب میں تراجم ایک سے دوسطروں میں ہیں۔یہ کتاب دوجلدوں میں ”دار الوعی“ حلب سے طبع ہے۔

۹...... التاريخ الصغير

یہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ حضور، مہاجرین، انصار، تابعین اور تبع تابعین کی تاریخ ہے، اس میں ہرایک سال کے راویانِ حدیث کے تراجم الگ الگ ہیں، پھر دوسرے سال کے، پھر تیسرے سال کے الی آخرہ، جبکہ ”التاريخ الأوسط“ میں خلفائے راشدین کے دور کے بعد کے تراجم دس دس سال کے یکجا ہیں، اوراس کتاب میں ہرایک سال کے الگ الگ ہیں اوراگر سال میں کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہے تو اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔یہ کتاب دوجلدوں میں ”دار المعرفة“ بیروت سے طبع ہے۔

۱۰......التاريخ لابن ماجه قزويني

یہ صاحب سنن امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۱......تاريخ أبی زرعة الدمشقی

یہ امام ابوزرعۃ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۱ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۲......التاريخ لأبی عروبة حرانی

یہ امام ابوعروبہ حرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸) کی تصنیف ہے۔

۱۳......التاريخ لمحمد بن إبراهيم أصبهانی

یہ امام محمد بن ابراہیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۹ھ) کی تصنیف ہے۔

۱۴......الوافیات لعبد الباقی بن قانع

یہ امام ابوالحسین بن قانع رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۱ھ) کی کتاب ہے۔راقم کی معلومات کے مطابق یہ پانچوں کتابیں اب تک طبع نہیں ہوئیں۔

۱۵......تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم (وفیات النقلة علی السنین)

یہ امام علامہ ابوسلیمان بن محمد بن عبداللہ بن احمد دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ) کی تالیف ہے۔اس کتاب کا دوسرا نام "وفیات النقله علی السنین" ہے۔اس میں ہجرت رسول سے (۳۳۸) تک وفیات کا ذکر ہے۔مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ یہ عنوان قائم کرتے ہیں مثلاً "سنة إحدی" پھر "سنة اثنتین" پھر "سنة ثلاث" اس طرح ۳۳۸ھ تک ہر سن ہجری میں پیش آنے والے معروف واقعات اور معروف علماء کی سنِ وفات کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں دکتور عبداللہ احمد سلیمان کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ "دار العاصمة" ریاض سے ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء کو ریاض سے طبع ہے۔

۱۶......الوفیات

یہ علامہ امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد المعروف ابن مندہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۰) کی تصنیف ہے۔مصنف رحمہ اللہ نے اس میں پہلی صدی ہجری سے ۴۷۰ھ تک کے حالات وواقعات تحریر کی ہے۔علامہ کتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وهو مستوعب جدا قال الذهبی: لم ار أكثر إستيعابا منه. ❶

ترجمہ: یہ کتاب تراجم کا نہایت استیعاب کرنے والی ہے۔امام ذہبی نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ استیعاب کرنے والی کوئی کتاب نہیں دیکھی۔

❶ الرسالة المستطرفة: ص ۲۱۱

۱۷ ...... ذیل تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم

حافظ ابومحمد عبدالعزیز بن احمد بن محمد کتانی تمیمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۶ھ) یہ مندرجہ بالا کتاب پر ذیل ہے، اس میں ۳۴۰ھ سے ۴۶۵ھ تک کے اہل علم کا ذکر ہے، اس میں کل (۳۴۵) تراجم ہیں۔ ۲۳۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب "دار العاصمة" ریاض سے ۱۴۰۹ھ بمطابق ۱۹۸۹ء کو طبع ہے۔

۱۸ ...... جامع الوفیات

امام ابومحمد ہبۃ اللہ بن احمد انصاری دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۴ھ) نے مندرجہ بالا علامہ کتانی رحمہ اللہ کی کتاب پر ذیل لکھا ہے، یہ موصوف کے شاگرد ہیں، اس میں ۴۶۳ھ سے ۴۸۵ھ تک کے اہلِ علم کے مختصر تراجم اور سنین وفات کا ذکر ہے۔ ۶۵ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ "دار العاصمة" ریاض سے ۱۴۰۹ھ کو طبع ہے۔ یہ رسالہ "ذیل ذیل تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم" کے نام سے طبع ہے۔

۱۹......تاریخ الوفاۃ للمتاخرین من الرواۃ

یہ امام علامہ ابوسعد عبدالکریم ابن محمد السمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا ذکر علامہ کتانی رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ دیکھیے: [1]

۲۰ ...... ذیل الوفیات

امام ابوالحسن علی بن مفضل بن علی مقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۱ھ) نے مندرجہ بالا کتاب پر ذیل لکھا، اور ۴۸۵ھ سے ۵۸۱ھ تک کے مختصر تراجم اور سنین وفات کا ذکر کیا ہے۔

۲۱ ......التکملة لوفیات النقلة

امام منذری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ) نے مندرجہ بالا کتاب پر مفصل ذیل لکھا، جو

[1] الرسالة المستطرفة: ص ۲۱۱

تراجم اب تک چھوٹ گئے تھے اِن کا اضافہ کیا۔اس میں ۵۸۱ھ سے ۶۴۲ھ تک کے تراجم کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ''مؤسسة الرسالة'' سے طبع ہے۔

۲۲...... کتاب درالسحابه فی وفیات الصحابة

یہ امام علامہ ابوالفضل الحسن بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب راقم کے معلومات کے مطابق اب تک طبع نہیں، اِس کا تذکرہ ''الرسالة المستطرفة'' میں ملتا ہے۔ دیکھئے:[1]

۲۳...... صلة التكملة لوفيات النقلة

علامہ ابوالعباس عزالدین احمد بن محمد حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۵ھ) علامہ منذری رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، انہوں نے ۶۴۰ھ سے ۶۷۵ھ تک کے تراجم کا اضافہ کیا۔

۲۴...... الإعلام بوفيات الأعلام

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے سنین کی ترتیب پر پہلی ہجری سے لے کر ۷۴۰ھ تک کے اہل علم کی وفیات ذکر کی ہیں، اس کتاب میں سات صدیوں کے معروف اہلِ علم کی وفیات موجود ہیں، مصنف نہایت اختصار کے ساتھ ہر سن کے مشہور واقعات بھی ذکر کرتے ہیں، یہ کتاب ریاض عبدالحمید المراد اور دکتور سہیل زکار کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دار الفكر'' سے طبع ہے۔

۲۵...... العبر فی خبر من غبر

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اس میں یکم سن ہجری سے ۷۰۰ھ کے معروف واقعات وتراجم ذکر کئے ہیں، یہ کتاب سنین کی ترتیب پر ہے، مصنف پہلے ہر سال میں پیش آنے والے اہم واقعات ذکر کرتے ہیں، پھر اس سال میں وفات پانے

---

[1] الرسالة المستطرفة: ص ۲۱۱

والے فقہاء، علماء، شعراء، ادباء، سلاطین اور وزراء کا ذکر کرتے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کی "تاریخ الإسلام" کو "التاریخ الکبیر" اور "العبر" کو "التاریخ الأوسط" بھی کہا جاتا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود اپنی کتاب "العبر" پر ذیل لکھا، اور ۷۰۱ھ سے ۷۴۰ھ تک اہم واقعات وتراجم کا اضافہ کیا۔ یہ کتاب استاذ صلاح الدین منجد کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ "دائرة المطبوعات" کویت سے اور "دار الکتب العلمیة" سے ۴ جلدوں میں طبع ہے۔

۲۶...... عبر الأعصار وخبر الأمصار

علامہ شمس الدین محمد بن علی حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب "العبر" پر ذیل لکھا ہے، اس میں جہاں سے امام ذہبی رحمہ اللہ نے چھوڑا تھا یعنی ۷۴۱ھ سے ۷۶۴ھ تک کے واقعات وتراجم پر مشتمل ہے۔ یہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اس ذیل کو "الذیل علی العبر للذهبی" بھی کہا جاتا ہے۔

۲۷...... الذیل علی ذیل العبر للحسینی

امام محمد بن موسی بن سند مصری دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) نے امام حسینی رحمہ اللہ کے ذیل پر ذیل لکھا ہے، یعنی علامہ حسینی رحمہ اللہ نے جہاں سے چھوڑا ہے انہوں نے وہاں سے آغاز کیا ہے، اس ذیل میں ۷۶۵ھ سے ۷۸۰ھ تک کے واقعات وتراجم ہیں۔

۲۸...... الذیل علی ذیل العبر للذهبی

حافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی "العبر" پر ذیل لکھا ہے، اس میں ۷۴۱ھ سے ۷۶۳ھ تک کے احوال واقعات اور تراجم ہیں۔ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقد تساهل فيه وليس هو على قدر علمه والأكثر منه من ذيل الحسيني. ❶

ترجمہ: علامہ عراقی نے اس ذیل میں تساہل سے کام لیا ہے، یہ اِن کے علمی مقام کے مطابق نہیں ہے اور یہ زیادہ تر علامہ حسینی کے ذیل سے ماخوذ ہے۔

۲۹...... الذيل على ذيل العبر في خبر من غبر

حافظ ابوزرعہ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶ھ) نے اپنے والد (علامہ عراقی رحمہ اللہ) کے ذیل پر ذیل لکھا ہے، انہوں نے ۷۶۳ھ سے ۸۲۶ھ تک کے اہم واقعات اور تراجم سنینِ وفات کی ترتیب پر ذکر کئے ہیں۔ یہ ذیل استاذ صالح مہدی کی تحقیق کے ساتھ "مؤسسة الرسالة" سے طبع ہے۔

۳۰...... إنباء الغمر بأنباء العمر

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی ولادت کے سال سے یعنی ۷۷۳ھ سے ۸۵۰ھ تک کے اہم واقعات وتراجم ذکر کئے ہیں، واقعات وحادثات پر گویا یہ کتاب "البداية والنهاية" کا ذیل ہے، اس لئے کہ اِس کتاب کی انتہاء بھی اسی سال پر ہوتی ہے۔ تو انہوں نے وہیں سے آغاز کر کے (۷۷) سال کے اہم واقعات اور تراجم ذکر کر دیئے۔ یہ کتاب پانچ جلدوں میں "دائرة المعارف العثمانية" حیدر آباد دکن سے ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۷ء کو طبع ہے۔

۳۱...... إنباء المصر في أبناء العصر

علامہ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵ھ) نے ۸۵۱ھ سے ۸۸۶ھ تک کے اہم واقعات وتراجم ذکر کئے ہیں، یہ کتاب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب پر ذیل ہے، حافظ نے ۸۵۰ھ تک کے تراجم ذکر کئے تھے تو انہوں نے آغاز

---

❶ كشف الظنون: ج۲ ص ۱۱۲۲

۸۵۱ھ سے کیا، اور (۳۶) سال کے اہم واقعات وتراجم ذکر کر دیئے۔ ❶

۳۲...... شذرات الذهب فی أخبار من ذهب

علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے یکم ہجری سے لے کر ایک ہزار ہجری تک کے اہم واقعات اور تراجم کو ذکر کیا ہے، اس کتاب میں (۱۰۰۰) سال کی تاریخ ہے، مصنف نے سنین کی ترتیب پر اہم واقعات وتراجم ذکر کئے ہیں، اس میں محدثین، مؤرخین، ادباء، شعراء، امراء، وزراء اور قراء کے تراجم ہیں، مصنف مختصر حالات کے ساتھ تصانیف اور اہم واقعات بھی ذکر کرتے ہیں۔ استاذ محمود ارناؤوط نے اس کتاب پر ذیل لکھا ہے اور اس میں پندرہویں قرن کے آغاز تک کے اہلِ علم کے تراجم ذکر کئے ہیں، گویا اصل کتاب اور ذیل کو ملا کر تقریباً ۱۴ قرن کے تراجم محفوظ ہو گئے ہیں، یہ ذیل اصل کتاب کے ساتھ "دار ابن کثیر" دمشق سے ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو طبع ہوا ہے۔

۳۳...... معجم المعاجم والمشيخات

یہ دکتور یوسف بن عبدالرحمٰن مرعشلی کی تالیف ہے۔ مصنف نے علماء کی وفیات کو سنین کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، یہ کتاب "مکتبة الرشد" ریاض سے طبع ہے۔

۷......راویوں کے طبقات پر لکھی گئی چودہ کتابیں

اسماء الرجال پر لکھی گئی کتابوں میں ایک نوع "کتب الطبقات" کی ہے۔ کتبِ طبقات ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں راویوں کو ان کے احوال وواقعات، روایتوں یا خاص صفات (جیسے سبقت الی الاسلام، سبقت الی الہجرۃ یا غزوات میں حاضری) کے اعتبار سے طبقہ در طبقہ مؤلف کے زمانہ تک ذکر کیا جائے، اور صحابہ کے بعد والے رواۃ

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۱۱۸

یعنی تابعین، اتباعِ تابعین وغیرہ کو ان کے تقارب سن، یا اساتذہ حدیث کے اعتبار سے طبقہ در طبقہ ذکر کیا جائے۔

ان کتابوں کی وجہ سے حدیث کی سند میں موجود ارسال، انقطاع، عضل، تدلیس اور متشابہ اسماء کے درمیان تمیز وغیرہ جیسے اہم امور کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں معروف کتابوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱......الطبقات للواقدی

یہ امام واقدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷) کی تصنیف ہے۔

۲......الطبقات الکبری

یہ علامہ محمد ابن سعد بن منیع البصری المعروف امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی کتاب ہے۔ اِس کتاب کا تفصیلی تعارف ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کی روات پر لکھی گئی کتابوں کے تعارف صفحہ نمبر (۷۴ تا ۸۰) میں گزر چکا ہے۔

۳......طبقات خلیفه بن خیاط

یہ امام علامہ ابو عمرو خلیفہ بن خیات شیبانی بصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے صحابہ کرام کا تذکرہ کیا ہے، ان کے نام ونسب، تاریخ وفات اور مختصر حالات کو نہایت احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور سہیل زکار کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الفکر'' سے ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کو طبع ہے۔

۴......طبقات لمسلم بن حجاج

یہ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی کتاب ہے۔

۵......طبقات الأسماء المفردة من الصحابة والتابعين وأصحاب الحديث

یہ امام علامہ ابوبکر احمد بن ہارون بن روح البردیجی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰) کی کتاب ہے۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے مختلف رواۃ کا تذکرہ شہر، علاقہ اور سن کے اعتبار سے کیا ہے۔ یہ کتاب سکینہ الشہابی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''طلاس للدراسات والترجمه والنشر'' سے ۱۹۷۸ء کو طبع ہے۔

۶......المنتخب من ذيل المذيل من تاريخ الصحابه والتابعين

یہ امام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰) کی کتاب ہے۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے دو تین سطور کے اندر اندر صحابہ وتابعین کے حالات لکھے ہیں۔ یہ کتاب ''موسسة العلمی لمطبوعات'' بیروت سے طبع ہے۔

۷......الطبقات

یہ امام ابوعروبہ حسین بن محمد حیرانی سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸) کی تصنیف ہے۔

۸......مشاهير علماء الأمصار

یہ امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے مختلف شہروں کے مشہور ثقہ روات کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز اس میں مختلف علاقوں کے مشہور اہل علم جیسا کہ کتاب کے نام سے بھی بالکل واضح ہے مثلاً حجاز، ایراق، شام، مصر، یمن اور خراسان کے علماء کا تذکرہ کیا ہے۔

اس کتاب میں کل (۱۶۰۲) تراجم کا ذکر کیا ہے، اور یہ سب وہ ہیں جو موصوف کی تحقیق کے مطابق مختلف شہروں کے مشہور ثقہ علماء میں سے ہیں۔ یاد رہے کہ اس کتاب میں تمام ثقہ راویوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مشہور ثقہ علماء کا ذکر ہے۔ اس میں انہوں نے

راویوں کو چار طبقات میں بیان کیا، پہلا طبقہ ہے صحابہ کرام کا، دوسرا طبقہ ہے تابعین کا، تیسرا طبقہ ہے تبع تابعین کا اور چوتھا طبقہ ہے تبع تابعین کے بعد آنے والے علماء کا۔ یہ کتاب نہایت اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہے اور اس میں نہایت مختصر احوال انہوں نے ذکر کیے۔

یہ بات یاد رہے کہ اس میں مصنف نے اپنی تحقیق کے مطابق ثقہ علماء کا تذکرہ کیا ہے، اب یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دیگر کے ہاں بھی ثقہ ہو تو اس لئے بہت سے ایسے ہیں جن پر دیگر محققین علماء نے کلام کیا ہے لیکن ان کی تحقیق کے مطابق وہ ثقہ تھے۔ یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔ یہ کتاب ''دار النشر'' قاہرہ سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

۹......طبقات المحدثین بأصبهان والواردین علیها

یہ امام ابو محمد عبداللہ بن محمد الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۹ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان محدثین کے تراجم ذکر کئے ہیں جو اصبہان کے رہائشی تھے، یا اصبہان میں آئے تھے، صحابہ کے دور سے لے کر اپنے زمانے تک، مصنف نے شروع میں تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے اصبہان شہر کے وقوع کا ذکر پھر اس کے فضائل نقل کئے۔ مصنف نے کتاب کو نو طبقات پر تقسیم کیا ہے، مصنف ہر محدث کے ترجمہ میں نام ونسب، کنیت ولقب، شیوخ وتلامذہ تاریخ وفات وتاریخ ولات کے ذکر کے بعد ان سے مروی بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں۔ مصنف روایت کی صحت وضعف اور روات پر جرحاً وتعدیلاً کلام بھی ذکر کرتے ہیں، لیکن انہوں نے ہر ہر سند اور حدیث پر اس کا التزام نہیں کیا، بلکہ اکثر مقامات پر کلام نہیں کیا، بہت سی واہی اور موضوع روایات کو بغیر تنبیہ کے ذکر کیا ہے، اس لئے نقل روایت میں خوب تحقیق کی جائے، یہ

کتاب محقق عبدالغفور عبدالحق کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۲ء کو چار جلدوں میں ''مؤسسة الرسالة'' سے طبع ہے۔امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی کتاب ''ذكر أخباء أصبهان'' میں زیادہ تر اعتماد اسی کتاب پر کیا ہے۔

۱۰......طبقات علماء الحديث

یہ امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الدمشقی المعروف ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) کی کتاب ہے۔اس انہوں نے روایت حدیث کے زمانہ کی ابتداء سے اپنے دور تک فن حدیث میں مشغول رہنے والوں کے حالات وسوانح لکھے ہیں۔ یہ کتاب استاد اکرم البلوشی اور ابراہیم الزیبق کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''موسسة الرسالة'' بیروت سے ۱۴۰۹ھ کو طبع ہے۔

۱۱......سير أعلام النبلاء

امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کا شمار نامور آئمہ جرح وتعدیل میں ہوتا ہے اور آپ اس فن کے محقق علماء میں سے ہیں، علم حدیث میں آپ کی جلالت شان اہل علم کے ہاں مسلّم ہے، نقد حدیث میں آپ کی معرفت سب پر عیاں ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسم بامسمّیٰ بنایا تھا۔اس کتاب کی پہلی جلد سیرت نبویہ پر مشتمل ہے، پھر اس کے بعد خلفائے راشدین اور معروف صحابہ وصحابیات کا تذکرہ ہے، ازواجِ مطہرات کا تذکرہ تفصیلاً ہے، پھر آپ نے قرن اولیٰ سے لے کر قرن ثامن تک ہر دور میں مشہور اہل علم محدثین، رواتِ حدیث، خلفاء اور قضاۃ کا تذکرہ کیا ہے، اس میں آپ کا اسلوب یہ ہے کہ نام ونسب، لقب اور کنیت ذکر کرتے ہیں، معروف اساتذہ وتلامذہ کے ذکر کے بعد ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کرتے

ہیں، مشہور محدثین وفقہاء کی سوانح آپ نے بڑے تفصیل سے ذکر کی ہے، خصوصاً ائمہ اربعہ اورائمہ صحاح ستہ، تراجم میں عموماً سن وفات ذکر کرتے ہیں، اگران کی تصنیفات ہوں تو اس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں، راوی کے متعلق اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں، اور اگران کی سند سے کوئی روایت موصوف تک پہنچی ہے تو اسے بھی ذکر کرتے ہیں۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ اہل علم چاہے محدثین ہوں یا فقہاء، رواتِ حدیث ہوں یا دیگر اہل علم ہر ایک کا ذکر بڑے جچے تُلے القابات کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ کتاب ابتداء اسلام سے لے کر ۷۰۰ھ تک کے نامور لوگوں کے حالات پر مشتمل ہے، اس میں صحابہ، تابعین، راویانِ حدیث ومحدثین، فقہاء ومفتیین، قراء ومفسرین کے تذکرہ کا ایک ایسا حسین مجموعہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ امام ذہبی رحمہ اللہ محض ناقل نہیں بلکہ ناقد ہیں، روایات وحکایات پر جا بجا انہوں نے نقد کیا ہے، اور ان کا نقد مزاجِ شریعت کے مطابق ہوتا ہے، مثلاً انہوں نے امام وکیع رحمہ اللہ پر ان الفاظ میں نقد کیا:

صَحِبْتُ وَكِيعاً فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَكَانَ يَصُوْمُ الدَّهرَ، وَيَخْتِمُ القُرآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ. قُلْتُ: هَذِهِ عِبَادَةٌ يُخضَعُ لَهَا، وَلَكِنَّهَا مِنْ مِثْلِ إِمَامٍ مِنَ الأَئِمَّةِ الأَثَرِيَّةِ مَفضُولَةٌ، فَقَدْ صَحَّ نَهْيُه عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَنْ صَومِ الدَّهْرِ، وَصَحَّ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقرَأَ القُرآنُ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلاَثٍ، وَالدِّيْنُ يُسْرٌ، وَمُتَابَعَةُ السُّنَّةِ أَوْلَى، فَرَضِيَ اللهُ عَنْ وَكِيعٍ، وَأَيْنَ مِثْلُ وَكِيعٍ؟ وَمَعَ هَذَا فَكَانَ مُلاَزِماً لِشُرْبِ نَبِيذِ الكُوفَةِ الَّذِي يُسكِرُ الإِكْثَارُ مِنْهُ، فَكَانَ مُتَأَوِّلاً فِي شُرْبِهِ، وَلَوْ تَرَكَهُ تَوَرُّعاً، لَكَانَ أَوْلَى بِهِ، فَإِنَّ مَنْ تَوَقَّى الشُّبُهَاتِ، فَقَدِ اسْتَبرَأَ لِدِيْنِه وَعِرْضِهِ، وَقَدْ صَحَّ النَّهْيُ وَالتَّحرِيْمُ لِلنَّبِيذِ المَذْكُوْرِ، وَلَيْسَ هَذَا مَوْضِعَ هَذِهِ الأُمُوْرِ، وَكُلُّ أَحَدٍ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ، فَلاَ قُدْوَةَ

فِی خَطَأ العَالِمِ، نَعَمْ، وَلَا یُوَبَّخ بِمَا فَعلَهُ بِاجْتِهَادٍ نَسْأَلُ اللّٰه المُسَامَحَة. ❶

ایک محقق عالم کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے، کتاب کا وہ نسخہ جو معروف محقق شعیب ارناؤوط کی زیرنگرانی جس پر کام ہوا ہے وہ نہایت مفید ہے، اس کے شروع میں ایک تفصیلی مقدمہ ہے جس میں مصنف کے حالات اور آپ کی تصنیفات کا تفصیلی ذکر ہے، محقق نے کتاب میں جا بجا مصنف کی بات پر نقد بھی کیا ہے، چونکہ ان کو رجال اور حدیث سے گہری مناسبت تھی، اس لئے ان کی گرفت عموماً مضبوط ہوتی ہے۔ اگر امام ذہبی رحمہ اللہ کی "**تاریخ الإسلام**" اور "**سیر أعلام النبلاء**" سے امام ذہبی رحمہ اللہ کی روایات وحکایات پر ناقدانہ آراء کو جمع کر کے تعلیق وتحقیق کے ساتھ الگ سے طبع کیا جائے تو یہ ایک مفید کاوش ہوگی۔ اس قسم کی ایک کوشش فہد بن عبدالرحمٰن نے کی ہے "**الفوائد الذهبية من سير أعلام النبلاء**" کے نام سے کی ہے، لیکن انہوں نے مکمل کتاب کا استیعاب نہیں کیا۔

یہ نسخہ ۲۵ جلدوں میں "**مؤسسة الرسالة**" سے طبع ہے۔ جو تراجم امام ذہبی رحمہ اللہ سے چھوٹ گئے تھے یا انہوں نے قصداً چھوڑ دیئے تھے یا وہ اہل علم جو ان کے بعد آئے انہیں علامہ تقی الدین فاسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۲ھ) نے اپنی کتاب "**تعريف ذوي العلاء بمن لم يذكره الذهبي من النبلاء**" میں ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی سوانح، تصانیف اور "**تاريخ الإسلام**" میں ان کے منہج کے لئے دکتور بشار عواد معروف کی "**الذهبي ومنهجه في كتابه تاريخ الإسلام**" کا مطالعہ کریں۔

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ج ۹ ص ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴

زیر تعارف کتاب شیخ شعیب الارناؤوط کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ مکتبہ ''موسسة الرسالة'' بیروت سے پچیس جلدوں میں ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۲ء کو طبع ہے۔

۱۲......تذکرة الحفاظ

یہ امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب کا تعارف ثقہ روایوں پر لکھی گئی کتابوں کے تعارف صفحہ نمبر (۲۹ تا ۳۲) گزر چکا ہے۔

۱۳......المعین فی طبقات المحدثین

یہ امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے۔اس کے شروع میں مصنف رحمہ اللہ نے صحابہ کرام میں سے پہلے عشرہ مبشرہ کا تذکرہ کیا پھر اس کے بعد باقی صحابہ کرام کا نام ونسب، کنیت اور مختصر تعارف حروفِ تہجی کی ترتیب پر کیا ہے اور پھر تابعین سے لیکر ۷۲۰ھ تک کے رواۃ اور طبقات کا تذکرہ کیا ہے۔اس میں کل رواۃ کی تعداد (۲۲۰۰) ہے اور مصنف رحمہ اللہ نے انہیں (۲۸) طبقات پر تقسیم کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور ہمام عبدالرحیم سعید کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الفرقان'' عمان سے ۱۴۰۴ھ کو طبع ہے۔

۱۴......طبقات الحفاظ

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی ''تذکرة الحفاظ'' کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام ''طبقات الحفاظ'' رکھا، نیز امام ذہبی کے بعد جو آئمہ نقاد آئے ہیں ان کا بھی اضافہ کیا، امام ذہبی رحمہ اللہ نے (۲۱) طبقات کا تذکرہ کیا تھا مگر انہوں نے اس میں چار کا اضافہ کر دیا۔اس میں انہوں اِن تراجم کے ساتھ ساتھ مزید تراجم کا اضافہ بھی کیا ہے، یعنی

۷۵۰ھ سے ۹۰۰ھ تک، اس ۱۵۰ سال کے عرصے میں جو معروف علماء گزرے ہیں ان کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں کل تراجم کی تعداد (۱۱۹۰) ہے، کئی ایک تراجم کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے حذف بھی کیا ہے، اس لئے تراجم کی تعداد کم ہے، اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ نہایت اختصار سے صرف نام ونسب مشہور اساتذہ، مشہور تلامذہ اور چند ایک اہل علم کی آراء دو سے تین سطروں میں لکھتے ہیں اور آخر میں سن وفات ذکر کرتے ہیں۔ اس کتاب کا اختتام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ترجمہ پر کیا ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ ''دار الکتب العلمیة'' سے طبع ہے۔

۸......فقہاء اربعہ کے مقلدین کے تراجم پر لکھی گئیں تیرہ کتابیں

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کے تراجم اور ان کے مقلدین میں فقہاء، علماء، محدثین، قراء، مفسرین، مؤرخین، خطباء، مصنفین اور دیگر اہلِ علم کے تراجم پر جو کتابیں لکھیں وہ درج ذیل ہیں:

احناف کے تراجم پر لکھی گئی کتابیں

۱......الجواهر المضية فی طبقات الحنفية

یہ امام علامہ عبدالقادر بن محمد بن نصر اللہ قرشی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ یہ طبقہ احناف کے تراجم پر سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے شیخ القطب الحلبی سے استفادہ کیا ہے، یہ حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی گئی، اس میں مصنف نے سب سے پہلے نام پھر کنیت، انساب، القابات کا ذکر کیا ہے، اس کتاب میں بہت سارے فوائد ومعارف ہیں اور اس میں کل تین ابواب ہیں: (۱) پہلا باب اسماء الحسنٰی کے بیان میں (۲) دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک کے بیان میں (۳) تیسرا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب کے بیان میں۔ یہ چونکہ

اس موضوع پر مصنف کی پہلی تالیف ہے اس لیے اس میں بہت سے تراجم اِن سے رہ گئے ،انہوں نے ایک فصل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کا تذکرہ شہروں کی ترتیب پر کیا ہے۔امام ابراہیم بن محمد الحلبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۶ھ) نے اس کتاب کی تلخیص بھی لکھی۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ''میر محمد کتب خانہ'' کراچی سے طبع ہے۔

۲......تاج التراجم فی طبقات الحنفیة

یہ علامہ زین الدین ابوالعدل قاسم بن قطلو بغا السودونی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی تصنیف ہے۔مصنف نے اس میں اپنے شیخ التقی المقریزی رحمہ اللہ، علامہ القرشی کی ''الجواهر المضیة'' وغیرہ سے استفادہ کرکے احناف کے تراجم کو بیان کیا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں علماء احناف کو تین طبقات پر تقسیم کیا ہے: (۱) پہلے طبقہ میں ان کے تراجم بیان کیے جو کنیت سے مشہور ہوئے (۲) دوسرے طبقہ میں ''ابن فلاں'' کے لفظ سے مشہور ہونے والے احناف کا تذکرہ کیا۔ (۳) تیسرے طبقہ میں نسب یا لقب سے شہرت پانے والوں کا تذکرہ کیا۔ یہ کتاب محمد خیر رمضان یوسف کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ تین جلدوں میں مکتبہ ''دار القلم''، دمشق سے ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۲ء کو طبع ہے۔

۳......طبقات السنیة فی تراجم الحنفیة

یہ علامہ تقی الدین بن عبدالقادر التمیمی الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۰ھ) کی تصنیف ہے۔حنفی علماء کے تراجم پر اب تک جو کچھ لکھا گیا ان میں یہ ایک جامع اور مفید کتاب ہے۔اس میں مصنف رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے زمانے سے لے کر اپنے دور تک حنفی علماء کے تراجم جمع کیے ہیں، اس میں کل تراجم کی تعداد (۲۶۰۰) ہے، مصنف رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں ایک مقدمہ لکھا اور اس مقدمہ میں انہوں نے (۴۰)

سے زائد ایسی کتابوں کا نام ذکر کیا جن پر انہیں اعتماد تھا، مصنف نے اس مقدمہ میں علم تاریخ، اس کی افادیت، تاریخی واقعات، سوانح حیات اور طبقات میں مؤرخین کے طریقے، تاریخی اصطلاحات کا استعمال، نسب اور کنیت کا تعین کرنے کا طریقہ اور دیگر قیمتی فنی فوائد اور اہم معلومات نقل کیں ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

ربما أكثرت فی بعض التراجم من إیراد نفائس الأشعار، ومحاسن الأخبار، ولطائف النوادر، ونوادر اللطائف، وربما ذكرت فی الأنساب شیئاً من أوصاف البلدان وخصائصا وماقیل فیها من الأشعار وورود فی حقها من الأخبار والآثار. ❶

ترجمہ: بعض تراجم کے ضمن میں بسا اوقات میں نے بکثرت عمدہ اشعار، اچھی باتیں، عمدہ قصیدے اور خوشگوار لطائف بیان کئے اور کبھی کبھی میں نے انساب کے بیان میں شہروں کے اوصاف وخصوصیات اور ان کے متعلق بولے جانے والے اشعار، آثار اور اخبار کو بھی ذکر کیا ہے۔

مصنف نے کتاب کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے کیا، اس کے بعد امام اعظم کا ترجمہ وسوانح بیان کی، اس کے ساتھ ساتھ اہم فقہی مسائل اور منفرد فتاوی بیان کئے، پھر اس کے بعد حروفِ تہجی کی ترتیب پر تراجم بیان کرنا شروع کئے، پھر اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے اس میں ایک ضمیمہ شامل کیا جو تین ابواب پر مشتمل ہے:

(۱) پہلے باب میں کنیت سے مشہور اشخاص کا ذکر ہے۔ (۲) دوسرے باب میں القاب سے مشہور افراد کا تذکرہ ہے۔ (۳) تیسرے باب میں انساب سے مشہور شخصیات کا

❶ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة: ج ۱ ص ۱۴

تذکرہ ہے۔

۴......الفوائد البهية فی تراجم الحنفية

یہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی تصنیف ہے، اس میں مصنف نے تقریباً (۴۰۰) علماءِ احناف کے تراجم کو بیان کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں مصنف کے حالات اور ان کی تصنیفات کے بارے میں تفصیلی مواد ہے، پھر اس کے بعد حروفِ تہجی کی ترتیب پر تراجم شروع ہوتے ہیں۔ کتاب کے آخر میں آیاتِ کریمہ، احادیث اور تراجم کی فہرست الگ الگ عنوان سے بیان کی گئی ہیں، مصنف رحمہ اللہ نے خود اس کا حاشیہ تحریر فرمایا جو ”التعليقات السنية على الفوائد البهية“ کے نام سے کتاب کے ساتھ طبع ہے۔ مصنف رحمہ اللہ اس کتاب کی تصنیف سے ۱۲۹۲ھ کو فارغ ہوئے۔ یہ کتاب مکتبہ ”دار الأرقم“ سے طبع ہے۔

۵......حدائق الحنفیہ

یہ حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ کی طبقات احناف پر اردو میں کتاب ہے۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے بشمول امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۱۳۰۰ھ تک دنیا بھر کے ایک ہزار سے زائد حنفی علماء وفقہاء کا مستند تذکرہ کیا ہے، اردو زبان میں اپنے موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے، اس سے پہلے اردو میں اس موضوع پر کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں طبقات کو ”حدیقہ اول، حدیقہ دوم“ کے عنوان سے بیان کیا اور ہر حدیقہ کے تحت احناف کے تراجم ذکر کئے۔ یہ کتاب ایک جلد میں ”مکتبہ ربیعہ“ سے طبع ہے۔

۶......انوار الباری شرح صحیح البخاری

یہ علامہ احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ کی تالیف ہے، جو صحیح بخاری کی شرح ہے، جس میں

مصنف نے امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی افادات کو جمع کیا ہے۔ یہ نہایت مفصل، محقق اور عالمانہ شرح ہے، شاہ صاحب کے وسعت مطالعہ کی ایک جھلک اس کتاب سے معلوم ہوتی ہے۔ اس شرح کی پہلی اور دوسری جلد میں بھی بہت سے علمائے احناف کے تراجم اور نادر معلومات ہیں۔ یہ کتاب ''ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان'' سے طبع ہے۔

مالکیہ کے تراجم پر لکھی گئی کتابیں

۱......ترتیب المدارک وتقریب المسالک

یہ امام علامہ ابوالفضل القاضی عیاض بن موسی الیحصبی مالک رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) کی کتاب ہے۔ مالکی علماء کے تراجم پر پہلی مفصل کتاب ہے، جس میں کبار مالکی فقہاء، محدثین، مفسرین، قراء، مؤرخین اور مصنفین کا تذکرہ کیا ہے، مصنف رحمہ اللہ اسے طبقات اور شہروں کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، حاجی خلیفہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

جمع فيه المالكيه وأحسن وهو تاليف غريب لم يسبق اليه. ❶

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ نے اس میں مالکی علماء کے تراجم کو عمدہ انداز میں جمع کیا ہے، یہ ایسی انوکھی کتاب ہے، کوئی دوسری کتاب اِس پر سبقت نہ لے جاسکی۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں تین بنیادی عنوانات قائم کئے ہیں: **(۱) فضل المدينة. (۲) مذهب مالك. (۳) أصحاب مالك.** مصنف نے پہلے عنوان کے تحت مدینہ کی فضیلت پر وارد احادیث، مدینہ کے لیے رسول اللہ کی دعائیں، سنت وقرآن کی اہمیت، اہل مدینہ کے علم کی فضیلت، اہل مدینہ کی دوسروں پر

❶ کشف الظنون: ج ۱ ص ۳۹۵

ترجیحات وغیرہ کا بیان کیا ہے۔ دوسرے عنوان میں مذہب مالک کی ترجیح، امام مالک کی تقلید اور ترجیح کی دلیل و حجت، امام مالک کی فضیلت و مقام، ان کے علمی مجالس کا ذکر ہے۔ تیسرے عنوان کے تحت مصنف نے امام مالک کے شیوخ، معاصرین، شاگردوں کا تذکرہ کیا اور طبقات کی لحاظ سے حروف تہجی کی ترتیب پر ان کے تراجم بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب آٹھ جلدوں میں مختلف حضرات کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''**مطبعة فضالة**'' سے طبع ہے۔

۲......الديباج المذهب فى معرفة أعيان علماء المذهب

یہ امام علامہ ابراہیم بن علی بن محمد المعروف ابن فرحون مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۹ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے یہ کتاب فقہاء مالکیہ کے تراجم پر لکھی ہے، اس میں (۶۳۰) سے زائد رجال کے تراجم کا تذکرہ ہے۔ کتاب کی ابتدا میں مصنف نے ایک طویل مقدمہ لکھا جس میں کتاب کا منہج واضح کیا گیا ہے، اس مقدمہ میں رجال کے تراجم کی فہرست، امام مالک کی سوانح، ان کے مذہب کی وجوہِ ترجیح اور ان کی تقلید کے وجوب کو بیان کیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں سب سے زیادہ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کی کتاب ''**ترتيب المدارك**'' سے استفادہ کیا ہے، مصنف مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وقد ذكرت فى هذاالمجموع الوجيزمشاهير الرواة وأعيان الناقلين للمذهب والمؤلفين فيه ومن تخرج به أحد من المشاهير وجماعة من حفاظ الحدِيث وأضربت عن ذكر غير المشاهير إيثاراللاختصار لِأَن الُإحاطَة بهم متعذرة واستيفاء من يمكن ذكره يخرج عن المقصود وَذكرت جماعة من المُتأَخِّرين مِمَّن لم يبلغ دَرَجَة الأَئِمَّة المقتدى

بهم قصد التعريف بحالهم لكونهم قصدُوا التَّأْلِيف وَلأَن لكل زمان رجَالاوَ كَذَلِكَ ذكرت بعض الرواة الحفاظ المُتَأَخِّرين لكونهم من مشاهير أهل زماننا وَلم يَقع ترتِيب أسمائهم فِي هذا التَّأْلِيف على الوجه المطلوب بل وقع فيهم تقديم وتَأْخير من غير قصد. ❶

ترجمہ: اس مختصر مجموعہ میں میں نے مشہور روات، مذہب کے ناقلین اور مصنفین اور ان کی تصنیفات کی تخریج کرنے والے مشہور شخصیات اور حفاظِ حدیث کی جماعت کو ذکر کیا ہے اور اختصار کی غرض سے غیر مشاہیر کے ذکر سے اجتناب کیا ہے، کیونکہ ان کا احاطہ مشکل ہے اور جن جن کا تذکرہ ممکن ہے ان تمام لوگوں کا استیعاب کرنا مقصود سے بالاتر ہے۔ میں نے متأخرین کی ایک ایسی جماعت کا بھی تذکرہ کیا ہے جو قابلِ اقتداء آئمہ کے درجہ تک نہیں پہنچتے تھے تاکہ ان کے احوال کا پتہ چلے اور اس لیے کہ وہ تصنیف کا ارادہ رکھتے تھے اور ہر زمانے میں رجال کار ہوتے ہیں، اسی طرح میں نے متأخرین میں سے بعض حفاظ روات کا بھی ذکر کیا ہے، کیونکہ وہ ہمارے دور کے مشہور حضرات تھے، اس تالیف میں ان کے اسماء علی وجہ المطلوب مرتب انداز میں نہیں ہیں بلکہ غیر ارادی طور پر ان میں تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے۔

مصنف رحمہ اللہ نے اس میں الف سے یا تک حروفِ تہجی کی ترتیب پر تراجم کو ذکر کیا ہے، پھر اس کے بعد امام مالک کی حالاتِ زندگی، ان کی سیرت وصورت، تقوی، للّٰہیت، علم وعمل، احادیث وفقہ پر ان کی محنت اور ان کے تلامذہ وشیوخ وغیرہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ یہ کتاب مکتبہ "**دار الكتب العلمية**" بیروت سے ایک جلد میں طبع ہے۔

---

❶ الديباج المذهب: ج ۱ ص ۲

شوافع کے تراجم پر لکھیں گئی کتابیں

۱......طبقات الشافعية الكبرى

یہ امام علامہ تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین السبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں علامہ سبکی رحمہ اللہ نے شافعی المسلک علماء کے تراجم کو تحریر کیا ہے، مصنف رحمہ اللہ نے شوافع فقہاء کو سات طبقوں پر تقسیم کیا اور اس میں کل تراجم کی تعداد (۱۴۱۹) ہے۔اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے امام شافعی کو دیکھنے والوں کا ذکر کیا، پھر ان کا جن کا نام ''احمد'' ہے پھر ان کا تذکرہ کیا جن کا نام ''محمد'' ہے، پھر انہوں نے حروف تہجی کی ترتیب پر تراجم کا تذکرہ کیا، انہوں نے ہر سوانح نگار کا نام، والد اور دادا کا نام، معروف لقب وکنیت اور علمی مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، جائے مقبرہ اور مشہور تصانیف کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح اُن کے اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ کرتے ہیں اور اگر وہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہوں تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔اس کتاب میں عجیب وغریب اور نہایت دلچسپ واقعات، روایات، اشعار کا بھی اچھا خاصا مواد موجود ہے۔ یہ کتاب دکتور محمود محمد الطناحی ودکتور عبدالفتاح محمد الحلو کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۱۳ھ کو مکتبہ '' هجر للطباعة'' سے طبع ہے۔

۲......طبقات الشافعين

یہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تالیف ہے۔اس میں انہوں نے شافعی المسلک علماء کرام کے تراجم کو طبقات کی ترتیب پر بیان فرمایا ہے۔اس میں کل دس طبقات ہیں، ابتدا میں امام شافعی رحمہ اللہ کی سوانح ہے، پھر امام شافعی رحمہ اللہ کے تلامذہ کی، پھر دیگر علمائے شوافع کی، ان کا اسلوب یہ ہے کہ ہر عالم کا نام ونسب، لقب وکنیت،

اساتذہ وتلامذہ، ان کے اوصاف وصفات، اہل علم کی اُن کے متعلق آراء، تصانیف اور سن وفات بیان کرتے ہیں، یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ ''الثقافة الدينية'' سے ۱۴۱۳ھ میں طبع ہے۔

۳......طبقات الشافعية لابن قاضی شهبة

یہ امام علامہ ابوبکر بن احمد دمشقی المعروف ابن قاضی شہبہ رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۱ھ) کی تالیف ہے۔ اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے فقہاء شوافع کو (۲۹) طبقات پر تقسیم فرمایا، انہوں نے سب سے پہلے ان فقہاء کے تراجم کو بیان کیا جنہوں نے براہِ راست امام شافعی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا، پھر ان کا تذکرہ کیا جنہوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو نہیں دیکھا مگر وہ ۳۰۰ ہجری تک فوت ہوئے اور یہ سلسلہ ۹۴۰ ہجری کے فقہاء تک چلا۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ کا اسلوب یہ ہے کہ وہ ہر سوانح نگار کا نام، والد کا نام، کنیت اور لقب ذکر کرتے ہیں، ان کے دو چند اساتذہ وشاگردوں کا نام بتاتے ہیں، ان کی مدح میں علماء کی آراء واقوال نقل کرتے اور ساتھ ہی ساتھ ان کا کوئی واقعہ ہو تو اُسے بیان کرتے ہیں۔ تصانیف کا ذکر کرتے ہیں، ان کے علمی، عملی تدریسی اور فقہی منصب کو واضح کرتے ہیں۔ اس میں تراجم متوسط انداز میں ہیں، جو تقریباً پانچ سے چھ سطروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ کتاب دکتور عبدالعلیم کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''عالم الکتب'' بیروت سے ۱۴۰۷ھ کو ۴ جلدوں میں طبع ہے۔

حنابلہ کے تراجم پر لکھی گئیں کتابیں

۱......طبقات الحنابلة

یہ امام علامہ محمد بن محمد المعارف ابو الحسین ابن یعلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۶ھ) کی تصنیف ہے۔ مذاہب اربعہ کے طبقات پر مجموعی یا انفرادی طور پر جو کتابیں لکھی گئی ان

میں یہ سب سے پہلے لکھی گئی ہے، اس سے پہلے کبھی کسی مذہب کے طبقہ پر کتاب نہیں لکھی گئی، چنانچہ مؤرخین کا اس کتاب پر تعجب بھی رہا کہ مذہب حنبلی تاسیس اور بنیاد کے اعتبار سے سب سے مؤخر ہے، مگر طبقات کے تراجم کی کتابت اور تصنیف کے اعتبار سے یہ سب سے مقدم ہے۔ اس میں انہوں نے کل چھ طبقوں کو بیان فرمایا اور ہر طبقے کے تحت حروفِ تہجی کی ترتیب پر تراجم پیش کئے ہیں، ابن ابی یعلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا آغاز امام احمد بن حنبل کے ترجمہ سے شروع کیا اور اپنے والد ابو یعلی رحمہ اللہ کے اصحاب کے تراجم پر ختم کیا۔ یہ کتاب محمد حامد الفقی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ "دار المعرفة" بیروت سے طبع ہے۔

۲......ذیل طبقات الحنابلة

علامہ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) نے ابن ابو یعلی رحمہ اللہ کی "طبقات الحنا بلة" پر ذیل لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے سن ۴۶۰ تا ۷۵۱ھ تک مزید اشخاص کا اضافہ کیا، اس ذیل میں تراجم کے ساتھ ساتھ فقہاء اور رواۃ کی روایات، اسانید، مسائل وفتاوی، نادر اشعار اور واقعات کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور عبدالرحمٰن بن سلیمان العثیمین کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ "العبیکان" ریاض سے ۵ جلدوں میں ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء کو طبع ہے۔

۹......تاریخ اور تراجم پر لکھی گئی ساٹھ کتابیں

کتب رجال کے ابتدائی تالیفی دور ہی سے محدثین نے اپنی ان کتابوں کو خالص راویانِ حدیث کے حالات بیان کرنے کے لئے تالیف کیا تھا اور ان کو "التاریخ" سے موسوم کیا تھا، چنانچہ امام علی بن عبد اللہ مدینی رحمہ اللہ نے اپنی خالص رجال کی کتاب کو "التاریخ" کے نام سے موسوم کیا۔ اسی طرح امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کی

کتاب کا نام ''التــاریخ'' رکھا گیا ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تینوں کتابوں کو ''التــاریــخ الــکبیر، التاریخ الأوسط'' اور ''التــاریــخ الصغیر'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔

کتب تواریخ کی تین قسمیں

۱...... وہ کتابیں جن میں صرف راویان حدیث کے بارے میں معلومات ہوتی ہیں، دیگر حالات وواقعاتِ عالم کا اس میں بالکل ذکر نہیں کیا جاتا، اس نوع کی معروف کتب درج ذیل ہیں:

(۱)''التاریخ'' امام ابوزکریا یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ)

(۲)''التاریخ'' خلیفہ بن خیاط (متوفی ۲۴۰ھ)

(۳)''التاریخ الکبیر'' امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ)

(۴)''التاریخ الأوسط'' امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ)

(۵)''التاریخ الصغیر'' امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ)

(۶)''التاریخ الکبیر'' امام ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ)

(۷)''تاریخ أبی زرعة الدمشقی'' امام ابوزرعہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۱ھ)

۲...... دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جن میں حالات وواقعاتِ زمانہ اور علماء محدثین دونوں کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن حادثات وواقعات کی جانب توجہ کم دی گئی ہے، راویانِ حدیث ومحدثین کے حالات بیان کرنے اور ان کے ذکر خیر پر زیادہ توجہ دی گئی ہے، اس طرح کی کتابیں رجالِ حدیث کی معلومات کے لئے کافی مفید ہوتی ہیں، اس طرح کی کتابوں میں تین کتابیں کافی اہم ہیں۔

(۱)''المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک'' علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی

۵۹۷ھ)

(۲)"البداية والنهاية" حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ)

(۳)"تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام" امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)

۳......تیسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جن میں مختلف زمانہ کے حالات وواقعات اور حوادثات، ملوک وسلاطین، امراء ووزراء کا ذکر تفصیل سے ہوتا ہے، ان میں مشہور محدثین اور راویانِ حدیث کا تذکرہ شاذ ونادر اور ضمناً ہوتا ہے، جن میں ان کے سلسلہ میں کوئی خاص معلومات فراہم نہیں کی جاتیں، صرف سن وفات کی جانب اشارہ ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح کی کتابوں سے راویان حدیث، آئمہ جرح وتعدیل، فقہاء ومحدثین کی معرفت میں کوئی خاص مدد نہیں ملتی، اس طرح کی کتابوں میں دو کتابیں کافی مشہور ومعروف اور متداول ہیں۔

(۱)"تاريخ الأمم والملوك" علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ)

(۲)"الكامل في التاريخ" علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ)

تینوں قسموں پر لکھی گئی معروف کتابیں درج ذیل ہیں:

۱......فتوح الشام

یہ علامہ محمد بن عمر المعروف واقدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ واقدی رحمہ اللہ پر کافی کلام ہوا ہے، اس لئے حدیث میں ان کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا، البتہ تاریخ اور مغازی میں ان کی معلومات نقل کی جاتی ہیں۔ علامہ واقدی رحمہ اللہ جو واقعہ نقل کرتے ہیں تو عموماً پہلے سفر کرکے وہاں جاتے اور آنکھوں سے مشاہدہ کرتے، پھر وہاں کے لوگوں سے معلومات نقل کرتے، پھر ایک تسلسل کے

ساتھ پورا تاریخی واقعہ جغرافیہ کے ساتھ بیان کرتے، مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں شام کی فتوحات، واقعات اور تاریخ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو وصیت، فلسطین میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ورود، حضرت ابوعبیدہ کی طرف حضرت عمرو بن عاص کا خط، شام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر کے ساتھ جنگی کاروائی، واقعہ یرموک، اسلامی معرکوں میں بہادر عورتوں کی بہادری کی داستانیں، ان عورتوں کی طرف سے شام کے جہاد میں شریک مجاہدین کی تسلی و خدمت، حلب، حمص، عزاز کی فتح وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ محمد بن محمد الدموری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۵ھ) نے ''فتوح الشام'' کو ۱۲ ہزار ابیات میں منظوم کیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ ''دار الکتب العلمیة'' سے دو جلدوں میں ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۷ء کو طبع ہے۔ نیز اس کتاب کا اردو ترجمہ ''فتوح الشام'' کے نام سے طبع ہے۔

۲...... الطبقات الکبری

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی یہ تصنیف ہے، اِس کا تعارف ثقہ اور ضعف دونوں قسم کے راویوں پر لکھی گئی کتاب کے تعارف صفحہ نمبر (۷۴ تا ۸۰) میں مفصل گزر چکا ہے۔

۳......تاریخ خلیفة بن خیاط

یہ علامہ ابوعمرو خلیفہ بن خیاط شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) کی تصنیف ہے۔ موصوف رحمہ اللہ امام ابن سعد کے تقریباً ہمعصر ہیں، امام ابن سعد کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی جبکہ اس کے دس سال بعد ۲۴۰ھ کو خلیفہ بن خیاط کا انتقال ہوا ہے۔

اس میں مصنف رحمہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، غزوات، سرایا اور سنین

کی ترتیب پر اہم ومشہور واقعات کا ذکر کیا ہے، اس میں عہدِ رسالت سے لیکر ۲۳۲ھ تک کے احوال ہیں، اس میں ہر سنِ ہجری کے واقعات اور احوال کوانہوں الگ الگ کیا ہے، صحابہ کرام اور اہل علم کی وفات، ان کی زندگی کا کوئی جزوی واقعہ، خلافتِ راشدہ کی وضاحت سند کے ساتھ بیان کی ہے۔ یہ کتاب ابتدائی مآخذ میں شمار کی جاتی ہے محققین علماء کے لئے یہ کتاب مفید ہے۔

یہ دکتور ضیاء العمری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ ''**دار القلم**'' اور مکتبہ ''**موسسة الرسالة**'' سے طبع ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ریحان عمر نے کیا ہے اور یہ ''قرطاس'' نامی مکتبہ سے طبع ہے۔

۴......فتوح مصر والمغرب

یہ علامہ ابن عبدالحکم رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۷ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے مصر اور بلادِ مغرب کے بارے میں جتنی بنیادی معلومات تھیں انہیں حتی الامکان سند کے ساتھ ذکر کیا اور مصر کا جن روایات وآثار میں تذکرہ ہے اُن کو بھی ذکر کیا ہے، نیز مصر میں آنے والے مشہور اہل علم، شعراء، ادباء، وزراء اور بادشاہوں کا اس میں تذکرہ ملتا ہے، لیکن یہ کتاب جامع نہیں ہے، البتہ یہ فن کی بنیادی اور پہلی کتاب ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ ''**الثقافة الدينية**'' سے ۱۴۱۵ھ میں طبع ہے۔

۵......فتوح البلدان

یہ علامہ احمد بن یحیی البلاذری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) کی کتاب ہے۔ کتاب کے نام سے ہی واضح ہوتا ہے کہ اس میں شہروں کی فتوحات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا دوسرا نام ''**كتاب البلدان الصغير**'' ہے۔ یہ شہروں کی فتوحات پر لکھی گئی کتابوں میں بڑی اہم سمجھی جاتی ہے، اِس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے سے اسلامی فتوحات کا تذکرہ ہے۔اس میں مصنف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات اور ارتداد کی خبروں کی تفصیل، شام، قبرص،الجزیرہ، ارمنستان، مصر، مغرب، افریقہ، اندلس اور عراق، ایران،سندھ کی فتح کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز فتوحات کے علاوہ اس میں ایسی سیاسی اور تعمیراتی مباحث وتحقیقات بھی بیان ہوئی ہیں جن کی طرف عموماً دیگر کتب تاریخ کے مصنف توجہ نہیں دیتے ،مثلاً: خراج، ٹیکس ،نقود وغیرہ کے احکام۔مصنف رحمہ اللہ نے اس میں اپنے ذاتی اسفار، مطالعہ اور مؤرخین وروات کے آثار کے ذریعے مکرر یا متضاد تقاریر سے گریز کرتے ہوئے متوازن خبریں پیش کی ہیں۔اسی طرح اجتماعی وسماجی حالات اور ثقافتی تاریخ کے لیے اہم مسائل وموضوعات کو تاریخی روایات کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب ایران اور اس کے ہمسایہ مما لک جیسے قفقاز، افغانستان اور ایشیا وسطی کی فتوحات کی تاریخ پر بھی بہت معتبر سمجھی جاتی ہے۔ اس میں مصنف نے عراق، الجبال، رَیّ ،قومس، آذربائیجان، جرجان، طبرستان، اہواز، فارس، کرمان، سیستان، کابل، خراسان اور ماوراء النہر کی فتوحات کی تفصیلات بھی نقل کی ہیں۔ یہ کتاب ''دار ومکتبہ الہلال'' بیروت سے ایک جلد میں ۱۹۸۸ء کو طبع ہے۔

فائدہ: ان کی دوسری کتاب ''أنساب الأشراف'' ہے۔اُس میں مصنف نے عرب کے مشہور اور ذی الشان شخصیات کا پورا نسب لکھا ہے۔عرب میں نسب یاد رکھنے کا اہتمام ہوتا تھا، چناچہ اُن کو آخر تک پوری نسلوں کے نام یاد ہوتے تھے، وہ صرف انسانوں کے ہی نہیں اپنے جانوروں کے بھی نسب یاد رکھتے تھے۔اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے متعلق تفصیلی معلومات ہیں۔

٦......تاریخ الأمم و الملوک

یہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) کی تصنیف ہے۔مصنف کی یہ کتاب

بنیادی مآخذ میں سے ہے، ان کی تصانیف میں معروف ”**جامع البیان فی تفسیر القرآن**“ المعروف ”تفسیر طبری“ ہے۔ مصنف محدث بھی تھے اس لئے روایات کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس تاریخ میں ذکر کئے گئے مشہور احوال وواقعات درج ذیل ہیں۔

پہلی جلد میں حضور کا شجرہ نسب، حضرت عبداللہ کا نکاح، ولادت، پرورش، بحیرہ راہب کا قصہ، حضرت خدیجہ سے نکاح، تعمیر کعبہ، واقعہ معراج، مسلمانوں پر تکالیف کے واقعات، عام الحزن، سفر طائف، بیعتِ عقبہ ثانی، ہجرت، قباء میں قیام، مدنی زندگی، جنگِ بدر، احد کے تفصیلی واقعات، خندق، بنوقریظہ، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، تبوک، موتہ، حجۃ الوداع اور آپ کی وفات کا ذکر، اس جلد میں آپ کی سیرت، احوال، واقعات، غزوات اور وفود کا ذکر ہے۔

دوسری جلد میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک کے تفصیلی واقعات ہیں۔ فتنہ انکارِ زکوۃ، فتنہ ارتداد، مدعیانِ نبوت، فتوحاتِ عراق وشام، جنگِ یرموک کے واقعات، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف، نظام سلطنت کے واقعات، جیش اسامہ کی روانگی، مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل کا واقعہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال، مرتدین ومنکرین زکوۃ کے ساتھ جنگ کا تفصیلی تذکرہ، مسیلمہ کذاب وسجاح اور مسیلمہ کذاب کی شادی اور پھر مہر میں دو نمازوں کا معاف کرنا، مسیلمہ کا قتل، فتوحاتِ عراق، حضرت صدیق اکبر کی تجہیز وتکفین، بیت المال سے جو رقم لی گئی تھی اس کی واپسی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات، جنگِ قادسیہ، آپ کے دور میں فتوحات کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

تیسری جلد میں ۱۶ھ سے ۳۵ھ تک کے واقعات ہیں، سلطنت کسریٰ کا خاتمہ، تعمیر کوفہ، گلیوں، سڑکوں اور مکانات کی تعمیرات، سفر شام، فتح مصر واسکندریہ، ۲۲ھ فتح آذربیجان،

شہادت کا واقعہ، خطبات، طرزِ زندگی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، حرم کعبہ کی توسیع، فتح اندلس، ترکستان کی فتوحات اور پھر شہادت کے تفصیلی واقعہ کا ذکر ہے۔

چوتھی جلد میں ۳۵ھ سے ۴۰ھ تک کے واقعات ہیں، شہادت عثمان کے بعد جو واقعات مدینہ میں رونما ہوئے اُن کا بھی تفصیلی ذکر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت، جنگِ جمل، جنگِ صفین، واقعہ تحکیم، خوارج سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ، اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، اہل بصرہ کا اختلاف، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ، خوارج کا فتنہ، جنگِ نہروان، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آپ کے فضائل ومناقب، حلیہ، نسب وخاندان، مدتِ خلافت اور آپ کے زہد وتقوی اور عدل کے واقعات ذکر کیے ہیں۔

پانچویں جلد میں ۴۱ھ سے ۶۶ھ تک کے حالات ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت، آپ کے دور میں فتوحات، آپ کی یزید کو وصیت، اہلِ بیت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، آپ کا انتقال ۶۰ھ جمعرات کے دن ۲۲ رجب کو ہوا۔ خلافتِ یزید، واقعہ کربلا، مسلم بن عقیل کی روانگی، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت اور واقعہ کربلا کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

چھٹی جلد میں ۶۷ھ سے ۹۹ھ تک کے حالات ہیں، اس میں عبدالملک بن مروان، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک کے دورِ خلافت کے واقعات، قتیبہ بن مسلم، محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد کی عظیم فتوحات کے واقعات، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت اس کے مقابلے میں حجاج بن یوسف کا اقتدار، بنوامیہ کا دور خلافت ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ، سیاسی استحکام کے لحاظ سے اس دور کی اہمیت، حضرت ابن

زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مکہ پر سنگ باری، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے آخری ملاقات اور ماں بیٹے میں ایمان افروز گفتگو، حضرت ابن زبیر نے بوقت شہادت یہ شعر پڑھا:

لَسْنَاعَلَى الْأَعْقَابِ تَدْمَى كُلُومَنَا وَلَكِنْ عَلَى أَقْدَامِنَاتَقْطُرُالدِّمَا

ساتویں جلد میں ۹۹ھ سے ۱۳۲ھ تک کے حالات ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت کے مکمل حالات تفصیلاً نقل کئے ہیں، نیز آپ کے عدل وانصاف کے واقعات، ابومسلم خراسانی کا فتنہ پھر بنوامیہ اور بنوعباس کے نسلی تعصّبات، اموی دور حکومت کے خاتمہ کے احوال ذکر کئے ہیں۔

آٹھویں جلد میں ۱۳۲ھ سے ۱۷۰ھ تک کے حالات ہیں، خلافت بنوعباس کی ابتداء، خلیفہ ابوالعباس کے حالات، خلیفہ ابوجعفر منصور کے دور کے واقعات، تعمیر بغداد، خلیفہ مہدی کے حالات، ان کے دور میں ہونے والے واقعات کا تذکرہ ہے۔

نویں جلد میں ۱۷۱ھ سے ۲۳۱ھ تک کے حالات ہیں، خلیفہ ہارون الرشید کی بیعت، آپ کے دور میں پیش آنے والے واقعات، آپ کی سیرت، سخاوت، عبادت، انفاق فی سبیل اللہ، امین و مامون کی جنگ، خلیفہ امین کا قتل، خلیفہ مامون کے حالات، پھر خلیفہ معتصم کی بیعت، پھر واثق باللہ کے دورِ خلافت کے واقعات۔

دسویں جلد میں ۲۳۲ھ سے ۲۵۶ھ تک، خلیفہ جعفر المتوکل علی اللہ پھر خلیفہ المنتصر باللہ پھر خلیفہ المستعین باللہ پھر خلیفہ المقتدر باللہ ان کے ادوار میں ہونے والے واقعات، جنگیں، فتنے اور آپس کی خانہ جنگی۔ اور پھر اگلی جلد میں ۲۵۷ھ سے ۳۰۲ھ تک کے احوال وواقعات ذکر کئے ہیں۔ گویا اس کتاب میں تین سوسال کی تاریخ ہے۔

تاریخ کے بارے میں معلومات کے لیے یہ بہت عمدہ کتاب ہے، علامہ ابن خلکان اس

کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ تاریخ کی کتابوں میں سب سے اصح کتاب ہے:

قَالَ ابْنُ خَلِّكَانُ: وَهُوَ مِنْ اَصَحِّ التَّوَارِيْخِ وَاَثْبَتِهَا. ❶

البتہ اس کتاب پر ایک اشکال یہ ہوتا رہا ہے کہ اس میں بہت سی ایسی باتیں بھی آئی ہیں جنہیں بنیاد بنا کر لوگوں نے حضرات صحابہ کرام پر معاذ اللہ تنقید کی، نیز اس میں مشاجرات کا بھی ذکر ہے جنہیں حاسدین صحابہ منفی انداز میں لیتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن جریر رحمہ اللہ نے بحیثیت مؤرخ جو بات بھی اِن کو ملی بالسند ان کو ذکر کر دیا، اب اِن پر ذمہ داری نہیں، لہٰذا قاری خود سند کو پرکھے، سند کے راویوں کے حالات کو دیکھے اور روایت کا حکم معلوم کرے، پھر اگر وہ قابلِ اعتبار اور مزاج شریعت کے مطابق ہے تو بیان کرے۔

دوسری بات یہ کہ مصنف تیسری صدی کے آدمی ہے اوران کا زمانہ محدثین کے عروج کا دور تھا، وہ محدثین رواۃ کے نام دیکھ کر معلوم کر لیتے تھے یہ ثقہ ہے یا ضعیف، اسی لئے مصنف نے اس کتاب میں کیف ما تفق تاریخی بات بالسند نقل کر دیں، انہیں کیا پتہ تھا کہ پندرہویں صدی قحط الرجال اور انحطاط کا دور ہوگا اور وہ کتاب سے غلط مطلب اَخذ کریں گے۔ ان کی جو ذمہ داری بنتی بھی وہ انہوں نے ادا کر دی، اب قاری خود جانچ پڑتال کے بعد موافق شریعت کو لیں اور مخالف شریعت کو چھوڑ دیں۔ یہ کتاب گیارہ جلدوں میں ''دار التراث'' بیروت سے ۱۳۸۷ھ میں طبع ہے۔

''تاریخ طبری'' کا تکملہ امام محمد بن عبد الملک بن ابراہیم المعروف ابوالحسن ہمدانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۱ھ) نے ''تکملة تاریخ الطبری'' کے نام سے لکھا، اس میں تاریخ طبری کے اسلوب کے مطابق ۳۶۷ھ تک کی تاریخ ذکر کی ہے، یہ کتاب ایک جلد میں

❶ الرسالة المستطرفة: ج ۱ ص ۱۳۵

طبع ہے۔

۷......تلخیص تاریخ نیسابور

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی اصل کتاب ہم تک نہیں پہنچی، یہ کتاب اب تک مفقود ہے۔اس کتاب کا اختصار امام احمد بن محمد بن حسن المعروف خلیفہ نیسابوری رحمہ اللہ نے کیا، یہ کتاب چھ طبقات پر مشتمل ہے،اس میں صحابہ، تابعین، اتباعِ تابعین، محدثین کرام اور اہل علم کے مختصر حالات ہیں۔ (۱۱۷) صفحات پر مشتمل اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ (۲۵۰۴) تراجم ذکر کئے ہیں،اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں عموماً رواۃ کی ولادت، وفات، کنیت ولقب کا ذکر ہوتا ہے،اس میں سو سے زائد ایسے نادر تراجم بھی ہیں جو دیگر کتبِ تراجم میں نہیں ملتے۔ یہ کتاب دکتور بہمن کریمی کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبۃ ابن سینا'' طہران ۱۳۲۹ کو سے طبع ہے۔

۸......تاریخ جرجان

یہ امام علامہ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں فتح جرجان، جرجان میں آنے والے صحابہ،تابعین، تبع تابعین کا ذکر ہے، پھر بنوامیہ اور بنوعباس کے سلاطین اور وزراء کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر ہے۔مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ صاحب ترجمہ کا نام ونسب،لقب وغیرہ بیان کرنے کے بعد اس کی توثیق یا جرح کرتے ہیں اور ان کے اسفار وعلمی مشاغل اور مناصب کا بھی ذکر کرتے ہیں ۔اس میں کل (۱۱۹۴) تراجم کا ذکر ہے۔مصنف عموماً تراجم میں ان سے مروی روایات کو سنداً ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں محمد عبدالمعید خان کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ ''عالم الکتب'' سے ۱۴۰۷ھ

مطابق ۱۹۸۷ء کو طبع ہے۔

۹......ذکر أخبار أصبهان

یہ علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی کتاب ہے۔امام ابونعیم رحمہ اللہ کی اس کتاب کے شروع میں ایک طویل مقدمہ ہے، جس میں اصبہان کے فضائل اور اس کے جغرافیائی خطط پر گفتگو کی ہے، پھر اصبہان میں آنے والے صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین کا ذکر کیا ہے، پھر حروفِ معجم کی ترتیب پر (۱۹۲۲) تراجم اختصار کے ساتھ ذکر کئے ہیں، نام ونسب، کنیت ولقب، مشہور اساتذہ وتلامذہ اوران سے ایک آدھ روایت سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، بعض کے تراجم میں اُن کے اصبہان میں آنے کا سبب اور سن بھی ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب امام ابوالشیخ عبداللہ بن جعفر بن حیان انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۹ھ) کی "**طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها**" سے ماخوذ ہے۔امام ابونعیم رحمہ اللہ کی کتاب سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ "**دار الكتب العلمية**" سے طبع ہے۔

واضح رہے کہ اس میں فضائل کی بعض روایات غیر مستند ہیں، اس لئے جب تک تحقیق نہ ہو اُسے آگے بیان نہ کیا جائے۔ یہ کتاب استاد عبدالغفور عبدالحق حسین برالبلوشی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ "**موسسة الرسالة**" بیروت سے ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کو طبع ہے۔

۱۰......تاریخ بغداد

یہ حافظ احمد بن علی المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصنیف ہے، اس کتاب کا مفصل تعارف کسی ایک متعین شہر کے روات پر لکھی گئی کتابوں کے تعارف صفحہ نمبر (۱۶۱ تا ۳۶۱) میں گزر چکا ہے۔

۱۱......تاریخ دمشق لإبن القلا نسي

یہ علامہ حمزہ بن اسد بن علی بن محمد تمیمی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۵ھ) کی کتاب ہے۔اس میں انہوں نے (۳۶۰ھ) سے لے کر (۵۵۵ھ) ہجری تک دمشق کے حالات لکھے، ان کا اسلوب یہ ہے کہ ہر سن ہجری کا عنوان قائم کر کے احوال واقعات اور تراجم ذکر کرتے ہیں، اس دوران جتنے بادشاہ آئے ہیں ان کے احوال بھی لکھے ہیں۔ یہ کتاب سہیل زکار کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "دار إحسان" سے ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء کو طبع ہے۔

۱۲......التدوین فی أخبار قزوین

یہ علامہ عبدالکریم بن محمد رافع القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب کا تعارف کسی ایک متعین شہر کے رواۃ پر لکھی گئی کتابوں کے تعارف صفحہ نمبر (۱۶۳،۱۶۴) میں گزر چکا ہے۔

۱۳......الإنباء فی تاریخ الخلفاء

یہ علامہ محمد بن علی المعروف ابن العمرانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۰ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ، پیدائش، ازواج النبی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی اور اولاد، چچاؤں اور پھوپھیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور بنی امیہ کے امراء وسلاطین سے لے کر دولتِ عباسیہ کے آخری خلیفہ مستنجد باللہ تک کی سوانح لکھی ہے۔ مصنف کا طرز واسلوب یہ ہے کہ نہایت مختصر پیرائے میں نام، کنیت، ولدیت، لقب، تاریخ پیدائش وفات، مدتِ خلافت بیان کرتے ہیں۔

اس میں تقریباً ۵۰۰ صدیوں کے خلفاء اور امراء کا تذکرہ آیا ہے۔ خلفاء بنوامیہ اور خلفائے بنوعباس کے تراجم کے لئے بالترتیب نہایت مفید کتاب ہے، اس میں تمام خلفاء کی سوانح ہے، یہ کتاب قاسم السامرائی کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ مکتبہ ”دار الآفاق العربیة“ سے ایک جلد میں ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو طبع ہے۔

۱۴ ......المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک

یہ علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی المعروف ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی کتاب ہے۔اس میں مصنف رحمہ اللہ نے (۳۳۷۰) تراجم ذکر کئے جن میں سے (۸۴) تراجم عورتوں سے متعلق ہیں۔

اسی طرح علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی اس کتاب میں آغازِ کائنات سے ۵۷۴ھ تک کی تاریخ ہے، یہ تاریخ سن ہجری کی ترتیب پر ہے، اس کی پہلی جلد میں مخلوق کی پیدائش کا ذکر ہے، جس میں زمین کی پیدائش، پہاڑوں، دریاؤں، نہروں کی پیدائش، ذکر ماتحت الارض، ذکر مکان الارضین، ذکر ابلیس، ذکر السماء والسماوات، ذکر الشّمس والقمر، ذکر حملۃ العرض، ذکر جبرائیل، باب ذکر الجنۃ، وفات آدم، ذکر خلافت شیث، ذکر ادریس، ذکر نوح، ذکر ابراہیم، ذکر یعقوب، ذکر شعیب، فرعون کے اپنی بیوی اور باندی پر ظلم کے واقعات بھی ہیں، یہ واقعہ بھی ہے، فرعون کی باندی اس کی بیٹی کی سر میں کنگھی کر رہی تھی اور وہ ہاتھ سے گر گئی، تو اس نے بسم اللہ پڑھ کر اٹھائی، فرعون کو پتا چلا تو اس کے دودھ پیتے بچے کو آگ میں ڈالا، تو اس بچے نے ماں سے کہا: ”اِصْبِرِیْ یَا أُمَّاهُ فَإِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ“ باندی نے کہا: ”تَجْمَعُ بِعِظَامِیْ وَعِظَامِ وَلَدِیْ فَتَدَفُّهَا جَمِیْعًا“ ص ۳۴۸، قارون کا واقعہ۔

دوسری جلد میں باب ذکر زکریا، ذکر یحیی، ذکر صفۃ عیسی، ذکر صفۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم،

آپ کی ولادت، رضاعت، اس جلد میں بعثت سے آٹھ سال قبل تک کہ حالات وواقعات ہیں۔

تیسری جلد میں یکم ھ سے لے کر ۱۰ھ تک کے اہم واقعات ہیں، ان کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے عنوان قائم کرتے ہیں، مثلاً ۲ ھ پھر اس کے تحت واقعات، جنگیں، مشہور شخصیتوں کے تراجم ذکر کرتے ہیں۔

مصنف نے اس کتاب کی جلد اول ص ۳۶۰ سے ۳۶۵ تک حیاتِ خضر پر گفتگو کی ہے، انہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی "**عجالة المنتظر بشرح حال الخضر**" کے نام سے لکھا ہے۔

چوتھی جلد میں ۱۰ھ سے ۲۸ھ تک کے واقعات ہیں، اس میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب کا واقعہ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت وغیرہ۔

پانچویں جلد میں ۲۹ ھ سے ۶۱ ھ تک کے واقعات ہیں، مثلاً ۳۰ ھ میں کن حضرات کا انتقال ہوا ان کے نام درج کیے ہیں۔

چھٹی جلد میں ۶۱ ھ سے ۹۵ ھ تک احوال ہیں، خصوصاً حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہکے حالات، عبدالملک بن مروان کی خلافت، ولید بن عبدالملک کی خلافت، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

ساتویں جلد میں ۹۶ ھ سے ۱۳۶ھ تک احوال ہیں، سلیمان بن عبدالملک کی خلافت، عمر بن عبدالعزیز کی خلافت، ہشام بن عبدالملک کی خلافت۔

آٹھویں جلد میں ۱۳۷ھ سے ۱۷۳ھ تک کے احوال ہیں، ابو مسلم خراسانی کا قتل وغیرہ۔

نویں اور دسویں جلد میں ۱۷۴ھ سے ۲۱۶ ھ تک، گیارہویں جلد میں ۲۱۷ھ سے ۲۴۷ھ تک، بارہویں جلد ۲۴۸ھ سے ۲۸۹ھ تک۔ تیرہویں جلد میں ۲۹۰ھ سے

۳۲۹ھ تک، چودہویں جلد میں ۳۲۹ھ سے ۳۸۷ھ تک، پندرہویں جلد ۳۸۷ھ سے ۴۴۷ھ تک، سولہویں جلد ۴۴۷ھ سے ۴۸۵ھ تک کے حالات ہیں، آخری جلد میں ۴۸۶ھ سے ۵۷۴ھ تک کے مکمل حالات ہیں۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی وفات ۵۹۷ھ میں ہے، انہوں نے ابتدائے عالم سے تاریخ کو شروع کیا اور ۵۷۴ھ تک کے مکمل حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب کا ماخذ ''**الطبقات الکبری، تاریخ الأمم والملوک، تاریخ بغداد**'' ہیں۔ اس کتاب کی حسنِ ترتیب اور جامعیت کی وجہ سے بعد کے محدثین اور مؤرخین نے اس سے خوب استفادہ کیا ہے، خصوصاً سبط ابن جوزی نے ''**مرأة الزمان**'' میں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''**تاریخ الإسلام**'' میں اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''**البدایة والنهایة**'' میں۔

یہ کتاب محمد عبدالقادر عطاء کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۹ جلدوں میں ''**دار الکتب العلمیة**'' سے طبع ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب کا اختصار کیا اور ۵۷۴ھ سے ۵۷۸ھ تک تاریخ کا اضافہ کیا، اور اس کا نام ''**شذور العقود فی تاریخ العهود**'' رکھا۔ ''**المنتظم**'' کے مآخذ، منہج، طرز واسلوب مآخذ ومصادر، کتاب کی ترتیب، ضرورت واہمیت اور افادیت کے لئے دکتور حسن عیسی علی حکیم کی کتاب ''**المنتظم دراسة فی منهجه وموارده وأهمیته**'' کا مطالعہ کریں۔

''**المنتظم**'' پر لکھے گئے معروف ذیول درج ذیل ہیں:

(۱) ''**الفاخر فی ذکر حوادث أیام الإمام الناصر**'' امام محمد بن قادسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۴ھ)

(۲) ''**الذیل علی کتاب المنتظم**'' امام ابوبکر محفوظ بن معتوف بن بزوری رحمہ

اللہ (متوفی ۶۹۴ھ) ❶

۱۵......تاریخ بیت المقدس

یہ علامہ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی المعروف ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے بنیادی طور پر بیت المقدس کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے۔اس میں کل (۱۳) فصلیں ہیں،پہلی فصل میں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی تعمیراتی بنیاد کا ذکر کیا۔دوسری فصل میں بیت المقدس کی طرف سفر کی ابتداء کا ذکر ہوا۔تیسری فصل میں بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی۔چوتھی فصل میں بیت المقدس میں احرام باندھنے کی فضیلت اور اس کے آثار کا ذکر ہوا۔پانچویں میں بیت المقدس میں صدقہ اور روزہ رکھنے کا ثواب بیان ہوا۔چھٹے میں صخرۃ اور اس کا جنت سے ہونا بیان کیا۔ساتویں میں ''البلاطة السوداء'' کا ذکر ہے۔آٹھویں میں قبۃ المعراج کا ذکر ہے۔نویں میں سلوان اور بیسان نامی نہروں،اور بناء بیت المقدس کا بیان ہے۔دسویں میں مقام ساہرہ کی فضیلت اور بیت المقدس اور مقام ساہرہ میں مرنے والی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔گیارویں میں ان مقامات کی زیارت کرنے اور نہ کرنے والوں کا ذکر ہوا۔بارہویں میں بیت المقدس کے فضائل پر مشتمل روایات کو جمع کیا گیا ہے اور تیرہویں فصل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر کی زیارت کا ذکر ہوا ہے۔اس کتاب میں مصنف نے جابجا روایات کا تذکرہ کیا ہے۔یہ ایک جلد میں محمد زینہم محمد عرب کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''مکتبة ثقافة الدينية'' سے طبع ہے۔

---

❶ الإعلان بالتوبيخ: ص ۳۰۴

۱۶......الکامل فی التاریخ

یہ علامہ امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد المعروف ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ ھ) کی کتاب ہے۔

واضح رہے کہ جزری نسبت کے تین علماء گذرے ہیں، ان میں سے دوعلماء تو "ابن اثیر جزری" کے نام سے مشہور ہیں اور وہ دونوں بھائی ہیں:

ایک بڑے بھائی ہیں اور دوسرے چھوٹے بھائی ہیں۔ دونوں کو ابن اثیر جزری کہا جاتا ہے، ان میں سے ایک کی وفات (۶۰۶ ھ) میں ہے اور ایک کا انتقال (۶۳۰ ھ) میں ہوا ہے، ایک بھائی اپنے وقت کے بڑے محدث تھے، انہوں نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں۔

(۱) **جامع الأصول فی احادیث الرسول**، اس میں چھ کتابوں کی احادیث کو جمع کیا گیا، وہ کتابیں بخاری، مسلم، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، موطا امام مالک ہیں۔

(۲) "**النهاية فی غريب الحديث**" اس میں حدیث کے مشکل اور غریب الفاظ کی حروفِ تہجی کی ترتیب پر تشریح وتوضیح کی گئی ہے۔

دوسرے بھائی کا زیادہ شوق تاریخ اور تراجم کا تھا وہ ۴ جمادی الاولی ۵۵۵ ھ کو پیدا ہوئے، اور شعبان ۶۳۰ ھ میں ان کا انتقال ہوا، ان کی تصانیف میں معروف "**أسد الغابة فی معرفة الصحابة**" اور "**اللباب فی تهذيب الأنساب**" ہے۔

جزری کے نام سے تیسرے معروف عالم وہ ہیں جنہوں نے "حصن حصین" کے نام سے معروف کتاب لکھی ہے۔ اس میں مسنون دعاؤں کا تذکرہ ہے۔ ان کا انتقال (۸۳۳ھ) میں ہوا ہے، یہ اپنے دور کے بڑے نامور قاری اور علم قراءت کے ماہر تھے۔ ان تینوں بزرگوں کے نام میں لوگوں کو اشتباہ ہو جاتا ہے، اس لیے ضمناً یہاں فرق کی وضاحت کردی گئی ہے۔

الکامل فی التاریخ میں علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی **۶۳۰ھ**) نے علامہ ابن جزیری طبری کی تاریخ طبری سے استفادہ کیا ہے۔

اس کتاب میں سنین کی ترتیب پر پہلی ہجری سے لے کر ۶۲۸ھ تک کے تراجم وواقعات ذکر کئے ہیں، چند معروف عنوانات درج ذیل ہیں:

پہلی جلد میں حضور کا نسب نامہ، آپ کے اجداد کے حالات، حضرت عبداللہ کی شادی، زمزم کی کھدائی، مرہ، کلاب، نصر، کنانہ، خزیمہ میں ہر ایک کے تفصیلی حالات، آپ کا سفر شام، بحیرہ راہب سے ملاقات، حضرت خدیجہ سے نکاح، حجر اسود کی تنصیب، آغازِ وحی، سب سے پہلے اسلام لانے والے، ابولہب کی مخالفت، حضور کو تکالیف دینے والے، حبشہ کی طرف روانگی، شعب ابی طالب، پھر سن ہجری کی ترتیب کے مطابق واقعات ذکر کئے ہیں، غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، خیبر، اسی طرح تمام غزوات کو سن ہجری ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے، پھر آپ کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

دوسری جلد میں خلفائے راشدین کی سوانح اور ان کے دورِ خلافت میں پیش آنے والے واقعات کا ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس جلد میں **۶۰ھ** تک کے تمام اہم واقعات ہیں۔

تیسری جلد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت، ان کے دور میں فتوحات، پھر ۶۱ھ میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ، واقعہ کربلا کی تفصیلات، مسلم بن عقیل کی روانگی، ۶۴ھ میں حضرت ابن زبیر کا محاصرہ، یزید بن معاویہ کی موت، پھر معاویہ بن یزید کے احوال، عبداللہ بن زبیر کی بیعت، ۶۵ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت، ۶۶ھ میں مختار کا حضرت حسین کے قاتلوں کو قتل کرنے کا بیان، ۶۷ھ میں ابن زیاد کے قتل کا بیان، ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

چوتھی جلد میں ۴۷ھ سے ۱۳۲ھ تک کے واقعات ہیں اور خلافتِ بنوامیہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، ۷۵ھ میں حجاج بن یوسف کا عراق میں حکمرانی، ۸۹ھ میں موسی بن نضیر کا افریقہ میں حاکم ہونا، ۹۰ھ میں نجار کا فتح ہونا، ۹۲ھ فتح اندلس کا واقعہ، ۹۴ھ میں سعید بن جبیر کی شہادت، ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف کی موت، محمد بن قاسم کے قتل کا واقعہ، ۹۸ھ محاصرہ قُسطنطینیہ، ۹۹ھ سلیمان بن عبد الملک کی موت، ۱۲۵ھ ہشام بن عبد الملک کے حالات اور اس کی وفات۔

پانچویں جلد میں بنوعباس کی خلافت، ابو العباس السفاح کی بیعت، ابو مسلم خراسانی کے قتل کا ذکر، روم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ، طبرستان کی فتح، اندلس میں آنے والے فتنوں کا ذکر، بنوعباس کی خلافت کے اہم واقعات۔

چھٹی جلد میں موسی بن کعب کے عامل بنانے کا ذکر، افریقہ میں خوارج کے ساتھ فتنہ برپا ہونے کا بیان، خلیفہ المنصور کی وفات، حلیہ، اولاد، اس کی سیرت، پھر ترتیب وار ۱۴۱ھ اور ۱۴۲ھ کے واقعات ذکر کئے ہیں، اسی طرح ترتیب کے ساتھ ذکر کرتے کرتے ۶۲۸ھ تک کے تمام واقعات سن ہجری کی ترتیب کے مطابق ذکر کئے ہیں۔

مصنف کے مزاج میں قدرے تشدد تھا، اس لیے انہوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے لیے بھی سخت الفاظ استعمال کیے حالانکہ ان کی زندگی بعد میں آنے والے فاتحین کے لئے ایک مشعل راہ ہے، مصنف کے مزاج میں اعتدال اور احتیاط میں کمی تھی، اس لئے کتاب میں بہت سی غیر مستند روایات بھی آ گئیں ہیں، مصنف نے ان کو سند کے ساتھ بیان نہیں کیا جیسے ان سے پہلے علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے کیا ہے، اس لیے محض اس کتاب میں دیکھ کر روایات کو بلا تحقیق نقل نہ کیا جائے۔

اصل کتاب بارہ جلدوں میں ہے، لیکن اس ایڈیشن میں دو جلدوں کو ملا کر ایک کیا گیا

ہے، اس لئے یہ چھ جلدیں ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی سیرت سے ٦٢٨ھ تک کے مکمل احوال وواقعات اس کتاب میں موجود ہیں۔ یہ کتاب عمر عبد السلام تدمری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دار الکتاب العربی'' سے طبع ہے۔

١٧......مرأة الزمان فی تواریخ الأعیان

یہ علامہ شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزاوغلی المعروف سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ٦٥٤ھ) کی کتاب ہے۔ موصوف کا تعلق علامہ ابن جوزی کے خاندان سے ہیں اور یہ رشتہ میں ابن جوزی رحمہ اللہ کے پوتے ہیں۔ علامہ سبط بن جوزی کی یہ کتاب تاریخ کے فن پر بہت عمدہ کاوش ہے، انہوں نے اس کا نام ''مرآة الزمان فی تواریخ الأعیان'' رکھنے کی وجہ کچھ یوں بیان کی ہے:

وَسَمَّيْتُهُ: ''مِرْآةَ الزَّمَانِ فِي تَوَارِيْخِ الْاَعْيَانِ'' لِيَكُوْنَ اَسْمَاءُ يُوَافِقُ مُسْمَاةً، وَلَفْظاً يُطَابِقُ مَعْنَاةً. ❶

ترجمہ: میں نے اس کا نام ''مرآة الزمان فی تواریخ الأعیان'' اس لیے رکھا تھا کہ اسم مسمی کے موافق اور لفظ معنی کے مطابق ہو جائے۔

یقیناً مصنف رحمہ اللہ نے اس میں تاریخ کو اس قدر حسن اسلوبی سے بیان کیا کہ پڑھنے والوں کو ایسا لگے گا کہ گویا وہ آئینہ میں گذشتہ زمانے کے حالات وواقعات کو دیکھ رہا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں عالم کی ابتداء سے تاریخ کو شروع کیا اور سن ٦٥٤ھ تک بیان کیا۔ اس میں عالم کی ابتداء اور اس کی مدت انقضاء، حدوث عالم، اثبات والصنائع، زمین کی پیدائش اور اس کی تصویر وتکوین، کعبہ کی عظمت وجلالت، زمین کی مساحت اور اس کے طول وعرض کو بیان کیا ہے، اس میں مختلف مما لک اور

❶ مرآة الزمان فی تواریخ الاعیان: ج ١ ص ٦

شہروں مثلاً ہندوستان، عراق، شام، مختلف جزائر اور بلادِ مشرق ومغرب کی تفصیلی تاریخ ہے۔ نیز اس میں شمس وقمر، نجوم اور فلکیات کے حوالے سے بھی معلومات فراہم کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد، حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم، حضرت ابراہیم، حضرت یعقوب، حضرت اسحاق، حضرت لوط، حضرت ایوب، حضرت شعیب علیہم السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور جنات سے ان کے کام لینے کی بھی تاریخ ہے۔ اس کے ضمن میں مصنف نے ان آیات واحادیث کی بھی نشاندہی کی جن میں ان کا تذکرہ آیا۔ نیز اس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلافت راشدہ، عہد اموی، عہد عباسی، عہد مملوکی وغیرہ پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ تاریخ کے ضمن میں مصنف نے بہت سارے علماء وفقہاء، محدثین، رواۃ، نحاۃ، ادیب، شاعر بادشاہ ووزراء کی تراجم بیان کئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف رحمہ اللہ نے اپنے دادا ابن الجوزی کی کتاب "**المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک**" کی کتاب سے خوب استفادہ کیا ہے اور اس میں انہوں نے اپنے دادا کی بہت ساری باتوں پر گرفت کی ہے۔ بعض احباب سمجھتے ہیں کہ سبط ابن جوزی نے "**المنتظم**" کا اختصار لکھا ہے، یہ خیال غلط ہے انہوں نے اس سے استفادہ ضرور کیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ "**المنتظم**" کا اختصار ہے۔

اس کتاب کے صرف چند ایک اجزاء موجود تھے جن سے بعض لوگوں نے استفادہ کیا باقی پوری کتاب مفقود رہی ہے، پھر ۲۰۱۳ء کو چند محققین کے ایک جماعت نے اس کے موجودہ تمام مخطوطات کا موازنہ کر کے اسے اب ۲۳ جلدوں میں طبع کیا ہے۔ اس کے مخطوطات سے بعد میں آنے والے مؤرخین مثلاً حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے "**البدایة النهایة**" میں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی "**تاریخ الإسلام**" میں اور ابن خلدون

نے ''تاریخ ابن خلدون'' میں خوب استفادہ کیا ہے۔ یاد رہے کہ اس میں بھی بہت سی روایات غیر مستند آ گئیں ہیں اس لیے جب تک تحقیق نہ ہو آگے بیان نہ کیا جائے۔

یہ کتاب اب محمد برکات، کامل محمد الخراط، عمار ریحاوی، محمد رضوان عرقسوسی، انور طالب، فادی المغربی، رضوان مامو، محمد معتز کریم الدین، زاہر اسحاق، محمد انس الخن، ابراہیم الزیبق کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الرسالة العالمية'' دمشق سے ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰۱۳ء کو طبع ہے۔

۱۸......بغية الطلب فى تاريخ الحلب

یہ علامہ عمر بن ہبۃ اللہ المعروف ابن العدیم رحمہ اللہ (متوفی ٦٦٠ھ) کی کتاب ہے۔ امام ابن العدیم رحمہ اللہ کی اس کتاب میں ''حلب'' شہر کے بارے میں مکمل معلومات ہیں، اس میں جغرافیائی لحاظ سے شہر کے حدود واطراف بیان کئے ہیں، حلب کے مشہور شہروں، پہاڑوں، دریاؤں، نہروں اور مشہور مقامات کا تعارف ذکر کیا ہے، حروفِ تہجی کی ترتیب پر امراء، علماء، وزراء، شعراء، ادباء، قراء اور ملوک کے تراجم ذکر کئے ہیں۔

اس میں مصنف رحمہ اللہ نے مستند اقوال اور اپنے زمانے تک مختلف مصادر ومراجع متوافرہ کا تذکرہ کیا ہے، شام، مصر اور عراق کے بارے میں بھی مفید اور اہم معلومات فراہم کی، اس کتاب کی پہلی جلد میں مزارات، انبیاء اور اولیاء کی قبروں، مقام ابراہیم، حلب کے عجیب غریب مکانات اور حلب کی فضیلت پر روایات نقل کی ہیں، نیز حلب کی عمارتیں محلات، مدارس اور شفاء خانے کے بارے میں کلام کیا اور اس جلد کے آخر میں حلب کے شہر مثلاً قنسرین، طرطوس، شام کے بارے میں ان کے ناموں کے صحیح ضبط کے ساتھ گفتگو کی۔

اس کتاب کی باقی جلدوں میں وہاں کے اشخاص واعلام کے تراجم حروف تہجی کی ترتیب

پر بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب دکتور سہیل زکار کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ مکتبہ ”دار الفکر“ سے ۱۲ جلدوں میں طبع ہے۔

۱۹......وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان

یہ امام علامہ ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد المعروف ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ٦٨١ھ) کی کتاب ہے۔ انہیں ”ابن خلّکان“ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ باتوں باتوں میں بکثرت خَلِّ کَانَ“ کہا کرتے تھے جس کا مطلب ہے ”اس کام کو چھوڑ دو“۔ موصوف اپنے عہد کے نامور، ماہر اور قابل ادیب اور مؤرخ تھے۔ ”وفيات الأعيان“ تاریخ، سوانح حیات اور تراجم الرجال کی مشہو کتابوں میں سے ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں ابتداء سے ٦٨٠ ہجری تک تقریباً (٨٥٥) تراجم کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے۔ علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ نے اس کتاب میں علماء، بادشاہ، فقہاء شعراء ومحدثین کے مخصوص طبقہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کے نزدیک دوسرے مشہور اور نامور شخصیات کا بھی تذکرہ کیا، مقدمہ میں مصنف اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلَمْ اَقْصِرْ هٰذَاالْمُخْتَصَرَعَلٰى طَائِفَةٍ مَّخْصُوْصَةٍ مِثْلَ الْعُلَمَاءِ اَوِ الْمُلُوْكِ اَوِ الْاُمَرَاءِ وَالْوُزَرَاءِ وَالشُّعُرَاءِ بَلْ كَانَ لَهُ شُهْرَةٌ بَّيْنَ النَّاسِ. ❶

تاہم ابن خلکان رحمہ اللہ تمام مشہور شخصیات کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان سے اکثر صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور ان کے عہد اقتدار میں رہنے والوں کی تاریخ چھوٹ گئی اور اپنے دور کے قابل ذکر شخصیات کا تذکرہ کر دیا۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کو مختصر حجم میں لکھنے کا ارادہ کیا تھا، اس کے باوجود کتاب میں تراجم کے دوران طوالت آ گئی، چنانچہ اس میں تاریخی روایات اور اشعار کافی طویل ہو گئے،

❶ وفيات الأعيان: ج ١ ص ٦

حتی کہ بعض تراجم ۲۰ صفحات یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیف کا آغاز تراجم میں سنن کی ترتیب کو ترجیح دیتے ہوئے کیا، پھر مصنف رحمہ اللہ کو اس ترتیب میں دقت محسوس ہوئی تو انہوں نے ترتیب بدل ڈالی اور سنین کو چھوڑ کر حروفِ تہجی کی ترتیب اپنا لی اور عام مترجمین کے یہاں یہی طریقہ زیادہ معروف اور رائج رہا ہے، چنانچہ مصنف کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فَرَائَتُ عَلَى حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ اَيْسَرَ مِنْهُ عَلَى السِّنِيْنَ فَعَدَلْتُ اِلَيْهِ والتزمت فيه تقديم من كان أول اسمه الهمزة،ثم من كان ثاني حرف من اسمه الهمزة أوماهو أقرب إليها،على غيره، فقدمت إبراهيم على أحمد لأن الباء أقرب إلى الهمزة من الحاء،وكذلك فعلت إلى آخره، ليكون أسهل للتناول،وإن كان هذا يفضي إلى تأخير المتقدم وتقديم المتأخر في العصر وإدخال من لَيْسَ مِنَ الْجِنْسِ بَيْنَ الْمُتَجَانِسِيْنَ. ❶

ترجمہ: چنانچہ مجھے حروف معجم کی ترتیب بنسبت سنین کی ترتیب آسان لگی، اس لیے میں نے اس کی طرف عدول کیا اور جس کا پہلا حروف ہمزہ تھا یا پھر جس کا دوسرا لفظ ہمزہ تھا یا اس سے کچھ قریب تر تھا تو اس کو دوسرے پر ترجیح دینے کا التزام کیا، یہی وجہ ہے کہ میں نے ابراہیم کو احمد پر مقدم رکھا کیونکہ ''ب'' ''ح'' کے مقابلے میں ہمزہ کے زیادہ قریب ہے۔ یہی طریقہ میں نے آخر تک استعمال کیا تاکہ اسے محفوظ اور ضبط کرنے میں آسانی ہو، اگرچہ یہ اسلوب مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کرنے کا سبب بن رہا ہو اور ہم جنسوں میں غیر جنس کو داخل کرنے کا سبب بن رہا ہو۔

---

❶ وفيات الأعيان: ج ١ ص ٢

تاریخ وتراجم کی کتابوں میں ''وفیات الأعیان'' کو اس لحاظ سے بھی امتیاز حاصل ہے کہ اس کے مصنف نے حتی الامکان تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے ذکر کا التزام کیا اور وہ اس معاملے میں اس قدر محتاط رہے کہ اگر کسی کی تاریخ وفات معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہوتے تو وہ پورا ترجمہ ہی چھوڑ دیتے اور بعض تراجم کے بارے میں ''وَلَمْ اَظْفَرْ بِوَفَاتِهِ حَتَّى اَفْرَدَ لَهُ تَرْجَمَةً'' کہہ کر معذرت کر لیتے۔

مواد کی کثرت، جامع انداز فکر اور آسان اسلوب کے ساتھ ساتھ تاریخی تذکروں کے جوش وخروش نے اس کتاب کو بلندی پر پہنچا دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کتاب نے اول ہی سے محققین کی توجہ حاصل کی اور یہ ان کے لیے مصدر ومرجع بنی رہی۔

ابن شاکر الکتبی نے اس کتاب سے رہ جانے والی باتوں کو ''فوات الوفیات'' کے نام سے مکمل کیا، یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔ زیر تعارف کتاب احسان عباس کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''مکتبہ دار صادر'' بیروت سے ۷ جلدوں میں طبع ہے۔

۲۰......تاریخ الإسلام وفیات المشاهیر و الأعلام

یہ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد المعروف امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے۔ ''تاریخ مدینہ دمشق'' کے بعد تفصیلی کتابوں میں اس کتاب کا شمار ہوتا ہے۔

اس کتاب میں یکم سن ہجری سے ۷۰۰ھ تک اہلِ علم کے تراجم اور مشہور احوال وواقعات کا ذکر ہے۔

پہلی جلد حضور کے غزوات کے بارے میں ہے، ہجرت کی تاریخ کے مطابق کس سن میں کتنے غزوات اور سرایا پیش آئے اُن کا تفصیلی ذکر کیا ہے، مثلاً ۲ھ میں غزوہ ابواء، سریہ حمزہ، سریہ عبید بن حارث، غزوہ بواط، غزوہ عشیرہ، غزوہ بدر اولی، سریہ سعد بن ابی وقاص، ۳ھ میں غزوہ بنی قینقاع، غزوہ بنو نضیر، احد، حمراء الاسد، ۴ھ میں غزوہ رجیع، بیر

معونہ، خندق، ۵ ھ میں غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل، ٦ ھ میں غزوہ بنو المصطلق، سریہ عکاشہ بن محصن، ۷ھ میں غزوہ خیبر، ۸ ھ میں غزوہ ذات السلاسل اور فتح مکہ، اس طرح ۱۱ھ ربیع الاول کے مہینے تک تمام غزوات وسرایا کا سن ہجری کی ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

دوسری جلد حضور کی سیرت کے بارے میں ہے، آپ کا نسب، پیدائش، آپ کے نام وکنیت، بوقت پیدائش جو واقعات رونما ہوئے، بنیادِ کعبہ، حضرت سلمان فارسی کا واقعہ، حضرت عمر اور حمزہ کا قبول اسلام، واقعہ معراج کا ذکر، شمائلِ نبوی، ازواجِ مطہرات، تاریخ وفات، واقعہ سحر، یہ دو جلدیں مکمل سیرت نبویہ پر مشتمل ہیں۔

تیسری جلد میں خلفائے راشدین کے حالات ہیں، ۱۱ھ میں قصہ اسود عنسی، جیش اسامہ، مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ، حضرت فاطمہ کا انتقال، ام ایمن، عبداللہ بن ابی بکر کی وفات، ۱۲ھ میں واقعہ یمامہ۔ مصنف پہلے سن ہجری کا عنوان قائم کر کے اہم واقعات ذکر کرتے ہیں، پھر اس سال جتنے لوگوں کا انتقال ہوا ہے ان کے تراجم ذکر کرتے ہیں، مثلاً ۱۵ھ میں جنگ یرموک اور قادسیہ کا واقعہ ذکر کر کے پھر "**المتوفون فيها**" کا عنوان ذکر کر کے اس کے تحت حارث بن ہشام، عبداللہ بن سفیان، ہشام بن عاص وغیرہ کا ذکر کیا، اسی طرح ہر سن کا ذکر کر کے پھر اس سن میں جتنے لوگوں کا انتقال ہوا ان کا ذکر کرتے ہیں، اس جلد میں ۴۰ھ تک کے حالات وتراجم ہیں۔

چوتھی جلد میں ۴۱ھ سے ٦۰ ھ تک حالات وتراجم ہیں، اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے تفصیلی واقعات ہیں، ہر سن میں کون سا واقعہ ہوا اور اس سن میں معروف کن کن اہل علم کا انتقال ہوا۔

پانچویں جلد میں ٦۱ ھ سے ۸۰ ھ تک کے احوال وتراجم ہیں۔

چھٹی جلد میں ۸۱ھ سے ۱۰۰ھ تک احوال وتراجم ہیں۔

ساتویں جلد میں ۱۰۰ھ سے ۱۲۰ھ تک احوال وتراجم ہیں۔

آٹھویں جلد میں ۱۲۱ھ سے ۱۴۰ھ تک احوال وتراجم ہیں۔

نویں جلد میں ۱۴۱ھ سے ۱۶۰ھ تک احوال وتراجم ہیں۔

اسی ترتیب پر ۳۷ جلدوں میں ۷۰۰ھ تک کے مکمل احوال وتراجم ہیں۔

اس کتاب میں تاریخ کا رنگ کم ہے تراجم اوراہل علم کی سوانح، رواۃ کے حالات زیادہ ہیں، اس لئے اس میں تاریخی معلومات قارئین کوملیں گی لیکن مشہور چیزوں میں ملیں گی، زیادہ تر راویانِ حدیث اوراہل علم کے حالات ملیں گے مثلاً: ۱۵۰ہجری میں امام ابوحنیفہ کے سوانح، ۲۰۴ہجری میں امام شافعی کے حالات، ۲۷۵ ہجری میں امام ابوداود سجستانی کی سوانح، ۲۵۶ہجری میں امام بخاری کی سوانح، ۲۶۱ ہجری امام مسلم کی سوانح ہیں۔

یہ کتاب نہایت مفید ہے، مصنف ایک ناقد عالم ہیں، اس میں جابجا غیر مستند روایات اورواقعات پر نقد بھی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی سوانح، تصنیفات اور ''**تاریخ الإسلام**'' کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے دکتور بشار عواد کی کتاب ''**الذهبی و منهجه فی کتابه تاریخ الإسلام**'' کا مطالعہ کریں، جومکتبہ ''**عیسی البابی حلبی**'' سے طبع ہے۔

''**سیر أعلام النبلاء**'' کے شروع میں بھی امام ذہبی رحمہ اللہ کی سوانح وتصنیفات کا ذکر ہے، اس میں موصوف کی ۲۱۵ تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں امام ذہبی رحمہ اللہ کی سوانح ۱۴۰ صفحات پر مشتمل ہے، آپ کا نقد وجرح میں انداز اور ''**سیر أعلام النبلاء**'' اور ''**تاریخ الإسلام**'' میں فرق بھی بیان کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُحَدِّثِيْنَ عَيَالٌ فِي الرِّجَالِ وَغَيْرِهَامِنْ فُنُوْنِ الْحَدِيْثِ عَلَى أَرْبَعَةٍ الْمُزِّيْ وَالذَّهَبِيْ وَالْعِرَاقِيْ وَابْنِ حَجَرْ.

ترجمہ: محدثین رجال اورفنونِ حدیث میں چار حضرات کے خوشہ چین ہیں۔(۱)امام مذی۔(۲)امام ذہبی۔(۳)امام عراقی۔(۴)حافظ ابن حجر رحمہم اللہ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَافِظُ الْكَبِيْرُ مُؤَرِّخُ الْإِسْلَامِ وَشَيْخُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَخَاتِمَةُ الْحُفَّاظُ.

”تاریخ الإسلام“ ۳۷ جلدوں میں ”المکتبة التوفيقية“ سے طبع ہے۔نیز یہ مکتبہ ”دار الكتاب العربی“ سے بھی عمر عبدالسلام التدمری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۵۲ جلدوں میں ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کو طبع ہے۔

۲۱......سير أعلام النبلاء

امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے، اس کا تفصیلی تعارف ماقبل میں گزر چکا ہے۔

۲۲......تذكرة الحفاظ

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے، ماقبل میں اس کا تفصیلی تعارف گزر چکا ہے۔

۲۳......العبر فی خبر من غبر

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے۔یہ ”تاريخ الإسلام“ سے ماخوذ ہے۔اس میں یکم ہجری سے ۷۶۴ھ تک ترتیب کے ساتھ ہر سن ہجری کا عنوان ڈال کر مشہور واقعات اور شخصیات کا ذکر کیا ہے، ۷۴۱ھ سے ۷۶۳ھ تک یہ علامہ حسینی رحمہ اللہ کا ذیل ہے جو اسی کتاب کے ساتھ طبع ہے۔۷۴۰ھ کے اختتام کے

بعد ۷۴۱ھ سے یہ ذیل شروع ہوتا ہے۔اس طرح انہوں نے ہر سن ہجری کا عنوان ڈال کراس کے تحت جن لوگوں کی وفات ہوئی اس کا ذکر کیا ہے، اس طرح یہ یکم ہجری سے ۷۶۴ھ تک کے مکمل احوال وواقعات اس میں یکجا ہوگئے، اور ہر سن ہجری کے معروف اہلِ علم کا تذکرہ بھی اس میں آ گیا۔ یہ کتاب دوجلدوں میں ''دار الفکر'' اورمکتبہ ''دارالکتب العلمية'' بیروت سے طبع ہے۔

۲۴...... کتاب دول الإسلام

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے۔ان کی تفصیلی کتاب ''تاریخ الإسلام'' ہے، انہوں نے اپنی اِس کتاب کے کئی اختصار کیئے، مثلاً ''العبر، دول الإسلام، تذکرۃ الحفاظ، طبقات القراء، طبقات الحفاظ، المعین، ذکر من یعتمد فی الجرح و التعدیل'' وغیرہ۔امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کی ابتداء خلافتِ ابی بکر الصدیق سے کی۔ ہر سن ہجری کے واقعات اختصار سے لکھے ہیں اور بادشاہوں کا تذکرہ اختصار سے کیا ہے، اس میں راویانِ حدیث کے تراجم نہیں ہیں، بلکہ پہلے حضرت ابوبکر کی خلافت پھر حضرت عمر وعثمان و ہکذا پھر حضرت امیر معاویہ کی بیعت پھر یزید پھر حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیعت، ہارون رشید، خلافت مقتدر باللہ، خلافت قاہر باللہ، اسی طرح ۷۴۴ھ تک جو خلفاء آئے ہیں ان کے حالات ہیں، ضمناً معروف اہلِ علم کا ذکر بھی کیا ہے۔

اس کتاب پر ''وجیز الکلام فی ذیل دول الإسلام'' کے نام سے علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے ذیل لکھا، اس ذیل میں علامہ سخاوی نے (۷۴۵ھ) سے شروع کر کے (۸۹۸ھ) تک جتنے بھی بادشاہ خلفاء آئے ان کا تذکرہ کیا اور مختصر تاریخ لکھی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی یہ کتاب اوراس پرعلامہ سخاوی رحمہ اللہ کے ذیل پڑھنے سے نوسوسال تک پوری تاریخ سامنے آجاتی ہے۔یہ کتاب دوجلدوں میں ”دار إحیاء التراث“ سے طبع ہے۔

۲۵......الإعلام بوفیات الأعلام

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے سنین کی ترتیب پر پہلی ہجری سے لے کر ۷۴۰ھ تک کے اہل علم کی وفیات ذکر کی ہیں، اس کتاب میں سات صدیوں کے معروف اہل علم کی وفیات موجود ہیں، مصنف نہایت اختصار کے ساتھ ہرسن کے مشہور واقعات بھی ذکرکرتے ہیں، یہ کتاب ریاض عبدالحمید المراداور دکتور سہیل زکار کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ”دارالفکر“ سے طبع ہے۔

۲۶......الوافی بالوفیات

یہ علامہ صلاح الدین خلیل بن اَیبک صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف بڑے ادیب، مورخ، کثیرالتصانیف، معروف عالم ہیں۔ان کی یہ کتاب تاریخ اورتراجم الرجال پر بڑی عمدہ کتاب ہے،اس میں مصنف رحمہ اللہ علم التاریخ کی اہمیت، تاریخ بیان کرنے کی شرائط، مصنف کے دور سے پہلے گذرنے والے مؤرخین اور مختلف پہلو سے تاریخ پرلکھی جانے والی تاریخی کتابوں اوران کے مصنفین کا مقدمہ میں تبصرہ کیا،اورسن ہجری کی ترتیب پرعلماء،فقہاء،صلحاء،محدثین،ادباءاورشعراء، وزراء، بادشاہوں کا ذکر کیاہے،تراجم بیان کرنے میں مصنف کااسلوب یہ ہے کہ وہ نام، والدکانام،مشہورنسبت ولقب،علمی مقام ومرتبہ،مشغلہ اوراسفاروواقعات،ان کے بتائے اشعاروقصائداوراس کے متعلق اہل علم کے توصیفی وتنقیدی اقوال ذکرکرتے ہیں۔

یہ کتاب ۲۹ جلدوں میں احمدالارناؤوط اورترکی مصطفیٰ کی تعلیق اورتحقیق کے ساتھ مکتبہ

"دار إحیاء التراث" بیروت سے ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۰۰۰ء کو طبع ہے۔

۲۷......البدایة والنهایة

یہ علامہ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر المعروف ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی کتاب ہے۔ حافظ ابن کثیر مسلک کے اعتبار سے شافعی ہیں، "البدایة والنهایة" میں آغازِ کائنات سے ۷٦۷ھ تک کی تاریخ ہے، مصنف نے سن ہجری کی ترتیب کے مطابق ہر سن میں پیش آنے والے واقعات اور تراجم کا ذکر کیا ہے، ہر جلد میں ذکر کئے گئے اہم واقعات درج ذیل ہیں:

جلد اول میں کرسی، لوحِ محفوظ، سات زمینیں، ہاروت وماروت، ملائکہ کی پیدائش، ابلیس کا واقعہ، قصہ قابیل وہابیل، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم علیہم السلام کی سیرت اور ان کی قوموں کے واقعات، ذبیح حضرت اسماعیل تھے نہ کہ حضرت اسحاق، حضرت یونس، حضرت موسی علیہما السلام کے فضائل وشمائل، حضرت خضر کا نام ونسب، ان کی پیدائش اور ان کی حیات کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔

جلد ثانی میں حضرت حزقیل، حضرت یسع، حضرت شمویل، حضرت داود اور حضرت سلیمان علیہم السلام کے واقعات اور ان کی طرف منسوب اسرائیلی روایات کی تردید، حضرت زکریا، حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش، رفع الی السماء ونزول الی الارض، ذوالقرنین، یاجوج ماجوج، اصحاب کہف، حضرت لقمان، قصہ سبا، اصحاب فیل کا واقعہ، عدنان اور آپ کے اجداد کا تذکرہ، حاتم طائی، بحیرا راہب، آپ کی پیدائش، رضاعت، حضرت خدیجہ سے نکاح اور آپ کی بعثت۔

جلد ثالث میں کیفیت وحی، سب سے پہلے کون اسلام لائے، حضرت حمزہ اور حضرت

ابوذر کا اسلام، حبشہ کی طرف ہجرت، واقعہ معراج، شق قمر، سفر طائف، مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت، مسجد نبوی کا قیام، مشروعیتِ اذان، سب سے پہلا غزوہ، غزوہ بدر، اہل بدر کے اسماء حروف معجم کی ترتیب پر، تمام اہلِ بدر کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

جلد رابع میں کعب بن اشرف کا قتل، شہدائے اُحد اور حضرت حمزہ کا نماز جنازہ، سریہ بیر معونہ، غزوہ ذات الرقاع، غزوہ خندق، حضور کا ام حبیبہ سے نکاح، عمرۃ القضاء، حضرت میمونہ سے نکاح، غزوہ اوطاس۔

جلد خامس میں غزوہ تبوک، عبداللہ بن اُبی کی موت، قصہ مسجد ضرار اور تمام وفود کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ حجۃ الوداع، آپ کی وفات اور آپ کے جنازے کا تذکرہ۔

جلد سادس میں حضور کے فضائل، شمائل، خصوصیات اور معجزات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت ابوبکر کی خلافت، اسود عنسی کا خروج، مسلیمہ کذاب کا قتل۔

جلد سابع میں واقعہ یرموک، فتح دمشق، جنگ قادسیہ، فتح بیت المقدس، فتح مصر، نیل مصر کا واقعہ، فتح آذربیجان، غزوہ افریقیہ، فضائل عثمان، سیرت، زوجات، حضرت علی کی خلافت، جنگ جمل، جنگ صفین، خوارج، حضرت علی کے فضائل ومناقب۔

جلد ثامن میں حضرت علی کے مواعظ، حضرت حسن کی خلافت، حضرت امیر معاویہ کی خلافت، حضرت حسن کی وفات، یزید بن معاویہ، حضرت حسین کا خروج الی العراق، راس الحسن، قبر حسین، فضائل حسین، واقعہ کربلا، حضرت عبداللہ بن عباس کی وفات، حضرت عبداللہ بن زبیر کے حالات۔

جلد تاسع میں حضرت ابوسعید خدری کے واقعات، ابوادریس خولانی، عبدالملک بن مروان، حضرت سعید بن جبیر، حضرت انس بن مالک، حضرت سعید بن میسّب، حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت اور محمد بن سیرین رحمہم اللہ اور دیگر تابعین کے تفصیلی

تراجم ہیں۔

جلد عاشر میں ولید بن یزید کی خلافت، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات، امام مالک، امام ابو یوسف، حضرت عبد اللہ بن مبارک، ہارون الرشید، خلافت معتصم باللہ اور دیگر اہل علم وسلاطین کی سوانح۔

بقیہ جلدوں میں بھی اسی طرح سن ہجری کی ترتیب کے مطابق ہر سال میں پیش آنے والے اہم واقعات اور تراجم ذکر کئے ہیں۔

اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ مصنف روایات پر کلام بھی کرتے ہیں۔ اگر چہ اس کا التزام ہر جگہ تو نہیں کیا گیا لیکن اکثر جگہوں میں مصنف نے کلام کیا ہے۔ واضح رہے کہ اس میں بعض غیر مستند روایتیں بھی آگئیں اور مصنف نے اس کی وضاحت نہیں کی، لہٰذا البدایہ میں کوئی بات آ جائے تو یہ اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ بالکل درست ہو، تحقیق کے بعد حکم بیان کیا جائے۔

یہ کتاب ۱۵ جلدوں میں ''دار الفکر'' سے طبع ہے، اور پاکستانی نسخے میں ۷ ضخیم جلدوں میں (۱۴) اجزاء شامل ہو گئے ہیں اور آخری جلد فہرست پر مشتمل ہے۔

''النهاية فی الفتن والملاحم'' یہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تالیف ہے، جو بیروت کے نسخوں میں ''البداية والنهاية'' کے ساتھ طبع ہے۔ پاکستانی نسخوں میں ''البداية'' کے ساتھ یہ کتاب طبع نہیں ہے۔ اس کتاب میں وہ روایات جمع ہیں جو فتنوں اور جنگوں کے بارے میں ہیں، امام مہدی کا تذکرہ، فتنہ احلاس، فتح قسطنطنیہ، دجال کی علامات، حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول الی الارض، خروج الدابہ، قیامت کے اسماء، شفاعت، مقام محمود، حوض کوثر، ذکر المیزان، جنت کے درختوں، نہروں اور پھلوں کا ذکر، دیدارِ خداوندی، جنت وجہنم کا تذکرہ، قیامت کی وہ علامات جو احادیث میں

آئیں وہ اکثر اس میں درج ہیں۔اس کتاب کا نام ’’البدایة ‘‘ اس لئے کہ اس میں کائنات کے آغاز سے تاریخ شروع کی ہے،اور ’’النہایة‘‘ اس لئے کہ اس میں قیامت کی علامات کا ذکر ہے، جس کے بعد کائنات کی انتہاء ہوجائے گی۔اس کا اردو ترجمہ ’’نفیس اکیڈمی‘‘اور’’دارالاشاعت‘‘ سے طبع ہے۔

۲۸ ......الذیل علی ذیل العبر

یہ علامہ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی ’’العِبَر‘‘ پر ذیل لکھا ہے،اس میں انہوں نے ۷۴۱ھ سے لے کر ۷۶۳ھ تک کے اہل علم کے احوال واقعات اور تراجم لکھیں ہیں۔

اس کتاب کے بارے میں حاجی خلیفہ رحمہ اللہ ’’کشف الظنون‘‘ میں لکھتے ہیں:

وَقَدْ تَسَاهَلَ فِيهِ وَلَيْسَ هُوَعَلَى عَلَى قَدْرِ عِلْمِهِ وَالْاَكْثَرُ مِنْهُ مِنْ ذَيْلِ الْحُسَيْنِيْ. ❶

ترجمہ: علامہ عراقی نے اس ذیل میں بہت تساہل سے کام لیا ہے، یہ ان کے علمی مقام کے مطابق نہیں،اوراس میں زیادہ تر علامہ حسینی کے ذیل سے ماخوذ ہے۔

۲۹ ......تاریخ ابن خلدون

یہ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن المعروف ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) کی کتاب ہے۔ یہ تاریخ ۸ ضخیم جلدوں میں ہے،اس کی پہلی جلد مقدمہ پر مشتمل ہے۔

پہلی جلد میں تاریخ ابن خلدون کا تفصیلی مقدمہ ہے، تاریخ کی اہمیت، مذاہب کی تاریخ،مؤرخین کی غلطیوں کی طرف اشارہ، دنیا کی آبادی،کسب ومعاش،انسانی آبادی کا ذکر،آب وہوا کے اثرات، حقیقت نبوت، حقیقت کہانت، حقیقت خواب،شہروں

❶ کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۲۲

کی بہ نسبت دیہات خیر وصلاح کے زیادہ قریب ہیں، نسب کس طرح بگڑتے ہیں، حکومت کی قسمیں، خلافت، بادشاہ کے امتیازی نشانات، دنیا کی بڑی مسجدیں، مہدی کے بارے میں لوگوں کے خیالات اور مہدی کی حقیقت، فن کھیتی باڑی، فن تعمیرات، اس مقدمے میں ۵۰ فصلیں قائم کی ہیں، ہر فصل کے تحت ایک نئے موضوع کو لے کر بحث کی ہے، تمام موضوعات انوکھے اور دلچسپ ہیں، اس مقدمہ کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے، اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

سیرت نبویہ، خلفائے راشدین، خلافتِ بنوامیہ، یزید کا دور، عبدالملک کی وفات، محمد بن قاسم، ہشام بن عبدالملک کی وفات، خلافت بنوعباس، مامون رشید کی بیعت، معتصم باللہ کی وفات، دولۃ السلجوقیہ۔ الدولۃ العلویۃ، اندلس کے حالات، قسطنطنیہ میں بادشاہت اور وہاں پیش آنے والے واقعات، پھر اسی طرح اپنی وفات تک اہم واقعات کو اس میں یکجا کیا ہے، لیکن تاریخ میں حافظ ابن کثیر کا طرز واسلوب قاری کو اپنے طرف زیادہ متوجہ کرتا ہے بہ نسبت اس کتاب کے۔

واضح رہے کہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ امام مہدی رحمہ اللہ سے متعلق تمام روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں، اور اُن کی اہمیت گھٹاتے ہیں، یہ اِن کا تفرد ہے جبکہ اہل سنت والجماعت امام مہدی کے قائل ہیں اور اِن کا تذکرہ صحیح اور حسن روایات میں موجود ہے، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید نوراللہ مرقدہ نے اس موضوع پر ''اسلام میں مہدی کا تصور'' نامی کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے مہدی کے بارے میں تمام روایات وآثار کو یکجا کیا ہے، اور اسی طرح امام مہدی سے متعلق جن جن روایتوں پر کلام کیا گیا ہے ان کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ زیرتعارف مکتبہ ''دارالفکر'' بیروت سے خلیل شحادہ کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں ۱۴۰۸ھ

میں طبع ہے۔

۳۰......الذیل علی ذیل العبر فی خبر من غبر

یہ علامہ عراقی رحمہ اللہ کے بیٹے حافظ علامہ امام ابو زرعہ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۶ھ) نے اپنے والد (علامہ عراقی رحمہ اللہ) کی ذیل پر ذیل لکھا ہے، انہوں نے ۷۶۳ھ سے ۸۲۶ تک کے اہم واقعات اور تراجم سنین وفات کی ترتیب پر ذکر کئے ہیں۔

یہ ذیل استاذ صالح مہدی کی تعلیق اور تحقیق کے ساتھ "مؤسسة الرسالة" سے طبع ہے۔

۳۱......الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی کتاب ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث، رجال، فن اصول حدیث، طرق اور علل کے امام ہیں، انہوں نے اپنی اس کتاب میں ۷۰۱ ہجری سے ۸۰۰ ہجری تک کے تراجم کا تذکرہ کیا ہے، گویا اس میں ایک سو سال کی تاریخ ہے اور اس تاریخ میں علماء، فقہاء، ادباء، شعراء، وزراء، اور اہل علم کے تراجم ہیں۔ واضح رہے کہ اس میں انہوں نے صرف معروف حضرات کے تراجم کو بیان کیا ہے غیر معروف کو نظر انداز کیا ہے۔ یہ کتاب محمد عبدالمعید حنان کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ "دائر المعارف العثمانیة" حیدر آباد دکن سے ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۲ء کو طبع ہے۔

۳۲......إنباء الغمر بأبناء العمر

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں مصنف نے اپنی ولادت کے سال یعنی ۷۷۳ھ سے ۸۵۰ ہجری تک کے اہم واقعات اور تراجم ذکر کئے ہیں۔

اگران سالوں کا حساب لگایا جائے تو تقریباً اس میں ۷۷ سال کے واقعات آ گئے۔ یہ کتاب گویا ''البدایہ والنہایہ'' کا ذیل ہے، اس لیے کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جس سن ہجری پر اپنی کتاب کا اختتام کیا اسی سن سے انہوں نے اپنی کتاب کا آغاز کیا، یہ کتاب دکتور حسن حبشی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۹۶۹ء کو مکتبہ ''**المجلس الاعلی**'' مصر سے چار جلدوں میں طبع ہے۔

۳۳......النجوم الظاهرة فی ملوک المصر والقاهرة

یہ علامہ یوسف بن تغری بردی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۴ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کی یہ کتاب سنین کی ترتیب پر ہے، مصنف نے کتاب کا آغاز سن (۲۰) ھ سے کیا ہے، اس لئے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس شہر کو اسی سال میں فتح کیا، اور اس کتاب کا اختتام (۸۷۲ھ) پر ہے۔ اس میں تفصیل کے ساتھ ہر سن ہجری میں پیش آنے والے واقعات کو ذکر کیا ہے، نیز سلاطین، وزراء، علماء، ادباء، قراء اور شعراء کے تراجم بھی ذکر کئے ہیں، یہ کتاب مصر اور قاہرہ کی تاریخ پر ایک جامع دستاویز ہے۔ یہ کتاب ۱۶ جلدوں میں ''**وزارة الأوقاف والإرشاد القومی**'' سے طبع ہے۔ کتاب کی طوالت کی وجہ سے مصنف نے خود اس کا اختصار ''**الکواکب الباهرة من النجوز الظاهرة**'' کے نام سے کیا۔

۳۴......إنباء المصر فی أبناء العصر

یہ علامہ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے ۸۵۱ سے شروع کیا ۸۸۶ھ تک کے اہم تراجم ذکر کئے ہیں۔

یہ کتاب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب پر ذیل ہے، حافظ نے ۸۵۰ھ تک کے تراجم ذکر کئے تھے تو انہوں نے آغاز ۸۵۱ھ سے آغاز کیا، اور (۳۶) سال کے اہم واقعات

وتراجم ذکر کردیئے۔

۳۵......الضوء اللامع لأهل القرن التاسع

یہ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن المعروف علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) کی کتاب ہے۔علامہ سخاوی رحمہ اللہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، انہوں نے اپنی اس کتاب میں ۸۰۱ ہجری سے لے کر ۹۰۰ ہجری تک یعنی پورے ایک سو سال کی تاریخ لکھی، اس میں نویں صدی کے علماء، صلحاء، قضات، بادشاہ، شعراء اور قراء کے حالات وتراجم لکھے ہیں، ان کے استاذ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے آٹھویں صدی کے تراجم ذکر کیے اور شاگرد نے نویں صدی کے۔اس میں حافظ ابن حجر، علامہ عینی، علامہ ابن ہمام، علامہ قاسم بن قطلو بغا، علامہ عراقی اور علامہ ابن الملقن رحمہم اللہ کی تفصیلی سوانح ہے۔یہ کتاب حروفِ تہجی کی ترتیب پر ہے، اس میں مردوں کے خواتین کے بھی تراجم ہیں، مصنف رحمہ اللہ نے نویں صدی کا استیعاب اس حد تک کرنے کی کوشش کی کہ اپنے دور کے معروف بچوں اور اپنے پڑوسیوں کے بھی حالات لکھے ہیں۔

یہ کتاب چھ جلدوں میں مکتبہ ''منشورات دار مكتبة الحياة'' سے طبع ہے۔

۳۶......حسن المحاضرة فی تاريخ مصر والقاهرة

یہ علامہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس میں مصر اور قاہرہ کی معلومات ذکر کی ہیں۔انہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کی وہ آیات جن میں لفظ ''مصر'' آیا ہے ان کو ذکر کیا جیسے:

﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ﴾(یوسف: ۲۱)

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ﴾(یوسف: ۵۱)

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ﴾(یوسف: ۸۷)

﴿وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ﴾ (یوسف: ۹۹)
پھران احادیث کا ذکر کیا ہے جن میں مصر کا ذکر آیا، مصر کے شہروں کا ذکر، انبیاء میں سے کون مصر میں آیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مصر کی فتح کا ذکر، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی فتوحات پھر سن ہجری کی ترتیب پر نو سو سال میں مصر میں جتنے جید علماء آئے ہیں سب کے تراجم ہیں، اسی طرح اس میں:

"ذکر من دخل مصر من الصحابة ،من كان بمصر من الأئمة المجتهدين"

"ذكر من كان بمصر من الفقهاء الشافعية والمالكية والحنفية والحنابلة"

مورخین، علماء، آئمہ نحو ولغت، شعراء، ادباء، قراء اور فقہاء کا اس میں ذکر کیا ہے۔ گویا اس کتاب میں ہر اس معروف شخص کا ترجمہ ہے جو مصر آیا ہے، چاہے وہ صحابہ میں سے ہو یا تابعین یا تبع تابعین میں سے ہو، پہلی صدی سے لیکر نویں صدی تک کے معروف حضرات کے تراجم ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں محمد ابو الفضل ابراہیم کی تعلیق و تحقیق کے بعد مکتبہ "**دار إحياء الكتب العربية**" سے ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۹۶۷ء کو طبع ہے۔

۳۷......تاريخ الخلفاء

یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے خلفاء راشدین سے لے کر اپنے دور تک کے تاریخی حالات، تراجم اور دیگر واقعات کو سن ہجری کے اعتبار سے بیان فرمایا ہے۔ مقدمہ میں علامہ جلال الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَهٰذَا تَارِيْخٌ لَطِيْفٌ تَرَجَّمْتُ فِيْهِ الْخُلَفَاءِ أُمَرَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقَائِمِيْنَ بِأَمْرِ الْأُمَّةِ،مِنْ عَهْدِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَهْدِنَاهٰذَا،عَلَى تَرْتِيْبِ زَمَانِهِمْ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ،وَذَكَرْتُ فِيْ تَرْجَمَةِ كُلِّ مِّنْهُمْ مَاوَقَعَ

أَيَّامُهُ مِنَ الْحَوَادِثِ الْمُسْتَغْرِبَةِ، وَمَنْ كَانَ فِيْ أَيَّامِهِ مِنْ أَئِمَّةِ الدِّيْنِ وَأَعْلَامِ الْأُمَّةِ. ❶

ترجمہ: یہ ایک عمدہ تاریخ ہے جس میں میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہمارے موجودہ دور تک اُن خلفاء کے تراجم کوان کے زمانے کی ترتیب سے لکھا ہے جنہوں نے امت کے امور کو سنبھالا ہے، اور میں نے ان میں سے ہر ایک ترجمہ میں ان کے زمانے میں پیش آنے والے حیران کن واقعات کا ذکر کیا ہے اور ان کے دور میں موجود آئمہ دین اور امت کے مقتداوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

علامہ جلال الدین رحمہ اللہ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلیفہ صراحتاً مقرر نہ کرنے کی وجہ وحکمت بیان کی، خلافت اور امامت قریش میں ہوگئی اس پر مضمون لکھا، اسلام میں مدت خلافت کی تفصیل بیان کی، خلافتِ بنی امیہ اور خلافتِ بنی عباس کے متعلق وارد ہونے والی احادیث کو بیان کیا ہے، اس کے بعد عہد خلفاء راشدین، عہد بنو امیہ، عراق میں عہد بنی عباس اور ان کے امراء وخلفاء کے تراجم بیان کیے ہیں۔

یہ کتاب ایک جلد میں "مکتبة نزار" سے حمدی الدمرداش کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۴ء کو طبع ہے۔

۳۸......خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر

یہ علامہ محمد امین بن فضل اللہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے گیارہویں صدی کے علماء، شعراء، صلحاء، قضات اور خلفاء، وزراء، ملوک کے حالات لکھے ہیں۔ اس میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر کل (۱۲۸۹) تراجم ہیں، ان

❶تاريخ الخلفاء: ج ۱ ص ۹

میں خوارزم کے تین، ہندوستان کے (۱۵) عجم وفارس کے (۴۳) اور اکراد کی (۲۹) بڑی بڑی شخصیات کا تذکرہ ہے۔اس میں مردوں کے ساتھ ساتھ چند ایک عورتوں کے بھی تراجم ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں میں مکتبہ ''دار صادر''بیروت سے طبع ہے۔

۳۹......نفح الطیب من غصن الأندلس الرطیب

یہ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المقری تلمسانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴۱ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب اندلس کے حالات پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں اندلس کی ملکی اور سیاسی تاریخ کا ذکر ہے،ضمناً وہاں کے علماء وفضلاء کا ذکر ہے، دوسرے حصے میں وزیر لسان الدین ابن خطیب کی سوانح عمری درج ہے،ان کی تبحر علمی اور ان کی خداداد صلاحیتوں کا ذکر ہے۔

ایک سال کی مدت میں یہ کتاب لکھی گئی ہے، تمام واقعات کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا، مگر عدم ترتیب، غیر متعلقہ مباحث اور کثرتِ اشعار کی وجہ سے یہ کتاب تاریخ کی نہیں بلکہ ادب کی معلوم ہوتی ہے۔ باب اول میں اندلس کے احوال واوصاف، باب دوم میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں اندلس کا آنا، طارق بن زیاد کے ہاتھوں اس کا فتح ہونا، باب سوم میں اسلام کی تقویت اور دشمنوں کا مقہور ہونا، جامع مسجد قرطبہ، تفریح گاہیں اور دیگر مقامات کا تذکرہ، جامع مسجد قرطبہ کے متعلق تفصیلی معلومات ہیں، عبد الرحمٰن داخل نے اس مسجد پر ۸۰ ہزار دینار خرچ کیے، اس کے ساتھ ایک لاکھ دراہم کا کنیسہ تھا وہ خرید کر مسجد میں شامل کیا۔ پھر اگلے باب میں اندلس کے رہنے والوں کی ذہانت، علوم وفنون میں مہارت، پھر مسلمانوں کا اندلس میں تفرقہ اور کافروں کا مسلمان پر غلبہ اور زوال کی داستانیں ہیں۔ یہ کتاب ۱۰ جلدوں میں احسان عباس کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ''دار صادر'' سے طبع ہے۔

۴۰......الكوائب السائرة بأعيان المائة العاشرة

علامہ نجم الدین محمد بن محمد الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۱ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ اس کی پہلی جلد ۹۰۱ھ سے ۹۳۳ھ تک، دوسری جلد ۹۳۳ھ سے ۹۶۶ھ تک، تیسری جلد ۹۶۶ھ سے ۱۰۰۰ھ تک کی تاریخ پر مشتمل ہے، گویا اس کتاب میں دسویں صدی کے تراجم ہیں۔ اس کتاب میں علماء، فقہاء، شعراء، ادباء، قضاۃ، ملوک، وزراء کی سوانح ہے، یہ کتاب حروفِ تہجی کی ترتیب پر ہے۔ صرف ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تعظیم اور برکت کے حصول کے پیش نظر ''محمد'' نام کے حضرات کے تراجم پہلے ذکر کئے ہیں۔ تین جلدوں پر مشتمل یہ کتاب ''دار الكتب العلمية'' سے ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۹۹۷ء میں طبع ہے۔

۴۱......شذرات الذهب فی أخبار من ذهب

یہ علامہ عبدالحی بن احمد بن محمد المعروف ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں یکم سن ہجری سے ۱۰۰۰ھ تک کے اہم واقعات اور تراجم ذکر کئے ہیں، گویا اس کتاب میں ایک ہزار سال کی تاریخ ہے۔ اس کا پہلا عنوان ہے ''السنة الأولى من الهجرة النبوية'' ہے، دوسری ہجری میں غزوہ بدر، تحویل قبلہ، فرض الصوم، حضرت رقیہ کی وفات، حضرت عثمان بن مظعون کی وفات، اس طرح انہوں نے اختصار کے ساتھ ہر سن ہجری میں جو واقعات پیش آئے ہیں اُنہیں لکھا ہے، اس طرح پہلی جلد میں یکم ہجری سے ۲۰۰ھ تک حالات ہیں، دوسری جلد میں ۲۰۰ھ سے ۳۴۹ھ تک کے واقعات وتراجم ہیں، اس میں ص ۹ سے ۱۳ تک امام شافعی رحمہ اللہ کی سوانح ہے۔ ص ۱۳۴ سے ۱۳۶ تک امام بخاری رحمہ اللہ کی سوانح ہے۔

تیسری جلد ۳۵۰ھ سے ۵۰۰ھ تک، چوتھی جلد ۵۰۱ھ سے ۶۰۰ھ تک، اس میں ص ۱۰ پر امام غزالی رحمہ اللہ کی سوانح ہے، ص ۱۹۹ پر شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی سوانح ہے، شیخ عزالدین بن عبد الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَانُقِلَتْ اِلَیْنَا کَرَاماتُ اَحَدٍ بِالتَّوَاتُرِ اِلَّاالشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ.

ترجمہ: ہم تک کسی شخص کی کرامات اتنی تواتر کے ساتھ نہیں پہنچیں جتنی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی۔

مصنف نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی تفصیلی سوانح ذکر کی ہے، دیکھئے: ج ۶ ص ۳۳۰ تا ۳۴۷

پانچویں جلد ۶۰۱ھ سے ۷۰۰ھ تک۔ چھٹی جلد ۷۰۱ھ سے ۸۰۰ھ تک، ساتویں جلد ۸۰۱ھ سے ۹۰۰ھ تک، آٹھویں جلد ۹۰۱ھ سے ۱۰۰۰ھ تک کے احوال وتراجم پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ کی "تاریخ الإسلام" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی "الدرر الکامنة" علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی "الضوء اللامع" اور علامہ غزی رحمہ اللہ کی "الکواکب السائرة" سے ماخوذ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۰ھ تک کے علماء، مفسرین، محدثین، نحاۃ، صوفیاء کے تراجم پر مشتمل ہے۔

بعض مکتبوں سے یہ کتاب ۹ جلدوں میں طبع ہے اور مکتبہ "دار ابن کثیر" دمشق سے محمود الارناؤوط کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء کو گیارہ جلدوں میں طبع ہے۔

۴۲......سلک الدرر فی أعیان القرن الثانی عشر

یہ علامہ محمد خلیل بن علی بن محمد حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے بارہویں صدی کے اہلِ علم کے تراجم حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کئے

ہیں۔اس میں مصنف رحمہ اللہ کا اسلوب یہ ہے کہ اس میں وہ نام، ولدیت، مسلک، مشہور لقب، سن پیدائش ووفات، ان کے اسفار وعلمی مشغلہ نیز مشہور اساتذہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں میں مکتبہ ''دار البشائر الإسلامية'' سے ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء کو طبع ہے۔

۴۳......البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع

یہ علامہ محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی کتاب ہے۔علامہ شوکانی مسلک کے لحاظ سے زیدی شیعہ ہیں، موصوف اپنے دور کی بڑے مصنف ہیں۔انہوں نے بہت ساری علمی کتابیں تصنیف کی ہیں جو اہل علم سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں، جیسے تفسیر بالروایہ پر ان کی ''فتح القدير'' احکامات والی احادیث کی تشریح پر ''نيل الأوطار'' اصول فقہ پر ''إرشاد الفحول'' اور موضوع روایات پر ''الفوائد المجموعة'' اور ذکر اور اَوراد پر ''تحفة الذاكرين'' مفید کتابیں ہیں۔البتہ ان کے نظریات وافکار جمہور اہل علم سے الگ ہیں، اس لیے ان کی تفسیر اور نظریات کے بارے میں علامہ محمد حسین ذہبی کی کتاب ''التفسير والمفسرون'' مطالعہ میں رکھی جائے، انہوں نے اِس تفسیر پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے، اور علامہ شوکانی کے نظریات کی باحوالہ وضاحت کی ہے۔

''البدر الطالع'' میں انہوں نے ساتویں صدی سے لے کر اپنے زمانے تک معروف اہل علم کے تراجم لکھے ہیں۔

مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ حروفِ تہجی کی ترتیب پر صاحب ترجمہ کی تاریخ ولادت، تعلیم وتربیت، اسفار، ہنر، علمی وعملی کردار اور حالات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ نیز دو چار اساتذہ اور تلامذہ کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں مکتبہ ''دار المعرفة''

بیروت سے طبع ہے۔اس کتاب پر ابن یحیی زبارہ نے دوجلدوں میں ذیل لکھا ہے۔

۴۴......حلية البشر فی تاريخ القرن الثالث عشر

یہ علامہ عبدالرزاق بن حسن بن ابراہیم بیطار رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) کی کتاب ہے۔اس میں مصنف نے صرف تیرہویں صدی کے اکابر اہل علم کے تراجم کوحروف تہجی کی ترتیب پر بیان کیا ہے۔اس میں علماء، صلحاء، قراء، شعراء اور سلاطین کے مختصر حالات ذکر کیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب تیرہویں صدی ہجری کی تاریخ پر مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ محمد بہجہ البیطار کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ مکتبہ "دار صادر" بیروت سے ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کوایک جلد میں طبع ہے۔

فائدہ: اگرکسی نے پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے تراجم دیکھنے ہوں تو امام ذہبی رحمہ اللہ کی "تاريخ الإسلام" کا مطالعہ کرے، آٹھویں صدی کے لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی "الدرر الكامنة" کا، نویں صدی کے لئے علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی "الضوء اللامع" کا، دسویں صدی کے لئے علامہ غزی رحمہ اللہ کی "الكواكب السائرہ" کا، گیارہویں صدی کے لئے علامہ محمد امین کی "خلاصة الأثر" کا، بارہویں صدی کے لئے علامہ محمد خلیل حسینی کی "سلك الدرر" کا، تیرہویں صدی کے لئے علامہ عبدالرزاق بیطار کی "حلية البشر" کا مطالعہ کرے۔

۴۵......نزهةالخواطر وبهجة المسامع والنواظر

یہ علامہ عبدالحیٔ بن فخر الدین حسنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۱ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب میں (۴۵۰۰) سے زائد افراد کا ذکر ہے، پہلی جلد میں ان اہل علم کا تذکرہ ہے جو باہر سے ہندوستان تشریف لائے، اس جلد میں پہلی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک کے علماء کا تذکرہ ہے، دوسری جلد میں آٹھویں صدی ہجری کے علماء کا تذکرہ ہے،

یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ''الدرر الکامنة'' سے ماخوذ ہے، تیسری جلد میں نویں صدی ہجری کے علماء واکابر کا، چوتھی جلد میں دسویں صدی ہجری کے علماء واکابر کا، پانچویں جلد میں گیارہویں صدی ہجری کے علماء واکابر کا، چھٹی جلد میں بارہویں صدی کے علماء واکابر کا، ساتویں جلد میں تیرہویں صدی کے علماء واکابر کا، آٹھویں جلد میں معاونین مؤلف اور دیگر اہل علم کا ذکر ہے۔ یہ ہندوستان کے اہلِ علم کا انسائیکلو پیڈیا ہے، بڑے بڑے ادارے کروڑوں روپے خرچ کر کے ایسا کام نہ کر سکے جو مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کے والد نے اکیلا کیا ہے۔ مصنف نے کسی کی مبالغہ آمیز تعریف نہیں کی اور نہ کسی کے ترجمہ میں ناانصافی کی، ہر شخص کا مثبت، منفی دونوں پہلوؤں سے ذکر کیا ہے۔ مصنف نے سات جلدیں خود لکھیں، آٹھویں جلد جو چودھویں صدی کے رجال پر مشتمل ہے، اس کا مواد خود جمع کیا تھا لیکن تکمیل نہ کر سکے، یہ تکمیل ان کے صاحبزادے نے اضافات کے ساتھ کی۔ یہ کتاب عرب سے ''الإعلام بمن فی تاریخ الهند من الأعلام'' کے نام سے طبع ہے۔ یہ نسخہ آٹھ جلدوں میں ''دار ابن حزم'' بیروت سے طبع ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ دارالاشاعت سے طبع ہو چکا ہے لیکن یہ ترجمہ صدیوں کے اعتبار سے طبع ہے، یعنی ہر صدی کے تراجم الگ الگ جلد میں طبع ہیں۔

۴۶......الأعلام

یہ علامہ خیر الدین بن محمود دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) کی کتاب ہے۔ الاعلام موجودہ زمانے میں شخصیات کی تاریخ وتراجم پر ایک مفید کتاب ہے۔ مشاہیر کے تراجم پر مشتمل یہ ایک غیر معمولی تصنیف ہے، جس میں عرب عجم اور مستشرقین کے حالات جمع کیے گئے ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں موجود شخصیات کے تعارف کے لیے شرائط ملحوظ

رکھتے تھے، انہوں نے خود کتاب میں شرائط کے متعلق لکھا ہے:

وَجَعَلْتُ مِيزَانَ الْاِخْتِيَارِ أَن يَّكُوْنَ لِصَاحِبِ التَّرْجَمَةِ عِلْمٌ تَشْهَدَ بِهِ تَصَانِيْفُهُ، أَوْ خِلاَفَةٌ أَوْ مَلِكٌ أَوْ إِمَارَةٌ، أَوْ مَنْصَبٌ رَفِيْعٌ كَوَزَارِةٍ أَوْ قَضَاءٍ كَانَ لَهُ فِيْهِ أَثَرٌ بَارِزٌ، أَوْ رِيَاسَةُ مَذْهَبٍ، أَوْ فَنٌّ تَمَيَّزَ بِهِ، أَوْ أَثَرٌ فِى الْعمران يُذْكَرَ لَهُ، أو شِعْرٌ، أَوْ مَكَانَةٌ يَتَرَدَّدُ بِهَا اِسْمُهُ، أَوْ رِوَايَةٌ كَثِيْرَةٌ، أَوْ أَن يَّكُوْنَ أَصْلُ نَسْبٌ، أَوْ مَضْرَبُ مِثْلٍ. وَضَابِطُ ذَالِكَ كُلُّهُ: أَنْ يَّكُوْنَ مِمَّنْ يَّتَرَدَّدُ ذِكْرُهُمْ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ. ❶

ترجمہ: میں نے انتخاب کا میزان یہ رکھا کہ صاحب ترجمہ کی کوئی تصانیف ہو یا یا خلیفہ، بادشاہ، امیر یا کوئی بلند منصب کا حامل شخص ہو، جیسے وزیر یا قاضی یا کسی فن میں ممتاز ہو یا کسی علاقہ میں اس کا قابل ذکر تذکرہ ملتا ہو۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جن کا نام بار بار لیا جاتا ہو اور اس کے بارے میں کثرت سے سوال کیا جاتا ہو، اس طرح کے تمام لوگوں کے حالات کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے سبب تالیف کو بیان کرتے ہوئے مصنف رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

فى الخزانة العربية فراغ، وفى أنفس قرائها حاجة، وللعصر اقتضاء يعوز الخزانة العربية كتاب يضم شتات ما فيها من كتب التراجم، مخطوطها ومطبوعها، قديمها وحديثها. ❷

ترجمہ: علوم عربیہ کے خزانے میں ایک بڑا خلا تھا اور علوم عربیہ کے خزانے کو ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں مختلف منتشر کتب تراجم کو جمع کر دیا گیا ہو، خواہ وہ قدیم ہو یا جدید، مخطوطات کی شکل میں ہو یا مطبوعات کی شکل میں۔

---

❶ الأعلام: ج ا ص ۲۰

❷ الأعلام: ج ا ص ۱۹

کسی بھی شخص کے تراجم میں مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ حروفِ تہجی کی ترتیب پر ان کے مشہور نام کو لکھتے ہیں پھر مکمل نام کو لکھتے ہیں مثلاً: ابن جریر الطبر ی، محمد بن جریر بن یزید الطبر ی، ولادت اوروفات ذکر کرتے ہیں۔اگر ایک نام کی کئی شخصیات ہیں تو سن وفات کے بناء پر تقدیم وتاخیر کرتے ہیں،اس کتاب کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

(۱)اس میں بہت دقت نظری سے کام لیتے ہوئے صاحب ترجمہ کی اہم خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(۲) کسی صاحب ترجمہ کے نام، مقام، پیدائش یا مقام وفات کے سلسلے میں اختلاف ہوتو ان کا ذکر کرنے کے بعد اپنی ترجیحی رائے بھی بیان کی ہے۔

(۳) جن کتابوں سے مصنف نے تعلیق کی ہے ان میں سے بعض کتابوں سے متعلق وہم اور تحریف وغیرہ کی توضیح وتنقید کی ہے۔

(۴) صاحب ترجمہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے اصل مصادر کی طرف مراجعت کرتے ہیں، خواہ وہ مصادر مخطوطات کی شکل میں ہو یا مطبوعات کی شکل میں۔

(۵)اصل مصادر کی طرف مراجعت کے ساتھ ساتھ باحیات اصحاب علم وفضل اور صاحب ترجمہ کی طرف منسوب افراد سے بھی معلومات حاصل کرتے ہیں۔

(۶) بعض اعلام کے سلسلے میں جو خفاء ہے اس کو مکمل طور پر دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۷) تراجم کی تحریر کے دوران بعض علمی نکات کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔

(۸) کسی بھی ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد اصل مصادر ومراجع کی ایک فہرست دیتے ہیں۔

(۹) بہت سے ایسے مخطوطات اور نوادر دستاویزات کا تذکرہ کیا جو انہیں اپنے اسفار

کے دوران اہل علم دوست واحباب کے ذریعہ حاصل ہوئے تھے۔

(۱۰) چونکہ علامہ زرکلی رحمہ اللہ خود بڑے شاعر وادیب تھے، اس لیے کتاب کے جملے اور عبارتیں زبان وبیان کے اعتبار سے بہت صاف اور بلیغ ہیں۔

(۱۱) کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بکثرت صاحب ترجمہ کی تصانیف اور علمی خدمات کا تذکرہ ہے۔

یہ کتاب آٹھ جلدوں میں مکتبہ ''دار العلم للملايين'' سے طبع ہے۔

۴۷......المفصل فی تاريخ العرب قبل الإسلام

یہ دکتور جواد علی (متوفی ۱۴۰۸ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب میں قبل الاسلام عرب کے کیا حالات تھے وہاں کا تمدن، وہاں کی ثقافت، وہاں کی آب و ہوا، وہاں کے علاقے اور شہروں کا تذکرہ کیا، اس میں عرب کے طبقات کا بھی تذکرہ ہے، اسی طرح ''العرب بائدۃ، آل جرہم العمالقہ، طبقات القبائل، انساب العرب، العرب الاربۃ، العرب المستعربۃ، تاریخ الجریرۃ القدیم، الجبال، الانہار، تہامہ، یمامہ، یمن، نجد اور ان علاقوں کے بارے میں تفصیلی معلومات ہیں۔ نیز عرب، یونان اور رومان کا تاریخی پس منظر، مملکت حضرموت، حکومت قتبان، حکومت دیدان ولحیان اور ملوک سبأ وغیرہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔اس کے علاوہ زراعت، اقتصادیات، سیاسیات، تجارت اور معاشرت کے حوالے سے بھی معلومات موجود ہیں۔ اسی طرح عرب کے علمی وغیر علمی فنون، کتابت، درس وتدریس کا بھی تذکرہ ہے۔ کتاب کی کچھ جلدوں میں لغت عرب کے عروج وزوال، علم نحو کی تدوین، اشعار کی تدوین وپس منظر اور مختلف قبائل کے شعراء کا بھی تذکرہ ہے۔اس کتاب کے آخری دو جلد فہارس پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ ''دار الساقی'' سے ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۱ء کو ۲۰ جلدوں میں طبع ہے۔

۴۸......معجم المؤلفین

یہ علامہ عمر بن رضا کحالہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۸ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب میں تاریخ تو نہیں بیان ہوئی البتہ اہل علم کے تراجم بیان ہوئے ہیں، یہ بالخصوص عرب وعجم کے مصنفین کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔کتب عربیہ کی تدوین سے عصر حاضر تک تفسیر، حدیث، فقہ، رجال، معانی، بیان، بدیع، نحو، صرف پر عربی کتاب لکھنے والے مصنفین کی سوانح اس میں بآسانی مل جاتی ہے۔اس میں مصنف کا اسلوب یہ ہے کہ وہ صاحب ترجمہ کا نام، شہرت، اس کی تاریخ پیدائش ووفات، زمانہ حیات کوسن ہجری اور عیسوی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے بعد صاحب ترجمہ کا سلسلہ نسب، کنیت، لقب اور علم وہنر میں اس کی مہارت بیان کرتے ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں ''کشف الظنون،إیضاح المکنون'' سے استفادہ کیا ہے۔یہ کتاب تیرہ جلدوں میں ''مکتبہ المشنی'' بیروت سے طبع ہے۔

فائدہ: یہ کتاب مصنفین اور ان کی تصنیفات کی معلومات کے لیے بہت مفید ہے اور اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں بھی اس حوالے سے کافی ممد ومعاون ثابت ہوں گی:

(۱)''کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون'' حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰٦۷ھ)

(۲)''ھدیۃ العارفین''علامہ اسماعیل پاشا بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ)

(۳) ''الأعلام'' مصنف خیر الدین بن محمود دمشقی (متوفی ۱۳۹٦ھ)

فائدہ:''ھدیۃالعارفین '' کے ساتھ اگر ''إیضاح المکنون'' کا بھی مطالعہ ہو تو فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔إیضاح المکنون ''کشف الظنون'' پر ذیل ہے۔

''کشف الظنون'' میں تقریباً (۹۵۹۳) تراجم ذکر کئے گئے ہیں۔نیز اس میں

پندرہ ہزار کتب اور تین سو سے زائد علوم وفنون کا ذکر ہے۔اس کتاب کا سب سے اچھا نسخہ ترکی کے معروف عالم محمد شرف الدین کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں ''وزارۃ الاوقاف'' استنبول سے طبع ہے۔

واضح ہے کہ اس کتاب میں ناموں میں، سن ولادت اور وفات میں کافی تسامحات ہیں۔لہٰذا اس کو حرف آخر نہ سمجھے، بلکہ دیگر کتب تراجم کو بھی مطالعہ میں رکھا جائے۔

۴۹......التاریخ الإسلامی الحظارہ الإسلامیة لبلاد السند والبنجاب

یہ دکتور عبداللہ مبشر کی تالیف ہے ۔اس کتاب کے شروع میں عظیم ادیب ،مورخ ومصنف اور صاحب قلم حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کا مفید مقدمہ ہے،اس میں سندھ کے شہروں کے نام،سندھ کے بارے میں تجزیہ کاروں کی آراء،سندھ اور پنجاب کے طبی حالات وثقافت،سندھ اور پنجاب کے باشندوں کی جغرافیائی اور سیاسی تقسیم ، قدیم دور میں اسلام سے قبل اور ابتداء اسلام سے عہد عباسی تک سندھ اور پنجاب کے اقوام وقبائل ،قبل اسلام سندھ پنجاب کے شہروں کے ایران سے تعلقات، عہد خلفاء راشدین میں ان دونوں صوبوں کے اہم فتوحا، ت اموی دور کی فتوحات،محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی فتوحات، محمد بن قاسم کے بعد سندھ و پنجاب کے شہروں پر اموی اور عباسی دور میں عربوں کی حکومت ،ان کی قدیم تہذیب وثقافت،سندھ پنجاب میں اسلام کی نشر واشاعت ،عہد عرب میں علوم اسلامیہ اور لغت عرب کی ترویج ،علوم عقلیہ کا عروج ،لغت عرب کے ساتھ لغت سندھ کا اختلاط ،سندھ اور پنجاب میں علماء عرب اور سندھ کے علماء کا تذکرہ کیا ہے۔اسی طرح عرب کے اشعار میں بلادِ سندھ ، بلادِ عرب میں سندھ کے شعراء، زراعت ، نظام سیاسی ، نظام عسکری ، نظام اقتصادی ، نظام

قضائی، اور عہد عرب میں سندھ اور پنجاب کے وزراء بادشاہ اور جرنیلوں کا تذکرہ ہے۔
یہ کتاب دو جلدوں میں ''دار المعارفة'' سے طبع ہے۔

۵۰......تاریخ فرشتہ

یہ محمد قاسم فرشتہ (متوفی ۱۶۲۰ء) کی تالیف ہے۔ تاریخ فرشتہ ہندوستان کی عمومی تواریخ میں سے ایک اہم مشہور تاریخی کتاب ہے۔ اس کی کتاب کی ابتداء ۱۰۱۵ھ بمطابق ۱۶۰۶ء میں ہوئی اور اختتام ۱۶۱۱ء میں ہوا۔ مصنف نے یہ تاریخی کتاب ابراہیم عادل شاہ ثانی، سلطان بیجا پور (متوفی ۱۶۲۷ء) کے حکم سے لکھنا شروع کی تھی۔ محمد قاسم فرشتہ نے اسے ''گلشن ابراہیمی'' کا نام دیا مگر عوام میں یہ ''تاریخ فرشتہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔
مصنف نے اس تاریخ کے لیے ۳۵ کتابوں سے استفادہ کیا، جن میں سے چند کتابیں ملحقات، طبقات ناصری، تاریخ بناکتی، سراج التواریخ، تاریخ ملا احمد ٹھٹھوی، حبیب السیر، فوائد الفوائد، خیر المجالس اور خیر العارفین ہیں۔
محمد قاسم فرشتہ نے اپنی اس تاریخ کو ایک مقدمہ، (۱۲) مقالہ جات اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔ مقدمہ میں راجگان ہنود، ہندوستان میں ظہور اسلام کی کیفیات پر تاریخ رقم کی۔ مقالہ اوّل میں سلاطین لاہور کا ذکر ہے۔ مقالہ دوم میں دہلی سلطنت کے سلاطین کا تذکرہ ہے، جو سلطان شہاب الدین غوری کی فتح شمالی ہند سے لے کر مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کی وفات تک کی تاریخ ہے۔ مقالہ سوم میں سلاطین دکن کا تذکرہ ہے اور اس کے چھ روضات بنائے گئے ہیں۔ پہلے روضے میں سلاطین بہمنیہ کا تذکرہ، دوسرے روضے میں سلاطین بیجا پور ملقب بہ سلاطین عادل شاہی، تیسرے روضے میں سلاطین احمد نگر ملقب سلاطین نظام شاہی، چوتھے روضے میں سلاطین تلنگانہ ملقب سلاطین قطب شاہی، پانچویں روضے میں شاہان برار ملقب سلاطین عماد شاہی،

چھٹے روضے میں شاہان بیدر محمد آباد ملقب سلاطین برید شاہی کا تذکرہ لکھا گیا۔ مقالہ چہارم میں شاہانِ گجرات کی تاریخ مرقوم ہے۔ مقالہ پنجم میں شاہانِ مالوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقالہ ششم میں سلاطین خاندیس کا تذکرہ ہے۔ مقالہ ہفتم میں سلاطین بنگال اور سلاطین جونپور کا تذکرہ لکھا گیا ہے۔ مقالہ ہشتم میں سلاطین ملتان کا تذکرہ ہے۔ مقالہ نہم میں سلاطین سندھ کا مفصل بیان موجود ہے۔ مقالہ دہم میں سلاطین کشمیر کا تذکرہ لکھا گیا ہے۔ مقالہ یازدہم میں راجگان مالا بار اور پرتگیز یوں کا ہندوستان میں ورود اوران کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔ مقالہ دوازدہم میں ہندوستان کی مشائخ حضرات کے حالات وسوانح جمع کیے گئے ہیں۔ نیز اسی کتاب میں امیر ناصرالدین سبکتگین کے حالات، سلطان محمود غزنوی کے حالات، محمود غزنوی ۳۵۷ھ عاشورہ کی رات پیدا ہوئے، سلطان شوال ۳۹۱ھ میں دس ہزار کا لشکر لے کر غزنی سے پشاور آیا اور راجہ جے پال کے لشکر میں بارہ ہزار سوار، ۳۲ ہزار پیادہ، ۳۰۰ ہاتھی تھے، فتح سلطان محمود کو ہوئی، راجہ جے پال ۱۵ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوا، ۵ ہزار آدمی راجہ کے مارے گئے، فتح سومنات ہوئی، ۴۲۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی، کل عمر ۶۳ سال تھی، مدتِ حکومت ۳۵ سال ہے۔

سلطان محمود کو تین باتوں میں شبہ تھا، ''**العلماء ورثة الأنبياء**'' کی صحت پر، سبکتگین کے بیٹے ہونے پر، قیامت کے آنے کے بارے میں، اس نے ایک تنگدست طالب علم کو چراغ فراہم کیا، تو اس نے خواب دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سبکتگین کے بیٹے! خدا تعالیٰ تجھ کو قیامت میں ویسی ہی عزت دے جیسے تو نے میرے ایک وارث کی قدر کی، اس کے ایک جملے سے اِس کے تینوں شبہات دور ہو گئے۔ سلطان محمود کی ابوالحسن خرقانی سے ملاقات، گفتگو، نصائح اور جبہ کا ہدیہ میں دینا۔

ص ۱۴۸ پر سلطان محمود کے عدل وانصاف کا مشہور واقعہ ہے، ص ۹۹ سے ۱۵۶ تک سلطان محمود کی سوانح اور فتوحات کا ذکر ہے، ص ۵۶۲ پر ظہیر الدین بابر کے حالات ہیں، ص ۶۱۳ پر نصیر الدین ہمایوں کے حالات ہیں۔ یہ کتاب فرشتوں کے احوال واوصاف پر نہیں ہے جیسا کہ نام سے غلط فہمی ہوتی ہے، بلکہ ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات پر ہے، یہ کتاب فارسی میں ہے، اس کا اردو ترجمہ دو جلدوں میں ''مکتبہ میزان'' لاہور سے طبع ہے۔

۵۱......التاریخ الإسلامی والحضارة الإسلامیة

یہ دکتور احمد شر بی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اِسی کتاب میں پوری اسلامی تاریخ کا تذکرہ نہیں ہے ،البتہ تاریخ کی بنیادی معلومات، تاریخ کے مصادر، مآخذ اور مراجع اور اسلامی تاریخ پر جو کام ہوا ہے اس کا منہج اور اسلوب اور اس پر لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ ضرور موجود ہے۔ یہ کتاب تاریخی معلومات ،تاریخی کتب اور تاریخ کے فن کی اہمیت اور ضرورت کے حوالے سے نہایت مفید ہے۔

۵۲......تاریخ التمدن الإسلامی

یہ جرجی زیدان کی تصنیف ہے۔ مصنف عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ،اس میں جرجی زیدان نے مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کی تاریخ لکھی ہے، اس میں بظاہر اسلام اور اہل اسلام کی مدح سرائی اور خوبیاں بیان کی گئی ہے، مگر در پردہ مسلمانوں پر نہایت سخت اور متعصّبانہ حملے کیے ہیں، جبکہ لوگوں کی نگاہ ان فریب کاریوں پر نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کتاب پھیل گئی۔ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی زہرناکیوں کا ادراک کیا اور اس کا پردہ فاش کرنے کے لیے عربی زبان میں ''**الإنتقاد علی کتاب التمدن الإسلامی**'' لکھی، جو ۱۹۱۲ء میں لکھنو سے طبع ہوئی۔ علامہ شبلی نعمانی

رحمہ اللہ کی نظر میں اس کے اہم مقاصد جس کے لیے جرجی زیدان نے یہ کتاب لکھی حسب ذیل ہیں:
(۱) عرب کی تحقیر اوران کی مذمت۔ (۲) خلفائے (بنوامیہ وعباسیہ) کے مذہب کی توہین کی داستانیں، یہاں تک کہ منصور نے بغداد میں کعبہ کی تحقیر کے لیے قبہ خضراء بنوایااور معتصم نے سامرہ میں کعبہ اور صفاء مروہ تعمیر کیا۔(۳) مسلمانوں پراعتراضات۔
علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کے بقول مصنف نے مندرجہ بالا اغراض ومقاصد کو حل کرنے کے لیے درج ذیل طریقے اختیار کئے تھے:
(۱) صریح کذب ودروغ۔(۲) کسی صحیح واقعہ میں اپنی طرف سے ایسا اضافہ کردینا کہ واقعہ کی صورت بدل جائے۔ (۳) غلط استدلال اور استنباط۔
تاریخی معلومات حاصل کرنے کے لیے یہ کتاب کسی حد تک تو مفید ہے، مگر مطالعہ کے دوران اس کے اعتراضات، اسلام پر مصنف کی طعن وتشنیع مدنظر رہے تاکہ ان پر یقین کرنے سے گریز کیا جاسکے اور اسلام کے بارے میں کسی شک وترددکا وہم نہ ہو۔ یہ کتاب چار جلدوں میں طبع ہے۔

۵۳......الحرکۃ الصلبیۃ سفحۃ مشرقۃ فی تاریخ الجھاد العربی

یہ دکتور سعید عبدالفتاح کی کتاب ہے۔اس میں مصنف نے صلیبی جنگیں اوران جنگوں میں ہونے والے نقصانات کو بیان کیا ہے، عالم اسلام کے مقتدر قیادت وذی سیادت علماء نے کس طرح ان جنگوں کا مقابلہ کیا اور جہاد کے ذریعے اسلام کو کیسے غلبہ ملا، ان سب کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، نورالدین زنگی رحمہ اللہ اور دیگر عسکری رہنماؤں کا بھی اس میں تذکرہ ہے۔

۵۴......علمائے ہند کا شاندار ماضی

یہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں مولانا میاں رحمہ اللہ نے علماء ہند کے کارناموں کو بیان کیا ہے،اس سے انگریزی حکومت کو بہت غصہ آیا اورانہوں نے کتاب ضبط کرلی،مصنف کوجیل میں قید کردیا،جب مصنف رحمہ اللہ چند دنوں کے بعد رہا ہوئے تو ان کا حوصلہ پہلے سے زیادہ بڑھ چکا تھا اور انہوں نے اس قسم کی دوسری کتاب ''علماءحق اوران کے مجاہدانہ کارنامے'' کے نام سے دو جلدوں میں تصنیف فرمائی۔مصنف نے علماء ہند کا شاندار ماضی کا آغاز مجدد الف ثانی احمد سرہندی کے حالات سے کیا اور ہندوستان کی آزادی پر لاکرختم کیا۔اس درمیان کے تقریباً سارے اہم ترین کارنامے اس میں شامل ہوگئے ہیں، ہندوستان کے تین مجددین کے کارناموں کوتفصیل سے لکھا گیا ہے، پہلے مجدد الف ثانی پھرشاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور پھرشاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ دہلوی اوران کے معاصرین کے علمی و سیاسی کارناموں کوسمیٹا گیا ہے۔مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کوچار اجزاء پر تقسیم کیا ہے۔پہلے جزء میں مجدد الف ثانی اوران کے معاصرین خلفاء،خلفائے خلفاء،سلطنت مغلیہ کے چار تاج داروں (اکبر، جہانگیر ،شاہجہاں اور اورنگزیب) کے حالات و واقعات کوقلم بند کیا گیا ہے۔اس درمیان کی سیاسی ومعاشی ماحول میں علمائے امت کی مجاہدانہ اصلاحی سرگرمیوں اوران کے نتائج پرتفصیل سے بحث کی گئی ہے۔مصنف نے مجدد الف ثانی کے اوصاف حمیدہ،حلیہ،اتباع سنت اوراشاعتِ اسلام کے جذبات کو بڑے ہی اچھے انداز میں بیان فرمایا ہے۔اُن علماءسوء کا بھی ذکرکیا ہے جنہوں نے مجدد کو دربار میں سجدہ کرنے کا حکم صادر کروایا اورحکم عدولی کی سزا کے طور پر جیل کی راہ دکھائی،مگرحضرت نے جیل میں بھی اشاعت اسلام کا کام جاری رکھا۔سارے

بدمعاش نیک صفت ہوگئے، رہائی ملی تو بادشاہ نے فوج میں اپنے ساتھ رہنے کا حکم دیا ،بادشاہ بھی متأثر ہوا اور حضرت سے معافی مانگی اور مکمل طور پر رہائی دے دی، پھر حضرت نے دربار سے قریب لوگوں سے رابطہ کیا۔ بالآخر اکبری فتنہ ختم ہوگیا۔اس جزء میں ’’تحریک مہدیت‘‘ کا بھی ذکر ہے،سید محمد جون پوری نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ،اس کی ابتدائی حالات اچھے تھے،اندازِ خطابت پر کشش تھا،اس سے عبداللہ نیازی اور شیخ علائی بھی متاثر ہوئے۔مجدد الف ثانی کا زمانہ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء سے شروع ہوا، اس کے بعد ۲۰ سال تک جن اہل علم نے ان کے ساتھ رہ کر خدمات انجام دیں۔ان کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے۔ ان سب کے احوال ذکر نہیں کئے گئے جن کا تعلق ہندوستان کی سیاست سے رہا،اس میں مشہور فقیہ ملا جیون کا بھی ذکر ہے جنہوں نے عالمگیر اوران کے صاحبزادے شاہ عالم کو پڑھایا،ان کی کتاب ’’نورالانوار‘‘ دارالعلوم دیوبند سمیت دیگر مدارس میں داخلِ نصاب ہے۔اس جزء کی تیاری میں مولانا سید میاں رحمہ اللہ نے بیالیس ماخذ ومصادر سے استفادہ کیا ہے۔اس کتاب کے دوسرے جزء میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے سیاسی اور اقتصادی نظریات،ان کی تعلیم وتربیت کے مرکز ،حضرت شاہ عبدالعزیز کی سیاسی خدمات، ان کے فتوی اور اس کے قوی ترین اثرات کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید اوران کے رفقاء کار کے مجاہدانہ کارنامے بیان کئے گئے ہیں،اٹھارہویں اور انیسوی صدی کے نصف اول کا سیاسی ماحول،شاہان اودھ،حافظ رحمت خان شہید،روہیلے اور مرہٹے،مرہٹوں کی قلیل ترین حکومت کا بھی ذکر ہے۔اسی طرح لفظ ’’وہابی‘‘ کی تشریح بھی کی گئی ہے، یہ لفظ ہندوستانی زبان کی ڈکشنری میں انیسویں صدی ہی میں داخل کیا گیا اور اس مذہبی لفظ سے وہ عظیم الشان سیاسی مقاصد حاصل کئے گئے جو لاکھوں انسانون کی قربانی اور

کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔نجد کے ایک شخص عبدالوہاب نے محمد بن سعود کے ساتھ حرمین شریفین پر حکومت کرنے کا منصوبہ بنایا تھا،اس وقت کی حکومت جو شریف حسین مکہ کی ہاتھ میں تھی،اس کو باغی اور حرمین کا مخالف کہہ کر بدنام کیا،حجاج کرام کے درمیان حکومت اسلامی کا باغی قرار دے کر شہرت دی،وہابی کہہ کر بدنام کیا،اسی طرح پوری دنیا میں ان کو وہابی کہا جانے لگا،رفتہ رفتہ عوام میں یہ لفظ بددین کا مترادف ہوگیا اور گالی کی طرح استعمال کیا جانے لگا، ہندوستان کے بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے رضاخانی لوگ ''اہل حدیث'' کو وہابی کہنے لگے اور کبھی ''دیوبندی'' مکتب فکر کے حامل کو کہنے لگے،حالانکہ ان کا اس فرقہ سے کوئی تعلق نہ تھا،اس طرح کی بہت سی عملی اور تاریخ معلومات ہیں۔تیسرے جزء میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے کارناموں کا دوسرا دور ذکر کیا گیا،علمائے صادق پور اور ان کے پراسرار مجاہدانہ کارنامے بیان ہوئے ہیں،ایک عظیم ترین انقلابی تحریک جس کو ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء کا کوئی طوفان بھی مٹا نہ سکا،جس کے لیے انگریزوں کو بار بار فوج کشی کرنی پڑی،گرفتاریاں ہوئیں،حضرت مولانا عنایت علی غازی رحمہ اللہ کی قربانی وکارنامہ،حضرت مولانا محمد جعفر تھانسیری رحمہ اللہ کو سرکاری گواہ بنانے کے لیے ۱۲ گھنٹے پیٹا گیا،پہلے پھانسی کا حکم ہوا،پھر کالا پانی میں قید کی سزاء ہوئی،ان کے بھائی احمد اللہ کو پھانسی کی سزاء سنائی گئی،تمام جائیداد نیلام کر دی گئی،گھر سے عورتوں اور بچوں کو نکال کر مکانات مسمار کر دیئے۔خاندانی قبرستان کھودا کر مردوں کو پھکوا دیا گیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''وبشر الصابرین'' پڑھ کر تسلی دی کہ شکر کرو کہ تم ایسے امتحان کے لائق ٹھہرے، یہاں یہ جزء مکمل ہوا ہے۔چوتھے جزء میں ۱۲۷۴ھ بمطابق ۱۸۵۷ء کی مکمل داستان

موجود ہے۔ اس دور کے تمام حالات و واقعات کا نہایت باریکی سے جائزہ لیا گیا، اسباب وجوہات پر نئے انداز سے بحث کی گئی، مجاہدین کے کارناموں کو اچھوتے انداز میں بیان کیا گیا، اس میں بہت سے ایسے بزرگوں کا تذکرہ ہے جن کا ذکر دوسروں کتابوں میں اتنی جامعیت کے ساتھ نہیں ملتا۔ یہ کتاب پہلے چھ جلدوں میں طبع تھی، پھر چار جلدوں میں طبع ہوئی۔ اب یہ کتاب ''جمعیت پبلیکیشنز'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

فائدہ: اس کتاب کے علاوہ بھی مولانا سید میاں رحمہ اللہ نے دیگر مفید کتابیں لکھیں، جن میں سے معروف کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) ''علمائے حق اوران کے مجاہدانہ کارنامے'' یہ دو جلدوں میں ہے، اس میں انہوں نے علمائے کرام کے حالات، ان کی تصنیفی تدریسی خدمات، اُن کا کفر کے مقابلے میں کھڑا ہونا، سیاست میں حصہ لینا اور دین کے نفاذ کے لیے اُن کی جدوجہد کا ذکر کیا ہے۔

(۲) ''تحریک ریشمی رومال'' یہ ایک جلد میں ہے، اس میں میاں صاحب نے حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ کی سوانح، تحریک کا آغاز اور اس کے اسباب اور تحریک کے لیے حضرت شیخ الہند کی قربانیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

(۳) ''اسیران مالٹا'' یہ بھی ایک جلد میں ہے، اس میں مالٹا کے جیل میں قید و بندی کی صعوبتیں جھیلنے والے علماء، خصوصاً حضرت شیخ الہند، اور شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اوران کے قیدی اصحاب کے حالات، اِن پر آنے والے مصائب، مشکلات اور تکالیف کا ذکر کیا ہے۔

(۴) ''جمعیت علماء کیا ہے'' یہ ایک جلد میں بڑی مفید کتاب ہے، اس میں جمعیت علماء ہند کی بنیاد اور اس کے اسباب، جمعیت میں شریک اس دور کے علماء، قائدین، وزراء اور عہدے داران کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے۔

۵۵......تاریخ دعوت وعزیمت

یہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی اہل دعوت وعزیمت کی تاریخ پر نہایت علمی وادبی کتاب ہے۔مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اس صدی کے بڑے نامور عالم ہیں، اللہ تعالیٰ نے عربی ادب، اردوادب، تاریخ اور رجال پر ان کی عمیق نظرتھی ،ان کو بیک وقت عربی،اردواورانگریزی تینوں زبان پر دسترس تھی اورانہوں نے ان تینوں زبانوں میں کتابیں لکھ کر دین متین کی بڑی خدمت کی ہے،حضرت ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ وہ شخصیت تھی جنہیں عجم سے زیادہ عرب جانتے ہیں،ان کی شہرت صرف برصغیر کے خطوں میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیامیں تھی، انہوں نے کئی کتابیں عربی زبان میں لکھی ہیں جنہیں عرب کے علماء میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اوروہ کتابیں آج تک عرب میں پڑھی جاتی ہیں،اوراس سے وہ برصغیر کے علماء کی علمی استعداداورصلاحیتوں کااندازہ لگاتے ہیں۔

اس کتاب میں اسلام کی تیرہ سو برس کی تاریخ میں اصلاح وانقلاب حال کی کوششوں کا تسلسل اورممتاز شخصیتوں اورتحریکوں کی نشاندہی کی گئی ہے جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق دین کے احیاء اورتجدید اسلام اورمسلمانوں کی حفاظت کے کام میں حصہ لیاہے اورجن کی مجموعی کوششوں سے اسلام زندہ اورمحفوظ شکل میں اس وقت موجود ہے اورمسلمان ایک ممتاز امت کی حیثیت سے نظر آتے ہیں، اس میں متعدد ایسے اشخاص کا بھی تذکرہ کیا گیا جو انفرادی طور پرتو مجدد نہیں کہلا سکے مگر دین کی تجدید واحیاءاوراصلاح وانقلاب کے مجموعہ میں ان کا ضرورحصہ ہے،اورمسلمان ان کے احسان سے کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے۔اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے چند باتوں کوملحوظ رکھاہے،وہ

باتیں حضرت رحمہ اللہ کی تحریر سے بعینہ نقل کی جاتی ہے۔

(۱) کسی دعوت یا شخصیت کے حالات و مقاصد معلوم کرنے کے لیے عموماً خود اس کی تصانیف، تحریروں اور اقوال سے مدد لی گئی ہے، اگر اس میں پوری کامیابی نہیں ہوئی اور خلا رہ گیا تو اس کے رفقاء و تلامذہ اور معاصرین کی تصنیفات، بیانات کو ترجیح دی گئی ہے۔ آخری صورت میں بعد کے مستند ماخذوں پر اعتماد کیا گیا ہے، اس بارے میں کسی زبان یا زمانہ کی تخصیص نہیں، جہاں کوئی کام کی بات دیکھی گئی اخذ کی گئی اور اس کا حوالہ دے دیا گیا۔

(۲) شخصیتوں کی سیرت اور تذکرہ کے سلسلہ میں ان کے گرد پیش اس زمانے کے علمی و فکری سطح اور کام کے میدان کی وسعتوں کو بھی سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان شخصیتوں کی صحیح عظمت اور ان کی کامیابی کی مقدار کا تعین ہو سکے، اور اس دور اور ماحول کی کامیابی کے امکانات کا صحیح اندازہ کر کے ان کو تاریخ میں صحیح مقام دیا جا سکے، کسی شخصیت کو اس کے ماحول سے نکال کر اپنے ماحول میں لا کر اپنے زمانے کے پیمانوں اور تقاضوں اور اپنے ذاتی رجحانات اور خواہشات کے معیار سے جانچنا پھر اس معیار کے لحاظ سے اس کی کوتاہیوں اور فروگزاشتوں کو نمایاں کرنا ظاہری نگاہ میں ایک بڑا تنقیدی کارنامہ معلوم ہوتا ہے، جس سے کتاب سطحی النظر لوگوں کی نگاہ میں وزنی اور وقیع بن جاتی ہے لیکن اہل نظر سمجھتے ہیں کہ یہ ایک بڑی ناانصافی اور کوتاہ نظری ہے، اس لیے کہ آدمی اپنے زمانے کی ضرورتوں اور تقاضوں اور عہد کے میدان عمل کے حدود کے لحاظ سے کامیاب و ناکامیاب کہا جا سکتا ہے، ورنہ ہر عظیم سے عظیم شخصیت دوسرے زمانے اور ماحول کے لحاظ سے اور مؤرخ کے رجحانات اور خیالات کے پیمانے سے سخت ناکام ثابت کی جا سکتی ہے، اور نہ صرف اسلامی تاریخ بلکہ انسانی تاریخ کی بھی

کوئی شخصیت کامل اور معیاری قرار نہیں دی جاسکتی۔

(۳) کسی صاحب دعوت یا مصنف اور مفکر کی کتابوں کے چند مختصر اقتباسات پیش کرنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا کہ اس سے اس کے مقاصد، اس کے علمی مرتبہ اور اس کے ذہن کا اندازہ صحیح طور پر نہیں ہوسکتا، اور قارئین اس کا لطفِ محبت، صحبت اور شرفِ ملازمت حاصل نہیں کرسکتے، اس کتاب میں ممتاز صاحب دعوت، مصلحین، مصنفین اور اصحاب فکر کی تصنیفات وخطابات کے اتنے مختلف اور مبسوط اقتباسات دیئے گئے ہیں کہ پڑھنے والا محسوس کرے گا کہ اس کا کچھ وقت ان کی صحبت میں گزرا، اور اس کے اطمینان کے ساتھ ''دید وشنید'' کا موقع ملا ہے، اس کے لیے خود مولف کتاب نے اپنے وقت کا ایک معتد بہ حصہ ان حضرات کی تصنیفات وہ مواعظ اور ان کے علمی وفکری آثار میں گزارا ہے۔

(۴) تاریخی شخصیتوں کے صرف علمی کمالات، تحقیقات اور تصنیفات کے اقتباسات پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ ان کی زندگی کے باطنی پہلو، تعلق مع اللہ اور اخلاقی خصوصیات کو بھی نمایاں کیا گیا ہے کہ اولاً تو یہ متقدمین اہل دعوت واہل فکر کی مشترک خصوصیت ہے کہ وہ اپنے علمی کمالات اور علمی انہماک کے ساتھ عبادت اور انابت الی اللہ کا خاص ذوق رکھتے تھے، اور ان کی کامیابی ومقبولیت میں اس کو خاص دخل ہے اور اس کے تذکرہ کے بغیر ان کا تذکرہ نامکمل رہتا ہے، دوسری اس ضخیم تصنیف اور تاریخ کے اس وسیع دفتر کے پڑھنے والے کا حق اور اس کی محنت اور دقت کا یہ خاموش مطالبہ ہے کہ وہ اس سے صرف تاریخی معلومات ہی اخذ نہ کرے بلکہ قلبی روح کی تعریف، تازگی اور ذوق عمل کا حصہ بھی پائے۔

(۵) کسی شخصیت کے تعارف کے سلسلے میں صرف اس کے فضائل وکمالات بیان

کرنے پر اتفاق نہیں کیا گیا بلکہ اگر اس کے منصف ومحتاط معاصرین یا صاحب نظر متأخرین نے اس پر یا اس کی تصنیفات وافکار پر تنقید کی ہے تو اس کا بھی تذکرہ کر دیا گیا ہے، اور اگر اس کا جواب دیا گیا ہے اور اس کی طرف سے دفاع کیا گیا ہے تو اس کو بھی پیش کر دیا گیا ہے، لیکن تاریخ و ناقدانہ تالیف ثابت کرنے کے لیے بے ضرورت تنقید نقل کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ ❶

یہ کتاب ۸ جلدوں میں ''مجلس نشریات'' کراچی سے طبع ہے۔

۵۶......تاریخ برصغیر

یہ پروفیسر ایم اے جمیل کی تصنیف ہے۔اس میں انہوں نے برصغیر کے اہل علم کے حالات، برصغیر کا وقوع، برصغیر کی آبادی، برصغیر میں علماء کا کردار، برصغیر کے بادشاہ وزراء اور دانشوروں کے حالات اختصار کے ساتھ جمع کئے ہیں۔اس میں اگرچہ علمی اور ٹھوس معلومات تو نہیں، البتہ اس کے مطالعہ سے ایک حد تک برصغیر کی تاریخ سے واقفیت ہو جاتی ہے۔

۵۷......تاریخ ملت

یہ مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی اور مفتی انتظام اللہ شہابی کی تالیف ہے۔پہلی جلد میں علم تاریخ کی ابتداء، معتبر تاریخ، تاریخ کی قسمیں، تاریخ اسلام کی خصوصیت، دنیا کی ابتداء، پھر عرب کی آب وہوا، مذہبی وسیاسی حالت، قریش کی امتیازی خصوصیت، ولادت، شام کا سفر، شرفِ نبوت، ہجرتِ حبشہ، معراج، ہجرتِ مدینہ، غزوہ اُحد، غزوہ خیبر، غزوہ خندق، فتح مکہ، تبوک، حجۃ الوداع، وفات، خلافتِ راشدہ، حضرت ابوبکر کی بیعت، مسیلمہ کذاب کا قتل، اسود عنسی کا قتل، پھر عہد عمر میں فتوحات، تمام مفتوحہ علاقوں

❶ تاریخ دعوت وعزیمت: جلد ا ص ۱۳ تا ۱۵

کی تفصیلات، پھر عہد عثمان، پھر عہد علی پھر عہد حسن پھر خلافتِ بنو امیہ، حضرت امیر معاویہ کی سیرت وفتوحات، طرزِ خلافت، پھر یزید کی خلافت، واقعہ کربلا، پھر معاویہ ثانی پھر عبد اللہ بن زبیر پھر عبد الملک بن مروان، سلیمان بن عبد الملک، عمر بن عبد العزیز کے دور کے حالات پھر آگے چلتے چلتے خلافتِ ہسپانیہ، تاریخ اندلس، دوسری جلد میں خلافت عباسیہ، ہارون الرشید کے دور کے واقعات وحالات، امین ومامون کی ولی عہدی، خلیفہ معتصم باللہ، واثق باللہ، منتصر باللہ، مستعین باللہ، مہدی باللہ، المعتضد باللہ، مقتدر باللہ پھر تاریخ مصر ومغرب کا ذکر ہے۔ دوجلدوں کی اس کتاب کی ابتداء قبل از اسلام سے لے کر مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر تک ہے، ۱۳سو سالہ تاریخ ۲۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ پڑھنے والوں کے لئے اردو زبان میں یہ نہایت مفید اور ٹھوس کتاب ہے۔ یہ کتاب دوجلدوں میں ''مکتبہ خلیل'' سے طبع ہے۔

۵۸......تاریخ اسلام

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔اس کے شروع میں تاریخ سے متعلق ایک نہایت مفید مقدمہ ہے، جس میں تاریخ کی ضرورت واہمیت اور تاریخ کے ماخذ وفوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں ملک عرب، وہاں کی آب وہوا، تہذیب وتمدن، پھر تفصیلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، خلافتِ راشدہ، خلافتِ عباسیہ، خلافتِ بنو امیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اندلس میں خلافت کا قیام، اندلس کے خلفاء اور اندلس میں عیسائیت کا عروج وزوال، آٹھ سوسال تک اندلس میں مسلمانوں کی حکمرانی کے باوجود وہاں کے مسلمانوں کا سقوط خلافت کا پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ نیز مراکش اور افریقہ میں مسلمان بادشاہوں کی فتوحات، اس دور کے حالات اور ایران، مصر، شام اور سلطنت عثمانیہ کی مفصل تاریخ لکھی گئی ہے۔

یہ کتاب تنقیح ، تہذیب ، حسن ترتیب اور مواد و معلومات کی جامعیت کے لحاظ سے تو
بڑی مفید کتاب ہے لیکن اس میں حوالہ جات کا اہتمام نہیں کیا گیا اور بہت سی غیر مستند
روایات وآثار بھی اس میں شامل ہوگئیں۔ اس میں موجود احادیث اور تاریخی مواد پر
اصل مصادر و مراجع سے تعلیق و تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس کی تعلیق و تحقیق،
احادیث کی تخریج، اور مستند روایات کی نشان دہی اور اصل مصادر سے مراجعت کر دی
جائے تو اس کتاب کی اہمیت وافادیت مزید بڑھ جائے گی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں
"مکتبہ خلیل" سمیت دیگر مکتبوں سے بھی طبع ہے۔

۵۹......تاریخ اسلام

یہ حضرت مولانا شاہ معین الدین ندوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ مولانا شاہ معین الدین
ندوی مشہور صوفی بزرگ شیخ احمد عبدالحق توشہ رودولوی کے خاندان کے چشم و چراغ
تھے، شجرہ نسب خلفیہ ثانی عمر فاروق سے جا ملتا ہے، ان کے جد شیخ داؤد بلخ سے نویں صدی
ہجری میں علاء الدین خلجی (۱۲۹۶......۱۳۱۶ء) کے عہد میں ہندوستان وارد ہوکر دہلی میں
مقیم ہوئے اور جب سلطان علاء الدین خلجی نے رودولی، بارہ بنگی بطور جاگیر عنایت کی
تو وہ یہاں آکر آباد ہوئے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس میں قبل اَز اسلام عرب کے حالات،
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، ظہور اسلام و بعثت، ہجرت، غزوات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم، مذہبی انتظامات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، فتوحات، خلافتِ
راشدہ، نظام خلافت، خلفاء راشدین کے کارنامے بیان کئے ہیں۔ اسی طرح مصنف
نے اس میں بنوامیہ کی تفصیل، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ، نظام خلافت
اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرزِ حکومت
اور اِن سے متعلق روایات اور اشکالات کے جوابات دیئے یزید بن معاویہ، عبدالملک

بن مروان اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر اور مروان بن حکم کی تاریخی روائیداد بیان کی، عبدالملک بن مروان کا دورِ خلافت، اموی دور کی علمی حالت اور اموی حکومت کے زوال کے اسباب بیان کئے۔ نیز اس میں انہوں نے ابوالعباس عبداللہ بن محمد المعروف بہ سفاح، ابوجعفر عبداللہ بن محمد الملقب بہ منصور، محمد مہدی بن منصور، موسی ہادی بن مہدی، ہارون الرشید بن مہدی، محمد الامین بن ہارون، معتصم باللہ بن ہارون، واثق بن معتصم، متوکل علی اللہ بن معتصم، منتصر باللہ بن متوکل وغیرہم کے دورِ اقتدار اور ان کے دور کی خوبیاں اور عیوب ونقائص کو بیان کیا ہے۔ یہ اردو زبان میں تاریخ پر ایک معتمد کتاب ہے، اسے مصنف رحمہ اللہ نے بڑے ادیبانہ اور فصیحانہ انداز میں لکھا ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ''مکتبہ اسلامیہ'' سے طبع ہے۔

۶۰......تاریخ امتِ مسلمہ

یہ مؤرخ اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف ہے۔ اب تک اس کتاب کے پانچ جلدیں منظرعام پر آچکی ہیں، مصنف رحمہ اللہ نے پہلی جلد کے شروع میں علم تاریخ کے تعارف اور اسلامی تاریخ کی بنیادی مصادر و مآخذ پر تبصرے پر مشتمل ایک رسالہ بطورِ مقدمہ شامل ہے۔

پہلی جلد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام مشہور پیغمبروں کے حالات اختصار سے درج ہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، امہات المومنین، عشرہ مبشرہ، سیرت خلفائے راشدین کو انتہائی تفصیل سے تحریر کیا گیا ہے۔

دوسری جلد کا آغاز تاریخی روایات کے جانچ پڑتال کے اصولوں اور صحیح وسقیم کی پہچان کرنے کے قواعد وضوابط پر مبنی رسالے سے ہوتا ہے۔ پھر اس میں مشاجراتِ صحابہ کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ، جنگِ جمل، جنگِ صفین،

خلافتِ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، خلافتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، خلافتِ حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی جدوجہد، خلافت وشہادت حضرت عبداللہ بن زبیر، مشاہیر صحابہ اور تابعین کا تعارف۔ اس جلد میں انتہائی جزم واحتیاط کے ساتھ صحابہ کرام کا دفاع اور اہل سنت کے موقف کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ کو بھی مفصل بیان کیا گیا ہے۔ گویا اس میں ۳۵ ہجری سے سن ۷۳ ہجری تک تاریخ کا تذکرہ ہے۔

تیسری جلد اموی اور عباسی خلفاء کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ اس میں خلافت بنوامیہ و بنوعباس، محمد بن قاسم کے کارنامے، فاتح اندلس (اسپین) طارق بن زیاد کے کارنامے، خلافتِ عباسیہ، آئمہ اربعہ اور مجددین و مصلحین کے کارنامے، فرقوں کے آغاز اور ظہور کی تاریخ، باطل فرقوں کی حکومتیں، یہ جلد گویا ۷۴ ہجری سے ۶۵۶ ہجری کی تاریخ پر مشتمل ہے۔

چوتھی جلد میں سلاطین اسلام سے متعلق ہے، اس میں صلیبی جنگ، تاریخ ثقلیہ، اتابک، امرا، ایوبی حکمران، سلطنت خوارزم شاہی، یورش تاتار، خلافت عباسیہ مصر، مملوک سلاطین، تاتاریوں میں اشاعت اسلام، سلطنت دور تاسیس تا دور عروج، پانچویں تا دسویں صدی ہجری تک کے حالات ہیں۔ اس کتاب کی آئندہ دو جلدوں عثمانی، صفوی، ایوبی، فاطمی، موحدین اور مغل حکمرانوں، اندلسی مسلمانوں حکومت کے آغاز وانجام، سلطنتِ عثمانیہ دورِ عروج تا سقوطِ خلافت، سلطنت مغلیہ ہندوستان، بابر تا بہادر شاہ ظفر۔ عالم اسلام پر انگریزی ومغربی استعمار کے ابتداء وانتہا کی داستان، حالیہ اسلامی ملکوں کے تعداد، غیر مسلم ملکوں میں آباد مسلمانوں کے تذکرے اور ہر دور کے بڑے بڑے علماء وہ فضلاء اور مجددین و مصلحین امت کے ذکر پر مشتمل ہوگی۔

نیز چھٹی جلد میں برطانوی استعمار کی حکومت، تحریکاتِ آزادی اور تحریکِ پاکستان، عالم اسلام کے اہم ممالک کی مختصر تاریخ، غیر مسلم دنیا کے اہم ممالک کی مختصر تاریخ، اور مسلمانوں کے سائنسی وعلمی کارناموں اور اسلامی تہذیب وتمدن، اور مسلمانوں کے علمی وفنی کارناموں پر ایک نظر، نیز اس میں موجودہ اسلامی دنیا کے تمام اہم ممالک کا تعارف اور ان کی مختصر تاریخ بھی مذکور ہوگی۔

مصنف نے اپنی کتاب کی خصوصیات درج ذیل بیان کی ہیں:

۱......سیرتِ نبویہ اور سیرتِ صحابہ کے بارے میں ناقابلِ اعتماد مواد سے پاک۔

۲......حضرت آدم علیہ السلام سے دورِ حاضر تک اوّلین مفصل اردو تاریخ۔

۳......حصۂ اوّل میں علم تاریخ کے تعارف ومبادیات پر مشتمل مقدمہ۔

۴......حصۂ دوئم میں تاریخ کی تحقیق وتنقیح کے قواعد وضوابط پر مشتمل رسالہ۔

۵......تاریخی روایات کی اصولِ محدثین کے مطابق تحقیق وتنقیح۔

۶......مغازی اور مشاجرات کی روایات پر اساتذہ وطلبہ حدیث کے لیے نہایت مفید تشریحی مباحث۔

۷......علم رجال کی روشنی میں روایات کی اسناد کا جائزہ اور رجال کی ابحاث۔

۸......اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقائد ونظریات کی تائید میں موقع بموقع مضبوط عقلی دلائل۔

۹......مختلف فرقوں کے ظہور پر تحقیق اور ان کے غلط عقائد ونظریات پر اصولی تنقید۔

۱۰......مشکوک واقعات کا سنداً ومتناً، روایتاً ودرایتاً تجزیہ۔

۱۱......دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے واقعات تفصیل کے ساتھ۔

۱۲......اسلامی تاریخ کی تمام بڑی جنگوں اور معرکوں کا مفصل تذکرہ۔

۱۳......واقعات خصوصاً سیرت اور مغازی کی صحیح توقیت اور عیسوی تقویم سے اس کی مطابقت کی حتی الوسع کوشش کی۔

۱۴......اصل، قدیم ترین اور مستند مآخذ سے مواد لینے کا حتی الامکان اہتمام۔

۱۵...... ہر بات مکمل حوالہ جات کے ساتھ۔

۱۶......قابلِ فخر مسلم خلفاء، سلاطین اور مشاہیر کے خلاف باطل فرقوں، سیکولر مؤرخین اور مستشرقین کے پروپیگنڈے کی مدلل تردید۔

۱۷......تاریخ سے حاصل شدہ عبرتوں، نصیحتوں اور اسباق کا موقع بموقع ذکر۔

۱۸......مختلف ادوار میں علمی، اصلاحی اور قومی خدمات انجام دینے والی عظیم شخصیات کا اہتمام کے ساتھ ذکر۔

۱۹......مشکل الفاظ سے احتراز، رواں دواں سلیس اردو عبارت۔

۲۰......قارئین کو اپنی گرفت میں رکھنے والا دلچسپ اندازِ تحریر۔

۲۱......حواشی میں علماء وطلبہ کے لیے نہایت مفید علمی ابحاث۔ ❶

اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس کے لیے چار صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ تحریر کیا جو کتاب کے نئے ایڈیشن کے آغاز کے علاوہ ماہنامہ البلاغ کراچی کے اداریے میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس میں کتاب کے مطابق متعدد پہلوؤں کی تحسین وتعریف کی ہے، چنانچہ شیخ الاسلام صاحب لکھتے ہیں: آج کل اسفار واشغال کے ہجوم میں مجھے اپنے شوق کی کتابیں پڑھنے کا موقع بہت کم ملتا ہے، لیکن اس کتاب نے مجھے کچھ عرصے کے لیے گرفتار کرلیا۔ میں نے خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ

❶ تاریخ امتِ مسلمہ: ج ا ص ۲۱

بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے حالات تک پہ کتاب بالاستعاب دیکھی، اور میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالی کے خاص فضل وکرم سے تاریخ امت اسلامیہ کے اس نازک دور کے بارے میں انہوں نے جس طرح روایات کی تحقیق کرکے اس جھاڑ جھنکاڑ سے حقیقت کا استخراج کیا ہے، وہ اُن پر اللہ تعالی کی رحمت کا خصوصی فیضان ہے۔

نیز حضرت آگے جا کر لکھتے ہیں: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب نے اس کتاب میں مذکورہ بالا اصول کو جس محققانہ انداز میں مدنظر رکھ کر قرونِ اولیٰ کی تاریخ مرتب کی ہے، وہ ان کا تجدیدی کارنامہ ہے۔اس کام کے لئے انہوں نے کام میں مواد کو چھان کر اور ہر طرح کی روایات کا وقتِ نظر سے جائزہ لیکر واقعات کو اس منطقی ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اُن میں کوئی خلا محسوس نہیں ہوتا۔ ❶

راقم کی نظر میں اردو زبان میں تاریخ پہ یہ ایک نہایت جامع مستند اور محقق کتاب ہے، جس میں تاریخ کے ٹھوس مواد کو اصل مراجع ومصادر سے نقل کیا ہے، اردو لٹریچر میں اس کتاب کی نظیر نہیں ملتی، اللہ رب العزت مصنف کے علم وعمل میں برکتیں نصیب فرمائے اور اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس عظیم سرمائے کو عافیت کے ساتھ پائے تکمیل تک پہنچائے۔آمین

---

❶ ماہنامہ البلاغ کراچی، جمادالاولیٰ ۱۴۴۲ھ جنوری ۲۰۲۰ء اداریہ ص ۵/ تاریخ امت مسلمہ: مقدمہ، ص ۱۸، ۱۹، ۲۰